Digitized By eGangotri

نظام الدین سحرؔ

حیات، شخصیت اور علمی و ادبی خدمات

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

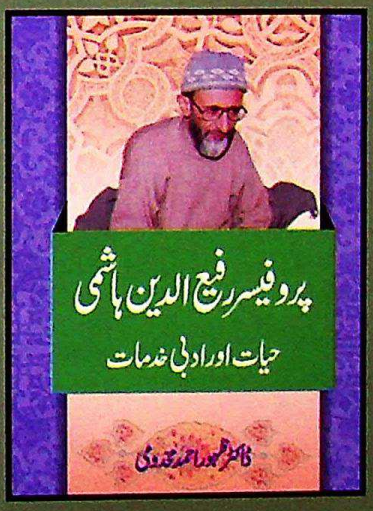

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نظام الدین سحرؔ

حیات، شخصیت اور علمی و ادبی خدمات

مصنف و مرتب

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب : نظام الدین سحر (حیات، شخصیت اور علمی وادبی خدمات)

مصنف ومرتب : ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

تعداد : 500

مطبع : ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرز، نئی دہلی۔

ناشر : ایم۔آر۔پبلی کیشنز

10 میٹروپول مارکیٹ، 2724-25 کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی

Nizam ud din Sahar

(Hayaat, Shakhsiyat aur Ilmi wa Adabi Khidmaat)

by

Dr. Zahoor Ahmad Makhdoomi

Cell:9086805001 Email: zahoormakhdoomi121@gmail.com

ISBN: 978-93-86125-95-8

First Edition :2018

Price: ₹ 395/-

Printed & Published by

M. R. Publications

Printers, Publishers, Book Sellers & Distributors of Literary Books

 # 10 Metropole Market, 2724-25 First Floor

Kucha Chelan, Daryaganj, New Delhi-110002

Cell: 09810784549, 09873156910 E-mail: abdus26@hotmail.com

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

انتساب

میرے نانا جان

(مرحوم) الحاج مولوی محمد مبارک شاہ صاحب

کے نام

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

فہرست

☆ پیش لفظ _____ ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی 9

حصّہ اول ..... حیات، شخصیت اور ادبی سفر

☆ نظام الدین سحرؔ: حیات اور شخصیت _____ ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی 15

حصّہ دوم ..... شخصیت اور شاعری

☆ وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وُجود _____ اُبّو فراز 81

☆ نظام الدین سحرؔ کی شخصیت اور شاعری _____ خاکی محمد فاروق 92

☆ نظام الدین سحرؔ ایک شاعر اور ہمہ جہت شخصیت سید رشید جوہرؔ 101

☆ نظام الدین سحرؔ _____ سید سیف الدین 114

☆ جی پہ اپنے کہ الوداع لکھوں _____ حنیفہ بشیر 119

حصّہ سوم ..... شاعری

☆ ''صدائے سحر'': میری نظر میں _____ عاشق کاشمیریؔ 129

☆ ہائے یہ سحر خواں بھی سو گیا _____ عبدالغنی بیگ اطہرؔ 135

☆ نظام الدّین سحرؔ کی سحر انگیزی _____ ڈاکٹر مشتاق احمد وانی 140

☆ صدائے سحر۔ ایک سرسری تبصرہ _____ ضمیرؔ انصاری 146

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

☆ صدائے سحرؔ.....ایک مطالعہ _____ ڈاکٹر ریاض توحیدی 152
☆ ''صدائے سحرؔ'' سحرؔ کی آغوش میں _____ پروفیسر میر محی الدین 158

حصّہ چہارم.....یادیں

☆ کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا _____ محمد شعبان ڈار 163
☆ آہ! نظام الدین سحرؔ بھی فوت ہوگئے _____ ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی 172
☆ داعی تحریک چل بسا _____ غلام قادر لون 179
☆ سحرؔ ایک منفرد شاعر _____ محمد امینؔ بانہالی 182
☆ نظام الدین سحرؔ ایک بلند پایہ شاعر _____ خورشید کاظمی 185
☆ ماسٹر نظام الدّین سحرؔ _____ ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی 188
☆ میرے دوست اور میرے مربی _____ غلام نبی بٹ 193
☆ نظام الدین سحرؔ: علم وعمل کا پیکر _____ سید اعجاز گیلانی 197
☆ جناب نظام الدین سحرؔ: میری نظر میں _____ سید معراج الدین گیلانی 200
☆ نظام الدین سحرؔ میرے اُستاد اور رہبر _____ سید جاوید مسرورؔ 205
☆ نظام الدین سحرؔ: میری نظر میں _____ ولی محمد میر 209
☆ میرے محسن ومشفق اُستاد _____ اعجاز احمد وانی 211
☆ میرے اُستادِ محترم _____ سید عبدالمجید 214
☆ ادارۂ فکر وادب کی تعزیتی قرارداد _____ عاشق کاشمیریؔ 216
☆ آہ! نظام الدین سحرؔ _____ محمد امینؔ بانہالی 220
☆ آہ! نظام الدین سحرؔ سوپوری _____ عشاقؔ کشتواڑی 222
☆ چند تصاویر _____ 223

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

پیش لفظ

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبح دوام زندگی

فلسفۂ موت و حیات پر سنجیدہ غور کرنے سے ظاہر ہے کہ زندگی کا خاتمہ موت پر ہی ہوتا ہے، جیسا کہ خالقِ کائنات کا واضح ارشاد ہے ''کل نفس ذائقة الموت'' ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت وحیات کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور پھر ایک نئی لازوال زندگی کا آغاز ہوگا۔ ہر انسان کو بہرحال کسی نہ کسی دن اپنی زندگی کے مقررہ ایام گزار کر دنیا سے رخصت ہونا ہے، تاہم جانے والے کی جدائی پر غم زدہ ہونا ایک فطری عمل ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے انکار کسی طور پر ممکن نہیں مگر بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہوتا ہے جس کا پُر ہونا انتہائی مشکل نظر آتا ہے۔ ۲۰۱۶ء میں کس نے سوچا تھا کہ ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو میرے والدِ محترم سحرؔ صاحب ہمیں داغِ مفارقت دے کر چلے جائیں گے۔ والدِ محترم کی جدائی کے صدمے کا کوئی مداوا نہیں ہوسکتا مگر اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اس صدمہ عظیم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

نظام الدّین سحرؔ وادیٔ کشمیر کا وہ درخشاں ستارہ تھا جس نے اپنی حیات

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہی میں شُعلہ بیان مقرر اور شاعرِ شیرین بیان ہونے کا شرف حاصل کیا تھا۔ پیشے کے لحاظ سے محکمہ تعلیم میں ایک ممتاز اُستاد ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو اور کشمیری زبان کے ادیب وشاعر، مُبلغ وخطیب اور سماجی کارکن کی حیثیت سے لوگوں میں مشہور ومعروف تھے۔ حساس شخصیت کے مالک ہونے کی وجہ سے آپ کے دل میں دوسروں کے لئے ایثار وقربانی کا جذبہ ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ دینی فہم اور دین سے خاص لگاؤ کی بناء پر عمر بھر ''امر بالمعروف ونھی عن المنکر'' کے فریضے کو انجام دیتے رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''نظام الدین سحر: حیات، شخصیت اور علمی وادبی خدمات'' لکھنے کی تحریک اُردو زبان کے شاعر، نقاد، مورخ اور والدِ محترم کے دیرینہ دوست ولی محمد اسیر کشتواڑی نے دی۔ آپ کی وفات کے چند دن بعد انہوں نے فون پر بتایا کہ ''سحر صاحب تو چلے گئے، اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کے علمی وادبی خدمات کو عوام تک پہنچائیں اور میں نے ایک مضمون لکھ کر اس کی شروعات کی ہے۔ جو آج کے روزنامہ ''اُڑان'' میں شائع ہوا ہے''۔ اسی وقت میں نے بھی ارادہ کرلیا کہ سرما کی تعطیلات کے دوران انشاء اللہ یہ کام انجام دونگا جو کہ اللہ کے فضل وکرم سے اب قارئین کرام کی خدمت میں بصورت تصنیف ہذا پیش کررہا ہوں۔

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے. پہلے حصے بعنوان ''حیات، شخصیت اور ادبی سفر'' میں آپ کے خاندانی پس منظر، پیدائش، تعلیم، پیشہ ورانہ خدمات، مصروفیات اور علمی وادبی سفر کو مفصل طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ ''شخصیت اور شاعری'' کے تحت ان مضامین پر مشتمل ہے جو چند کرم فرماؤں نے آپ کی شخصیت اور شاعری کے حوالے سے لکھے ہیں۔ تیسرے حصے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''شاعری'' میں وہ تنقیدی مضامین موجود ہیں جو مختلف اہلِ قلم حضرات نے آپ کے شعری مجموعوں کے مطالعے کے بعد راقم کو ارسال کیے ہیں۔ چوتھے اور آخری حصے ''یادیں'' میں آپ کے خیر خواہوں، احباب اور شاگردوں کی وہ تحریریں موجود ہیں جو انہوں نے آپ کی وفات کے بعد لکھی ہیں۔ قارئین کرام کو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ کتاب کے مشمولات میں اگرچہ کہیں کہیں پر تاثراتی نوعیت کی تکرار نظر آئے گی تاہم ہر تحریر میں کسی نہ کسی پہلو کی عکاسی کی گئی ہے جو کہ مجموعی مطالعہ کے لئے مفید بھی نظر آتا ہے اور سحرؔ صاحب کی شخصیت کے مختلف پہلو سامنے لانے میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔

یہ احسان فراموشی ہوگی اگر میں ان مقتدر ادبی شخصیات، دوستوں، احباب اور سحرؔ صاحب کے شاگردوں کا شکریہ ادا نہ کروں، جنہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود اپنا علمی وادبی اور فکری تعاون پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ کتاب کی ترتیب وتیاری اور پروف ریڈنگ میں میری چھوٹی بہن اسماء (شگفتہ جبین) اور ڈاکٹر ریاض توحیدی صاحب کا شکریہ ادا کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اپنے زرّیں مشوروں سے مجھے نوازا بلکہ میری بہت معاونت بھی کی۔ خوبصورت اور دیدہ زیب کمپوزنگ کرنے کے لئے مسعود صاحب کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے قلیل مدت میں کتاب کمپوز کر کے دے دی۔ آخر میں اللہ سے دست بدعا ہوں کہ وہ میرے والدین کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

۱۱ر فروری ۲۰۱۸ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

حصّہ اول

حیات، شخصیت
اور
ادبی سفر

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''سحرؔ صاحب ایک اعلیٰ پائے کے شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ نیک سیرت انسان بھی تھے اور اُن کی رگ رگ میں علمی ذوق بھراہواتھا۔میرے اُن کے ساتھ برادرانہ قسم کے ذاتی تعلقات تھے اور وہ اپنے منظوم کلام سے مجھے محظوظ فرماتے رہتے تھے۔''

(سید علی شاہ گیلانی)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

نظام الدین سحرؔ: حیات اور شخصیت

خاندانی پس منظر:

شجرۂ نسب کے مطابق نظام الدین سحرؔ کا سلسلہ کئی پشتوں کے بعد حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومیؒ کے برادرِ اکبر بابا علی رینہ سے جاملتا ہے۔ مخدوم صاحب کے ساتھ خاندانی نسبت ہونے کی وجہ سے آپ ''مخدومی'' کہلاتے ہیں۔ جس دینی فریضے کے لئے شیخ حمزہ مخدومیؒ نے اپنی پوری عمر وقف کی، اُسی فریضے کو ان کے برادرِ اکبر بابا علی رینہ کی اولاد میں سے کئی بزرگوں نے آگے بڑھایا۔ انہی بزرگوں میں بابا فضل صاحب اور بابا رزاق صاحب قابل ذکر ہیں۔ رشتے کی نسبت سے یہ دونوں بھائی تھے۔ پیام دین کے لئے بابا فضل صاحب نے لٹھی شاٹھ اور بابا رزاق صاحب نے علاقہ ہرون کا انتخاب کیا۔ یہ دونوں بستیاں تجر شریف کے شمال مغرب میں لگ بھگ پانچ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب پانچ پشتوں کے بعد بابا رزاق صاحب سے جاملتا ہے۔ قریب ایک صدی تک وہاں دینی فریضہ انجام دینے کے بعد بابا رزاق صاحب کے خاندان کے ایک اور بزرگ اسد اللہ صاحب نے اپنے گاؤں ہرون کو خیر باد کہا اور حصولِ علم کیلئے انیسویں صدی کے ایک مشہور عالمِ دین، روحانی بزرگ اور شاعر علی شاہ ہریل کی شاگردی اختیار کی۔ کئی برس تک ان کی صحبت میں رہنے کے بعد اور اپنے اُستاد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

علی شاہ ہریل کے مشورے پر آپ نے ہریل کی ایک نزدیکی بستی عشہ پورہ کا رُخ کیا۔ کئی سال تک دینِ اسلام کی خدمت انجام دیتے ہوئے وہاں کے لوگوں کو دینداری کی طرف راغب کرنے میں مشغول رہنے کے بعد اگرچہ اسد اللہ صاحب اپنے آبائی علاقہ ہرون لوٹ کر چلے گئے مگر ان کے بڑے بھائی امیر الدین نے اُسے واپس عشہ پورہ جانے کے لئے رضامند کیا۔ اس طرح سے آپ نے عشہ پورہ کی مستقل سکونت اختیار کی۔ اسد اللہ صاحب کی شرافت اور خاندانی نجابت سے متاثر ہوکر اُستاد علی شاہ ہریل نے اپنی صاحبزادی کے نکاح کے لئے شاگرد کا انتخاب ہی پسند فرمایا اس طرح سے اسد اللہ صاحب ازدواجی رشتے میں بندھ گئے۔ اُن کے بطن سے تین اولادیں ہوئیں جن میں دو فرزند محمد یوسف اور غلام محمد اور ایک دختر شامل ہیں۔

ولادت:

مرحوم سحؔر کا پورا نام پیر نظام الدّین مخدومی تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۸ء بروز سوموار تحصیل ہندوارہ کے مناظر قدرت سے مالا مال ایک خوبصورت گاؤں عشہ پورہ کے ایک متوسط علمی گھرانے میں ہوئی۔ اسکول ریکارڈ میں آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۶ء درج ہے۔ جو صحیح نہیں ہے۔ تاریخِ پیدائش میں یہ تبدیلی آٹھویں جماعت میں ہوئی۔ اُس زمانے میں مڈل کا امتحان ریاستی سطح پر بورڈ کے ذریعے لیا جاتا تھا جس میں شامل ہونے کے لئے عمر (۱۴) چودہ سال کی ہونی لازمی تھی۔ چونکہ آپ کی عمر (۱۲) بارہ سال تھی اس لئے آپ کی تاریخ پیدائش کو ۱۹۴۸ء کے بجائے ۱۹۴۶ء درج کیا گیا۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کی تصدیق آپ کے والد اور چچا کے اس بیان سے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بھی ہوتی ہے جو آپ بھی اکثر دوہراتے رہتے تھے کہ آپ سوموار کے دن پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کی تصدیق کلینڈر سے بھی کی جاسکتی ہے۔ ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۸ء سوموار کا دن ہے جبکہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۶ء جمعہ کا دن ہے۔

آپ کے والد کا نام پیر محمد یوسف تھا جو کہ پاس پڑوس کے دیہات میں واحد تعلیم یافتہ تھے۔ انہوں نے پانچویں جماعت تک مروّجہ تعلیم کے علاوہ قرآنی تعلیم کے ساتھ ''پنج گنج'' کو بھی اپنے والد پیر اسد اللہ سے پڑھا تھا۔ آپ سرکاری مکتب ٹیچر ہونے کے علاوہ گاؤں کے پیش نماز بھی تھے۔ مقامی دوکانداروں کے حساب وکتاب بھی آپ لکھتے تھے۔ سیاسی وسماجی معاملات میں علاقے کے قائد ہونے کے علاوہ پنچایت سکریٹری بھی تھے۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کی والدہ کا نام سارہ بیگم تھا جو مشہور زمانہ حکیم، مولوی اور سرکاری اُستاد مولوی ولی شاہ صاحب ساکنہ اودھی پورہ ہندوارہ کی دختر تھی۔ مگر نہ معلوم وہ کیونکر اَن پڑھ تھی، حالانکہ ان کے بڑے بھائی ماسٹر غلام حسن مخدومی پنجاب یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھے۔ علاقہ ماور ہندوارہ میں انہوں نے پہلی بار ایک اسلامیہ اسکول کھولا تھا جو اب سرکاری تحویل میں آکر ہائر سیکنڈری سطح تک پہنچا ہے۔ آپ کی والدہ بظاہر اَن پڑھ تھی مگر پارہ عمّ کی آخری صورتیں اسے ازبر تھیں۔ جن کو آپ نے بھی انہیں سے حفظ کیا تھا۔ آپ کی تعلیم وتربیت میں ان کا کافی حصہ ہے۔

آپ کے چچا کا نام پیر غلام محمد تھا۔ جنہوں نے تیسری جماعت تک مروّجہ اور دینی تعلیم میں قرآن، فقہ اور فارسی میں ''پنج گنج'' پڑھا تھا۔ پیشہ امامت کے علاوہ آپ پیر مریدی سلسلہ سے بھی منسلک رہے۔ لوگ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ راقم سے بھی انہوں نے ایک واقعے کا ذکر یوں کیا تھا:۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''اَسّی کی دہائی میں علاقہ ماروہندوارہ کے ایک نزدیکی گاؤں شاٹھ گنڈ پائین نامی گاؤں میں سیلابی صورت حال درپیش تھی۔ سیلاب زوروں پر تھا تو کچھ مرید جو اسی گاؤں میں رہتے تھے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا'' کہ ہماری ساری زمین سیلاب کی زد میں آنے والی ہے ہمیں کسی طرح سے بچایئے'' میں فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر مریدوں کے ہمراہ شاٹھ گنڈ روانہ ہوا اور وہاں کچھ کلمات، نشان اور رسی باندھ کر واپس گھر لوٹا۔ اللہ کا کرنا تھا کہ سیلابی ریلے نے دوسری طرف رُخ کیا اور اس طرح سے گاؤں کی ساری زمین محفوظ رہیں۔ تب سے مذکورہ گاؤں کے مرید میری بہت عزت کرتے تھے۔''

آپ تھوڑی بہت حکمت بھی جانتے تھے جس سے گاؤں کے لوگوں کو اکثر فائدہ پہنچتا تھا کیونکہ آپ مفت میں انہیں دوائیاں تجویز کرتے تھے۔ عشاء کے بعد آپ اکثر ''یوسف زلیخا''، ''وفات نامہ گل ریز'' یا کسی جنگ نامہ کو پڑھتے تھے جس سے گھر کے تمام افراد محظوظ ہوتے تھے۔ سحرؔ صاحب نے بھی ناظرہ قرآن اپنے اسی چچا کے پاس ہی پڑھا اس کے علاوہ نماز اور مسنون دعائیں بھی انہوں نے آپ کو یاد کرائیں۔ آپ کی تعلیم میں ان کا بڑا اہم رول رہا ہے۔

آپ کے بڑے بھائی کا نام پیر عبدالرشید تھا جو ایک سرکاری مدرّس تھے۔ زندگی کے ٹھاٹ باٹ کے اتنے شوقین تھے کہ گھر میں سواری کے لئے ایک گھوڑا پال رکھا تھا جس پر سوار ہوکر وہ اکثر ڈیوٹی جایا کرتے تھے۔ گائے، بیل کے علاوہ کچھ بھیڑ اور بطخ بھی پال رکھے تھے۔ گاؤں کی بہت ساری زمین انہوں نے ہی خریدی اور کچھ دکانیں بھی تعمیر کیں۔ ایک زمانے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں میوہ کے کاروبار کے ساتھ بھی منسلک ہوگئے مگر فائدہ کے بجائے وہ گھاٹے کا سودا ثابت ہوا۔ دورانِ سروس ۱۹۸۴ء میں اُن کا انتقال ہوا۔ آپ کی تعلیم وتربیت میں ان کا خاصا حصہ رہا ہے۔

ابتدائی تعلیم:

نظام الدین سحر کا گھرانہ علمی، ادبی اور دینی روایات کا گہوارہ تھا۔ آپ کی تعلیم کی ابتداء گھر سے ہوئی۔ سب سے پہلے قرآن ناظرہ اپنے چچا مرحوم پیر غلام محمد سے پڑھا اس کے علاوہ گھر ہی میں فارسی کی چند کتب بھی پڑھیں۔ جب مروجہ تعلیم کا مسئلہ درپیش آیا تو عشہ پورہ کیا دور دور تک کوئی سرکاری اسکول موجود نہ تھا۔ البتہ عشہ پورہ میں ویچھ کول نامی ایک پنڈت جو بٹہ گنڈ ہندوارہ میں رہتا تھا' نے یہاں ایک اسکول کھولا تھا۔ جس میں ماہانہ ایک آنہ فیس ہوتی تھی، آپ کا داخلہ اسی اسکول میں کرایا گیا۔ یہ اسکول چنار کے ایک درخت کے سائے میں چلتا تھا۔ سیلبس میں بچوں کا قاعدہ، تختی، قلم ودوات کے سوا اور کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ پنسل، پین اور کاپی کا نام ونشان نہ تھا۔ ایک سال وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کے والد مرحوم پیر محمد یوسف نے آپ کو اپنے ساتھ وجہامہ لیا جہاں وہ ایک مکتب چلاتے تھے۔ آپ نے جب تیسری جماعت کا امتحان پاس کیا تو سرکار نے عشہ پورہ میں ایک پرائمری اسکول کھول دیا اور یوں آپ کا داخلہ چوتھی جماعت میں وہاں پر کرایا گیا۔ اس جماعت میں آپ واحد طالب علم تھے اس لئے آپ کے والد آپ کو اپنے ہی مکتب میں پڑھاتے تھے۔ پانچویں کا امتحان پاس کرنے کے بعد چھٹی میں داخلے کا مسئلہ درپیش آیا تو قرب وجوار میں کوئی اسکول نہ تھا۔ آپ کا داخلہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہائی اسکول بمئی سوپور میں کرایا گیا۔ یہ اسکول عشہ پورہ سے کوئی بیس کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ اس لئے تجر شریف میں آپ کا ڈیرہ رشتہ داروں کے ہاں رہا۔ مگر مشکل سے آپ نے وہاں ایک سال گزارا اس لئے ساتویں میں آپ کا داخلہ اسلامیہ مڈل اسکول قلم آباد میں کرایا گیا۔ یہ اسکول آپ کے ماموں ''سرسید ماور'' غلام حسن مخدومی چلاتے تھے۔ یہ مڈل اسکول عشہ پورہ سے چھ کلومیٹر کی دوری پر واقع تھا۔ آپ کو روز اس راستے میں آنے والے تین نالوں ہردہ کھاری، دودکول اور نالۂ ماور کو پار کرنا پڑتا تھا۔ اس زمانے میں ان نالوں کو پار کرنے کے لئے کوئی پل نہیں ہوتا تھا بلکہ ندی کو پار کرنے کے لئے لکڑی کے پل ہوا کرتے تھے جسے ''کانل'' کہتے تھے اس کو پار کرنا خطرے سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اسلامیہ اسکول میں نصاب کی کتابوں کے علاوہ ایگریکلچر، چٹائی بنانے کا فن، تپائی، سلائی اور لکڑی وغیرہ کا کچھ کام بھی سکھایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ دینی تعلیم، فزیکل ایجوکیشن اور ہفتہ وار بحث ومباحثہ، بیت بازی وغیرہ جیسے پروگرام کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ سالانہ یومِ والدین پر ایک کلچرل پروگرام بھی ہوتا تھا جس میں علاقہ بھر کے لوگ شرکت کرتے تھے۔ آپ نے مڈل کا امتحان اسلامیہ مڈل اسکول قلم آباد سے ہی پاس کیا۔ نویں میں پھر داخلے کا مسئلہ درپیش آیا تو آپ کا داخلہ ڈنگی وچہ ہائی اسکول رفیع آباد میں کرایا گیا۔ جو آپ کے گاؤں سے آٹھ کلومیٹر دوری پر واقع تھا۔ وہاں بھی آپ کو روز پیدل جانا پڑتا تھا۔ مڈل کے امتحان کے دوران ہی سرکار نے اسلامیہ مڈل اسکول قلم آباد کو اپنی تحویل میں لیا اور اسلامیہ مڈل اسکول کے بانی سمیت تمام اساتذہ کو سرکاری ٹیچرز کی حیثیت سے تعینات کیا۔ صرف تین مہینے کے بعد ہی اسلامیہ مڈل اسکول کا درجہ نویں تک بڑھایا گیا۔ اس لئے ڈنگی وچہ ہائی اسکول سے ڈسچارج

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سرٹیفکیٹ حاصل کر کے لور ہائی اسکول قلم آباد میں نویں میں داخلہ لیا۔ سٹاف وہی پرانا تھا مگر سارے اساتذہ بہت محنتی تھے۔ تین مہینوں تک غلام حسن مخدومی ہی بطور سربراہ اسکول کا نظم ونسق چلاتے رہے۔ جب آپ میعادِ ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو اسکول کی سربراہی نورالدین نورؔ صاحب نے سنبھالی۔ نور صاحب کشمیری میں شاعری بھی کرتے تھے اس لئے طلباء کے سامنے اپنا کلام اکثر سنایا کرتے تھے۔ نویں جماعت پاس کرنے کے بعد دسویں میں داخلے کا مسئلہ پھر درپیش ہوا۔ اس بار ڈنگی وچہ کے بجائے لنگیٹ ہائی اسکول میں داخلہ لیا گیا جو عشہ پورہ سے سات کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ وہاں دو ماہ تک اس اسکول میں پڑھتے رہے کہ قلم آباد لور ہائی اسکول کا درجہ بڑھایا گیا اور وہ اب ہائی اسکول بن گیا۔ قلم آباد اسکول سے آئے ہوئے سارے دس لڑکوں نے ڈسچارج سرٹیفکیٹ نکالی جن میں آپ بھی شامل تھے اور قلم آباد ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ اس بار اسکول کے سٹاف میں تبدیلی کی گئی تھی۔ اب سربراہی کے لئے گزیٹڈ آفیسر کی ضرورت تھی اس لئے نورؔ صاحب کی جگہ مدن لعل سمبلی نامی ایک تجربہ کار اُستاد کو ہائی اسکول قلم آباد کا ہیڈ ماسٹر تعینات کیا گیا۔ مدن لعل نے ہائی اسکول کے لئے سبجیکٹ ٹیچرز منگوائے جن میں انگریزی پڑھانے کے لئے ماسٹر کرتار سنگھ، حساب کے لئے ماسٹر بنسی لال، اردو کے لئے مشہور ومعروف شاعر وزبان دان مرحوم علی محمد شہبازؔ قابل ذکر ہیں۔ مرحوم علی محمد شہبازؔ کے آنے سے اسکول میں ادبی چہل پہل دیکھنے کو ملی۔ چھ ماہ کے بعد ششماہی امتحان لیا گیا۔ دس میں سے صرف پانچ لڑکوں جن میں آپ بھی شامل تھے کو سالانہ امتحان میں بیٹھنے کے قابل ٹھہرایا گیا۔ امتحان مارچ میں تھا اس لئے سرمائی تعطیلات کے دوران کافی محنت کی ضرورت تھی۔ آپ امتحان کی تیاری میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

مصروف تھے مگر عربی میں آپ کو کمزوری تھی۔ پورے علاقے میں عربی پڑھانے والا کوئی نہ تھا۔ عربی کتاب کا خلاصہ یعنی گائیڈ بھی مارکیٹ میں دستیاب نہ تھا اس لئے گھر والوں نے عربی پڑھانے کے لئے آپ کو اپنے خالو مولوی نورالدین صاحب (مرحوم) کے پاس شمناگ کپواره بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ والد صاحب نے بھی آپ کو سمجھایا کہ شمناگ جاؤ اور مولوی نورالدین صاحب سے اس کتاب کی تیاری میں استفادہ کرو۔ چنانچہ آپ کو برادر اکبر عبدالرشید صاحب کے ہمراہ شمناگ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس واقعہ کا ذکر آپ نے اپنی نجی ڈائری میں یوں تحریر کیا ہے:

> ''والد صاحب نے یہی سمجھایا کہ شمناگ جاؤں اور مولوی نورالدین صاحب سے اس کتاب کی تیاری کروں۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی صاحب عبدالرشید میرے ساتھ ہندوارہ تک آیا۔ اس نے مجھے ویلگام بس میں بیٹھایا اور اس زمانے کی ایک معروف سیاسی وادبی شخصیت مرحوم مقبول صاحب ویلگامی کے حوالے کردیا۔ اللہ دونوں مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ مقبول صاحب نے ویلگام پہنچ کر ایک آدمی کو میرے ساتھ روانہ کیا کیونکہ شمناگ تک سفر پیدل ہی کرنا تھا۔ وہ مجھے ویلگام سے شمناگ تک ساتھ آیا۔ اس طرح میں پہلی بار شمناگ پہنچا۔ وہاں میری دو خالائیں تھیں۔ بڑی خالہ بیوہ تھی اور چار بیٹیوں کی پرورش کرتی تھی۔ شمناگ کا یہ محلّہ پیرزادوں کی بستی ہے۔ خاندانی شرافت، سادگی اور شرم وحیا کا ماحول تھا۔ جوں ہی خالہ نے دیکھا وہ بہت ہی پیار اور محبت سے پیش

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آئی۔ کسی نے پوچھا کون آیا ہے؟ وہ بولی عشہ پورہ سے میرا بھانجا آیا ہے۔ یہ خبر جب محلے میں پہنچی تو سب مرد وزن، جوان، بوڑھے سبھی مجھے دیکھنے آئے۔ اس روز میں نے پہلی بار مولوی نورالدین صاحب کو دیکھا۔''

سرمائی تعطیلات میں آپ نے خوب محنت کی اور آپ کی محنت رنگ لائی، اس بار ہائی اسکول قلم آباد سے صرف تین لڑکے کامیاب قرار پائے۔ جن میں آپ، علی محمد ڈار اور غلام حسن ملک تھے۔ اس طرح سے آپ نے ہائی اسکول قلم آباد سے ۱۹۶۳ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پی۔ یو۔ سی کے لئے داخلہ سوپور ڈگری کالج میں لینا تھا۔ جو عشہ پورہ سے تیس کلومیٹر کی دوری پر واقع تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس اتنے وسائل بھی نہ تھے اس لئے آپ نے تعلیم جاری نہ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے والدین بھی نوکری کو ترجیح دے رہے تھے، مگر آپ کے بڑے بھائی آپ کے فیصلے سے متفق نہ تھے۔ اُنہوں نے آپ کی مذید تعلیم میں زبردست دلچسپی دکھا کر سوپور ڈگری کالج میں آپ کا داخلہ کرایا اور رہنے کا انتظام سنگرامہ میں عبدالخالق لون کے گھر میں کرایا۔ چونکہ عبدالخالق لون آپ کے مریدوں میں سے تھے اس لئے انہوں نے آپ کی بڑی قدر کی اور آپ کے لئے الگ کمرے کا اہتمام بھی کیا۔ ایک طرف عربی، فلاسفی اور ریاضی نے آپ کو پریشان کیا تو دوسری طرف ڈیرے کا ماحول آپ کے من کے موافق نہ تھا اس لئے چند مہینوں کے بعد ہی کالج کو خیر آباد کہہ کر گھر واپس تشریف لے آئے۔ بڑے بھائی صاحب آپ کے اس فیصلے سے سخت ناراض ہوئے۔ مگر آپ کے والدِ محترم آپ کی نوکری کی تلاش میں لگ گئے۔ ایک سال تک آپ کھیتی باڑی اور گھر کے دیگر کاموں میں مصروف رہے۔ اس دوران علاقے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ایم۔ایل۔اے عبدالغنی میر نے آپ کو بحیثیت فارسٹر جنگلات تعینات کیا۔ چونکہ گھر والے اس نوکری سے مطمئن نہ تھے اس لئے آپ کے والد نے اس آڈر کو ٹھکرا دیا۔ چند ماہ کے بعد ۱۹۶۴ء میں آپ کا تقرر بحیثیت استاد ہوا اور آپ کی پوسٹنگ لنگیٹ بٹہ پورہ کے ایک نئے اسکول میں کی گئی۔ لنگیٹ چونکہ عشہ پورہ سے سات کلومیٹر کی دوری پر تھا اس لئے آپ کا ڈیرہ ایک رشتہ دار اور آپ کے نانا کے شاگرد مولوی محمد اکبر کے ہاں کیا گیا۔ انہیں فارسی و عربی پر عبور حاصل تھا اس لئے آپ نے فارسی کی دو مشہور و معروف کتابیں ''گلستان'' اور ''بوستان'' ان سے بدرّس پڑھی۔ ۱۹۶۴ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک آپ نے مدرّسی کے دوران ادیبِ ماہر، ادیبِ کامل، ماہر دینیات اور بی۔ای۔سی کے امتحان پاس کئے۔

اعلیٰ تعلیم:

استاد بننے کے بعد آپ کو مذید تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا. ایک بار جب آپ کا تبادلہ بدبھگ پرائمری اسکول میں ہوا' جہاں آپ نے اس سے پہلے کئی سال گزارے تھے تو آپ اس کی شکایت لے کر تحصیل ایجوکیشن آفیسر عبدالاحد پنڈت کے پاس چلے گئے. آپ نے نہ صرف اُن سے تبادلہ روکنے کی درخواست کی بلکہ عشہ پورہ کے مقامی مڈل اسکول جانے کی خواہش بھی ظاہری کی۔ انہوں نے آپ کے درخواست کو غور سے پڑھنے کے بعد آپ کے درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ وہاں پر تعینات سبھی اساتذہ گریجویٹ ہیں جبکہ آپ صرف میٹرک پاس ہو۔ اس لئے آپ کا تبادلہ وہاں کرنا ممکن نہیں ان کی یہ باتیں سُن کر آپ نے آگے تعلیم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعے کے بارے میں آپ نے اپنی نجی ڈائری میں یوں لکھا ہے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''میں کئی سال تک پرائمری اسکول بدبھگ میں اکیلا استاد تھا اور بہت تنگ آ گیا تھا۔ عبدالاحد پنڈت سوپوری تحصیل ایجوکیشنل آفیسر تھے۔ ان کو تبادلے کی درخواست لے کر گیا اور مڈل اسکول عشہ پورہ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ وہاں گریجویٹ ٹیچرز ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تم میٹرک پاس ہی ہو۔ میں نے اسی دن عزم کیا کہ اب مجھے تعلیم جاری رکھنی ہوگی۔ چنانچہ اپنے بہنوئی سید سیف الدین سے اس کا ذکر کیا۔ اُس نے میری ہمت بندھوائی اور اپنی کتابوں کا سیٹ بھی دے دیا کیونکہ اس نے پی۔ یو۔ سی کا امتحان پاس کیا تھا۔ پنڈت صاحب نے بدبھگ سے تبدیل کر کے مجھے ہریل سنٹرل اسکول بھیج دیا۔''

ایک طرف آپ کا تبادلہ بدبھگ سے ہریل سنٹرل اسکول ہوا تو دوسری طرف آپ نے اسی سال پی۔ یو۔ سی کے لئے بطور پرائیویٹ اُمیدوار فارم بھر دیا۔ چونکہ آپ کا بہنوئی سید سیف الدین بھی اسی اسکول میں تعینات تھا اس لئے امتحان کی تیاری میں اُس نے آپ کی مدد کی۔ امتحان کی تیاری زوروں پر تھی کہ اچانک عشہ پورہ کی پوری بستی کو آگ کی ایک ہولناک واردات نے آگھیرا۔ گھر کے جائداد کے ساتھ ساتھ کتابیں، نادر قیمتی قلمی نسخے اور موروثی کتب خانہ جل کر راکھ ہوگیا۔ امتحان کا سوال ہی نہ تھا کیونکہ اب آپ نئے گھر بسانے اور بنانے میں لگ گئے تھے۔ اپریل ۱۹۷۲ء میں رول نمبر سلپ بذریعہ ڈاک گھر پہنچی۔ چونکہ آپ دوسرے کاموں میں اُلجھے ہوئے تھے اور کتابیں بھی موجودہ نہ تھیں تو آپ نے امتحان میں شامل نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

مگر سید سیف الدین نے آپ کو امتحان میں شامل ہونے پر آمادہ کرلیا۔ آپ کے میٹرک کے ساتھی ماسٹر غلام حسن ملک کو بھی امتحان دینا تھا۔ اس کے پاس کتابیں موجود تھیں۔ سوپور میں امتحان سینٹر ہونے کے سبب اس کی کتابیں آپ کے کام آگئیں۔ خوش قسمتی سے آپ کا سسرال سوپور میں تھا اس لئے آپ نے ماسٹر غلام حسن ملک کو بھی اپنے سسرال میں ہی اپنے ساتھ رکھا۔ اللہ کے کرم سے آپ پی۔ یو۔ سی کے امتحان میں پاس ہوئے جبکہ ماسٹر غلام حسن ملک ناکام رہے۔ اس کے بعد آپ کا حوصلہ اتنا پُختہ ہوا کہ آپ نے تعلیم آگے بھی جاری رکھی۔ سید سیف الدین پڑھائی میں آپ سے ایک سال آگے تھا اس لئے اُس کی کتابوں سے آپ نے خوب استفادہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے بی۔ اے کا امتحان بحیثیت پرائیوٹ امیدوار پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۷ء میں ایم۔ اے (فارسی) کا امتحان پاس کرلیا۔ ۱۹۷۷ میں ہی گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو بی۔ ایڈ کی ڈگری کے لئے بھیجا گیا اس امتحان میں بھی آپ نے کامیابی حاصل کی۔ اس طرح سے آپ کا تعلیمی سفر مکمل ہوگیا۔

ملازمت:

نظام الدین سحؔر نے جب ۱۹۶۳ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تو وہ عشہ پورہ اوراس کے آس پڑوس گاؤں کے دوسرے میٹرک پاس بن گئے۔ اس سے پہلے ان کے برادر اکبر پیر عبدالرشید نے اس علاقے سے پہلے میٹرک پاس ہونے کا شرف حاصل کیا تھا۔ اس طرح سے نوکری حاصل کرنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ لنگیٹ حلقے کے اس وقت کے ایم۔ ایل۔ اے عبدالغنی میر نے آپ کا تقرر بحیثیت فارسٹر جنگلات کیا مگر آپ کے والدِ محترم

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نے اس نوکری کو آپ کے لئے ناپسند کیا اور ایم۔ ایل۔ اے موصوف پر واضح کر دیا کہ ان کے بیٹے کو محکمہ تعلیم میں ہی نوکری دلوائی جائے۔ ٹھیک ایک سال کے بعد آپ کو محکمہ تعلیم میں بحیثیت مدرّس تعینات کیا گیا اور اس طرح سے آپ نے محکمہ تعلیم ۱۱ رنومبر ۱۹۶۴ء جوائن کیا۔ آپ کی پہلی تقرری لنگیٹ ہندوارہ کے نزدیکی گاؤں بٹہ پورہ کے پرائمری اسکول میں ہوئی۔ چندہ ماہ وہاں گزارنے کے بعد اس اسکول کو سنتری پورہ ماور منتقل کیا گیا اور اس طرح سے آپ کو بھی وہاں جانا پڑا۔ دو سال کام کرنے کے بعد آپ کا تبادلہ چند ماہ کے لئے ہائی اسکول قلم آباد کیا گیا۔ یہ وہی اسکول تھا جہاں سے آپ نے میٹرک تک پڑھائی کی تھی۔ ہائی اسکول قلم آباد سے آپ کا تبادلہ نومبر ۱۹۶۶ء میں ہریل سنٹرل اسکول کیا گیا جہاں پر آپ نے ایک سال تک بڑی محنت سے کام کیا۔ وہاں سے آپ کا تبادلہ پرائمری اسکول بدبھگ کیا گیا جہاں پر آپ نے تین سال تک کام کیا۔ اپریل ۱۹۶۹ء میں آپ کو Basic Education Course ٹریننگ (بی۔ ای۔ سی) کے لئے کپوارہ ٹریننگ اسکول بھیجا گیا۔ بی۔ ای۔ سی کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کا تقرر آپ کے آبائی گاؤں عشہ پورہ کے مڈل اسکول میں کیا گیا جہاں پر چند ماہ گزارنے کے بعد آپ کا دوبارہ ہریل مڈل اسکول تبادلہ کیا گیا۔ اس اسکول کے ساتھ آپ کی وابستگی دو سال تک رہی۔ مئی ۱۹۷۲ء میں آپ کا تبادلہ ہریل سے بدبھگ پرائمری اسکول کیا گیا۔ اس اسکول کے ساتھ آپ دو سال یعنی مئی ۱۹۷۲ء تا اپریل ۱۹۷۴ء تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں آپ کا پھر تبادلہ ہریل مڈل اسکول کیا گیا اس بار آپ اس اسکول کے ساتھ پانچ سال تک منسلک رہے۔ فروری ۱۹۷۹ء میں آپ کا تبادلہ ہائی اسکول قلم

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آباد ماور کیا گیا جہاں پر آپ اس بار تین سال تک درس وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے۔ فروری ۱۹۸۲ء میں آپ کا تبادلہ ہائی اسکول قلم آباد سے مڈل اسکول شانولنگیٹ کیا گیا جہاں پر آپ تین سال تک تعینات رہے۔ جون ۱۹۸۵ء میں آپ کا تبادلہ ہائی اسکول عشہ پورہ کیا گیا وہاں پر آپ نے تین سال تک علاقے کے تعلیمی طور پر پست بچوں کی رہنمائی کی۔ اپریل ۱۹۸۸ء میں آپ کی پروموشن بحیثیت ماسٹر گریڈ ہوئی یوں آپ کا تبادلہ ہائی اسکول عشہ پورہ سے ہائی اسکول لنگیٹ کیا گیا۔ ایک سال گزارنے کے بعد آپ وہاں سے تبدیل ہوکر اپنے آبائی گاؤں کے ہائی اسکول عشہ پورہ واپس آئے اور سوپور ترکِ سکونت اختیار کرنے تک وہیں پر تعینات رہے۔ اس بار آپ اس اسکول کے ساتھ فروری ۱۹۸۹ء تا اکتوبر ۱۹۹۱ء تک منسلک رہے۔ ہائی اسکول عشہ پورہ سے آپ کا تبادلہ سیر ہائی اسکول ہوا، یہ اسکول آپ کی سوپور کی رہائش گاہ سے دوکلومیٹر دوری پر واقع ہے۔ آپ اس اسکول میں مسلسل گیارہ سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس دوران کئی ہیڈ ماسٹرز اس اسکول میں آئے اور آپ کی محنت اورلگن کی قدر کرتے ہوئے ہر بار وہ آپ کے تبادلے کو روکتے رہے۔ بالآخر فروری ۲۰۰۲ء میں آپ کا ہائی اسکول سیر سے ہائی اسکول ہائی گام تبادلہ ہوا۔ وہاں پر آپ پندرہ ماہ تک اپنی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ کی پرموشن بحیثیت ہیڈ ماسٹر ہوئی اور مئی ۲۰۰۳ء آپ کو بحیثیت ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول سیر تعینات کیا گیا۔ اسی اسکول سے آپ سرکاری ملازمت سے ۳۰ ستمبر ۲۰۰۴ء کو چالیس سال تک محکمہ تعلیم کی خدمت انجام دینے کے بعد باعزت سبکدوش ہوئے۔ سیر ہائی اسکول میں آپ نے بحیثیت ہیڈ ماسٹر نہ صرف تعلیمی بلکہ تعمیراتی سطح پر بھی قابل داد کام کئے۔ اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دوران اسکول کی دیوار بندی کی گئی، ایک نئی بلڈنگ کی تعمیر عمل میں لائی گئی، کھیل کے میدان کے لئے زمین خریدی گئی اس کے علاوہ سی۔آر۔پی۔ایف کے قبضے سے ایک عمارت کو خالی بھی کرالیا گیا۔اس وقت کے وزیر تعلیم مرحوم ڈاکٹر غلام نبی لون آپ کی دعوت پر کئی بار اسکول آئے اور آپ کی گذارش پر اسکول کی تعمیر وترقی کے لئے فنڈز مہیا کئے جس کی وجہ سے تعمیراتی سرگرمیوں میں کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہوئی۔ ہائی اسکول سیر کی تعمیر وترقی کے حوالے سے آپ کی نجی ڈائری میں درجہ ذیل تفصیلات درج ہیں:

> ''مئی ۲۰۰۳ء کو مجھے بحیثیت ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول سیر بھیج دیا گیا۔ اللہ نے اس اسکول کے کئی مسائل حل کرانے کا کام مجھ سے لیا۔ ہائی اسکول میں مخلوط تعلیم رائج تھی۔ اسکول سڑک کے کنارے پر واقع ہے۔اس کی جنگلہ بندی کروائی، اسکول کی ایک بلڈنگ میں سی۔آر۔پی۔ایف کا کیمپ تھا۔ ایجوکیشن منسٹر ڈاکٹر غلام نبی لون (مرحوم) کے تعاون سے اُس کو وہاں سے ہٹایا گیا۔ ایک بلڈنگ کی مرمت کرائی، تین باتھ روم بنوائے، ایک کمرے کو لائبریری کے لئے مختص کیا، ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کی مرمت کروا کے اس کے کمروں میں بینچ اور کرسیاں لگادیں، پندرہ ہزار روپے کی کتابیں خرید کر لائیں۔ طلباء کے لئے لائبریری کارڈ بنوائے۔ ادبی اور سیرتی پروگراموں کا اہتمام کیا۔''

آپ کے ریٹائرمنٹ کے موقع پر ایک شاندار الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں وزیر مملکت تعلیم مرحوم ڈاکٹر غلام نبی لون نے بھی شرکت کی۔ اپنی تقریر میں نہ صرف ڈاکٹر لون نے آپ کے کام کو سراہا بلکہ محفل کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بیشتر مقررین نے آپ کی تدریسی اور انتظامی کارکردگی کی ستائش کی۔ اس موقع پر ہائی اسکول سیر کے اسٹاف نے آپ کو سپاسنامۂ عقیدت پیش کیا۔ اس میں آپ کے کام کو سراہتے ہوئے یوں تحریر کیا گیا ہے:۔

> ''یہ تقریب سعید ہونے کے ساتھ ساتھ وجہ ملال بھی ہے۔ سعید اس لئے کہ سحرؔ صاحب نے اپنی مدت ملازمت انتہائی پُروقار، باعزت اور احسن طور سے پوری کرلی۔ حالانکہ دورِ حاضر کے لمحاتِ ابتلاء میں محض اپنے سر کی دستار کو قائم رکھنا بھی تقریباً ناممکن ہے۔ وجۂ ملال اس لئے کہ نہ صرف ہم بلکہ جملہ محکمہ تعلیم ریاست جموں وکشمیر ایک قابل، محنتی، فرض شناس، نکتہ رس، بذلہ سنج، سخن شناس، سخن فہم، عالم وفاضل اور تدبّرِ شعر وسخن رکھنے والے اُستاد اور ماہر تعلیم سے محروم ہوگیا۔ موصوف کا یہ ایک طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ ایک قابل ایڈمنسٹریٹر بھی تھے حالانکہ متذکرہ بالا اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ایڈمنسٹریٹر کا یکجا ہونا اکثر حالات میں عنقا ہوتا ہے.....ہمیں سحرؔ صاحب کے قلب وجگر کی صلابت کے پیش نظر اس بات کا پورا یقین ہے کہ وہ نہ صرف داغِ مفارقت کو سہہ لینگے بلکہ اپنی پرواز کے لئے کوئی اور وسیع تر فضا بھی تلاش کرلیں گے۔''

ریٹائرمنٹ کے تین ماہ بعد ایک روز آپ گھر میں تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی، فون کال ایک نامور سوشل ورکر اور ماہر تعلیم محترمہ عتیقہ جی (مرحومہ) کی تھی۔ انہیں دنوں انہوں نے ''میراث محل'' کی بنیاد بھی ڈالی تھی جس میں بہت سارے نادر قلمی نسخے جمع کیے گئے تھے۔ وہ چاہتی تھی کہ آپ ان

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

قلمی نسخوں کی فہرست تیار کریں۔ آپ دوسرے دن وہاں چلے گئے اور ان قلمی نسخوں کی فہرست سازی عمل میں لائی۔ عتیقہ جی آپ کے کام سے بہت خوش ہوئی۔ اس کے بعد اس نے آپ کی ملاقات محکمہ آرکیولاجی کے ڈائریکٹر محترم خورشید احمد قادری سے کرائی اور ان کے سامنے آپ کی بہت تعریف کی۔ خورشید صاحب نے آپ کا فون نمبر لکھ دیا اور کچھ دن بعد اپنے دفتر واقع اولڈ سیکریٹریٹ سری نگر بلایا اور اس طرح سے اُس نے آپ کو مخطوطات کے قومی مشن میں بحیثیت اسکالر (بارہمولہ، کپوارہ تعینات کیا اور بعد میں آپ کو پوری وادیِ کشمیر کی ذمہ داری سونپی گئی۔ محکمہ آثار قدیمہ میں اپنے تقرر کے بارے میں آپ نے اپنی نجی ڈائری میں یوں تحریر فرمایا ہے:

> ''ریاست جموں وکشمیر کے آثار قدیمہ کے سربراہ جناب خورشید احمد قادری صاحب نے مجھے اپنے ایک شناسا کے ذریعے دفتر بلایا۔ پیغام لانے والا خود میری طلبی کی وجہ سے ناواقف تھا۔ میں حیرت اور حالت تجسس میں دفتر گیا۔ تو موصوف نے میرا والہانہ خیر مقدم کیا اور فرمایا کہ آپ کو ہم بحیثیت عربی، فارسی اور کشمیری اسکالر تعینات کرنا چاہتے ہیں۔ میں حیران ہوا کہ میں کہاں اور تین زبانوں کا اسکالر کہاں ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے۔ فرمایا کہ'' تین ماہ سے ایک ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو عربی، فارسی اور کشمیری زبانوں پر اتنی دسترس رکھتا ہو جو وادی میں بکھرے ہوئے قلمی نسخوں کی تلاش کر کے ان کی لسٹنگ اور ڈاکومنٹیشن کا کام کر سکے۔ کئی لوگوں سے رابطہ کیا مگر جو عربی جانتا ہے، اسے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

فارسی کی جان پہچان نہیں، جسے فارسی عربی آتی ہے وہ کشمیری پڑھ نہیں پاتا۔ آپ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ کشمیری زبان کے ادیب اور شاعر ہیں۔ فارسی میں ایم۔اے کیا ہے اور عربی میٹرک تک پڑھی ہے اور اس کے علاوہ ایک علمی خاندان سے متعلق ہونے کی وجہ سے آپ میں اس کام کے لئے مطلوبہ صلاحیت موجود ہے۔ اس کے لئے معقول معاوضہ بھی ملے گا اور اسلاف کے علمی خزانوں سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملے گا۔''

اس طرح سے آپ محکمہ آثار قدیمہ سے بھی وابستہ ہوئے۔ آپ نے اس دوران نہ صرف مخطوطات کی سروے عمل میں لائی بلکہ بعض نادر قلمی نسخوں کی بازیافت بھی کی۔ اس طرح سے جنوری ۲۰۰۵ء تا جون ۲۰۱۶ء تک آپ اس ادارے کے ساتھ وابستہ رہے۔ ناسازیِ طبع کی وجہ سے جولائی ۲۰۱۶ء سے آپ نے یہ کام چھوڑ دیا۔

ازدواجی زندگی:

نظام الدین سحر کی شادی ۲۸ر نومبر ۱۹۷۱ء میں سوپور کے ایک معزز خاندان اور سوپور کے ایک شُعلہ بیان مقرر، خطیب مولوی محمد مبارک شاہ صاحب (مرحوم) کی صاحبزادی شریفہ النساء کے ساتھ ہوئی۔ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کی باہمی رضامندی اور صلح و مشورے سے طے پایا۔ شادی کے حوالے سے آپ اکثر کہتے تھے:۔

''ہمارے گھر میں میرے لئے بہت رشتے آئے مگر میں نے ان رشتوں میں اپنی رضامندی کا اظہار نہ کیا اس وجہ سے والد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

صاحب بہت پریشان تھے۔ ایک بار وہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے سوپور گئے ہوئے تھے تو وہاں راستے میں عبدالاحد المعروف احدب (مرحوم) ملے وہ اپنے منہ میں کچھ زور زور سے بڑبڑا رہے تھے۔ جب والد صاحب ان کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ کہہ رہے تھے، ''مبارک صاحب سوپور کی بیٹی سے رشتہ طے کرو، وہ بہت اچھا ہے، بڑا گھر ہے، والد صاحب جب گھر لوٹے تو گھر والوں کے سامنے اس کا ذکر کیا اور مبارک شاہ صاحب کے بارے میں اپنے ایک رشتہ دار پیر حفیظ اللہ (مرحوم) شتلوہ سے دریافت کیا۔ پیر حفیظ اللہ صاحب اور مبارک صاحب ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے۔ پیر حفیظ اللہ صاحب نے مبارک صاحب اور اس کے خاندان کی بڑی تعریف کی اور اس نے ہی رشتے کی بات چلائی۔ اس طرح سے یہ رشتہ ہو گیا۔''

شریف النساء میٹرک تک پڑھی تھیں۔ نیک سیرت خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ہمدردی، خلوص ومرّوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک وفا شعار بیوی کا کردار نبھایا۔ بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت میں نہ صرف وہ بڑی فکر مند رہتی تھی بلکہ بچوں کی اخلاقی تعلیم کا بھی خاص خیال رکھتی تھیں۔ چھتیس سالہ رفاقت کے بعد ان کی اچانک موت (۱۴ر جنوری ۲۰۰۷ء) نے آپ کو تنہا کر دیا۔ آپ کے اُردو مجموعے کلام ''صدائے سحر'' میں آپ نے ان کی اچانک وفات پر ایک درد بھری نظم لکھی ہے۔ جس کے چند اشعار اس طرح سے ہیں۔

خندۂ پیشاں تھی خندہ رُو تھی وہ
اور شریں بیان وہ تھی نہ رہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اس کی ہر بات اُترتی تھی دل میں
کتنی شیریں بیاں وہ تھی نہ رہی
مجھ سے پہلے وہ کیوں ہوئی رخصت
عمر سے تو جواں وہ تھی نہ رہی
غیر اپنا کہ دوست یا دُشمن
سب پہ ہی مہرباں وہ تھی نہ رہی

اولاد:

نظام الدین سحر کے پانچ بچے ہوئے۔ پہلی بیٹی رُوحی جان کا انتقال پانچ سال کی عمر میں جنوری ۱۹۷۸ء میں ہوا۔ دوسری بیٹی کا نام رفعت جبین ہیں۔ انہوں نے بی۔ایس سی اور بی۔ایڈ کی ڈگریاں حاصل کی ہوئیں ہیں۔اس وقت وہ محکمہ تعلیم میں بحیثیت ٹیچر اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ رفعت جبین کی شادی آپ کے بڑے ماموں زاد بھائی مسعود الحق کے فرزند احسان الحق کے ساتھ ستمبر ۲۰۰۴ء میں قلم آباد ہندوارہ میں ہوئی۔ احسان الحق محکمہ تعلیم میں بحیثیت اُستاد ہیں۔ تیسری بیٹی کا نام درخشندہ جبین ہیں۔انہوں نے ایم۔اے (اکنامکس) کے ساتھ ساتھ بی۔ایڈ کی ڈگریاں حاصل کی ہیں، اس وقت وہ محکمہ تعلیم میں بحیثیت ٹیچر تعینات ہیں۔ درخشند جبین کی شادی آپ نے عشہ پیر سوپور میں نظام الدین شاہ کے فرزند سجاد احمد شاہ کے ساتھ اگست ۲۰۱۰ء میں کی۔ سجاد احمد محکمہ زراعت میں اپنے فرائض نبھا رہے ہیں۔ چوتھی اور آخری بیٹی کا نام شگفتہ جبین ہیں انہوں نے ایم۔اے (انگلش) کے علاوہ بی۔ایڈ بھی کیا ہے ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی ہیں۔آج کل مقابلہ جاتی امتحان کی تیاری

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں مصروف ہیں۔ دورانِ علالت بچوں میں سے آپ نے سب سے زیادہ خدمت کی اور ایک صالح بیٹی کا فرض نبھایا۔ چھ ماہ کی علالت کے دوران وہ ہمیشہ آپ کی دوائیوں، غذا اور دیگر ضروریات کا خاص خیال رکھا کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ وفات سے چند منٹ پہلے آپ نے آخری لقمہ بھی ان ہی کے ہاتھوں سے کھایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند کا نام ظہور احمد ہیں۔ انہوں نے ایم۔ اے (اردو) کے علاوہ بی۔ ایڈ، پی ایچ۔ ڈی اور نیٹ (NET) کی ڈگریاں حاصل کی ہوئیں ہیں۔ اس وقت وہ محکمہ اعلیٰ تعلیم میں بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ظہور احمد کا رشتہ آپ نے ماڈل ٹاون (اے) سوپور میں پیر غلام محمد کی دختر عصمت آراء سے ستمبر ۲۰۰۶ء میں کیا۔ عصمت آراء بھی تعلیم کے اعلیٰ زیور سے آراستہ ہیں۔ انہوں نے بی۔ ایس سی کے ساتھ ساتھ ایم۔ ایڈ کی ڈگری بھی حاصل کی ہوئی ہیں۔ اس وقت محکمہ تعلیم میں بحیثیت ٹیچر تعینات ہیں۔ آپ کی علالت کے دوران وہ ایک سلیقہ شعار بہو ثابت ہوئی جس کا آپ بار بار اظہار کرتے رہے۔ ظہور احمد کے ساتھ آپ کا گہرا لگاؤ تھا اور انہیں ہمیشہ دعائے خیر دیتے رہتے۔ اپنے کشمیری شعری مجموعہ "ندائے سحر" میں ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔ ؎

نیچو کُن چھم لُسن ساسس برابر
لچھو منز چھم بڈبار نعمت
سُہ تھوی زبن شاد بیہ آباد تھوی زبن
تہ دی زلیس دینۂ سے پیٹھ استقامت

بچوں کی تعلیم وتربیت سے آپ کافی مطمئن تھے اور اس کے لئے آپ اکثر اللہ کا شکر بجالاتے تھے۔ بچوں کو تعلیم کے اعلیٰ زیور سے آراستہ کرنے میں آپ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نے بڑی محنت کی، یہاں تک کہ اپنے آبائی علاقے عشہ پورہ سے ترکِ سکونت بھی بچوں کی تعلیم ہی کے لئے کی۔

دیگر مصروفیات:

نظام الدین سحر کو ایسا گھریلو ماحول ملا جہاں نہ صرف دینی اقدار اور احکامات کی خاص پاسداری کا خیال رکھا جاتا تھا بلکہ عملی طور پر بھی سخت پابندی ہوتی تھی۔ آپ کی تعلیم کا آغاز گھر سے ہوا اور وہاں پر آپ نے ناظرہ قرآن، فارسی کی چند کتابیں بھی پڑھیں۔ صوم وصلواۃ کی پابندی، صبح سویرے اٹھ کر تلاوت کلام پاک کا فریضہ انجام دینا وغیرہ عادات وصفات گھریلو ماحول کی دین تھیں۔ پانچ وقت کی نماز مسجد میں پڑھنے کی وجہ سے عشہ پورہ کی مسجد میں امام کی غیر موجودگی میں کبھی کبھی آپ نماز بھی پڑھاتے تھے۔ قائد حریت سید علی شاہ گیلانی سے ملاقات کے بعد نہ صرف آپ ان کی فکر سے متاثر ہوئے بلکہ اس کے بعد آپ نے اسلامی تاریخ اور تحریک اسلامی کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا بھی شروع کر دیا۔ جماعت اسلامی کے ساتھ وابستگی نے آپ کی خطابت میں نکھار لایا اور آپ ایک شعلہ بیاں مقرر کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور مختلف مواقع پر آپ جماعت کے اجتماعات میں درس قرآن اور درس حدیث کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ عشہ پور کی جامع مسجد میں کئی موقعوں پر آپ نے امام کی غیر موجودگی میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھائی۔ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۱ء تک آپ مستقل طور پر عشہ پورہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے روز امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ اس طرح سے آپ پیشۂ امامت کے ساتھ بھی وابستہ رہے۔ آپ کے والد نسبتی مولوی محمد مبارک شاہ صاحب جب پہلی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بارحج کی سعادت کے لئے چلے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں آپ نے محلّہ چھانہ کھن سوپور کی جامع مسجد میں خطیب کی ذمہ داری نبھائی۔ عشہ پورہ سے سوپور منتقل ہونے کے بعد آپ نے مسجد شریف نسیم باغ کی امامت دس سال ۱۹۹۱ء تا ۲۰۰۰ء تک کی۔ سوپور کی سکونت اختیار کرنے کے چند دن بعد نسیم باغ مسجد کے امام (مرحوم) غلام حسن ختائی سخت بیمار ہوئے اس وجہ سے وہ مسجد میں امامت کے لئے نہیں آرہے تھے۔ پانچ وقت کی نماز کا کوئی مسئلہ نہ تھا، کوئی نہ کوئی نماز پڑھاتا تھا۔ لیکن جمعہ کے دن مسجد انتظامیہ بہت پریشان ہوئی۔ کسی نے ان کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو فوراً آپ کے گھر آئے اور آپ سے استدعا کی کہ آپ آج کا خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائیں کیونکہ ہمارے امام صاحب بیمار ہیں۔ آپ نے خطبہ جمعہ سے پہلے آدھے گھنٹے تک وعظ فرمایا۔ محلّہ دران نسیم باغ بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے مستقل طور پر امامت کے لئے استدعا کی آپ نے انکار کردیا۔ آپ کے انکار کے باوجود وہ کئی دن تک آپ کے گھر آتے رہے اور امامت کے لئے راضی کرنے کی کوشش کی۔ بہت اصرار اور مولوی محمد مبارک شاہ صاحب کی مداخلت کے بعد آپ امامت کے لئے راضی ہوگئے۔ امامت قبول کرنے کے بعد آپ نے مسجد انتظامیہ پر واضح کردیا کہ ''امامت بلا معاوضہ کروں گا اور امامت صرف اور صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں کروں گا'' یہ شرط مسجد انتظامیہ نے قبول کرلی۔ اس طرح سے آپ مسلسل دس سال تک مسجد شریف نسیم باغ میں بحسن خوبی امام اور خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اللہ عزوجل نے آپ کی تقریر میں ایسی تاثیر عطا کی تھی کہ جو ایک بار آپ کو سُنتا وہ بار بار آپ کی تقریر سُننا پسند کرتا اس لئے مسجد شریف نسیم باغ جمعہ کے موقع پر بھری ہوتی تھی۔ آپ کی امامت کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دوران مسجد شریف نسیم باغ کا بہت سارا تعمیری کام مکمل ہوا، اس کے علاوہ مسجد کی خالی زمین پر سڑک کے کنارے کئی دوکان تعمیر کئے گئے۔ جو آج کل مسجد شریف کے اخراجات کو پورا کرنے کا ایک اہم اور بڑا ذریعہ بن گیا ہے۔

پیشۂ امامت کے علاوہ آپ نے عشہ پورہ میں ایک درس گاہ بنام ''تعلیم القرآن'' کی بنیاد ڈالی، جہاں پر نہ صرف چھوٹے بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھایا جاتا بلکہ کئی عمر رسیدہ افراد کو بھی آپ نے وہاں قرآن شریف پڑھایا۔ عشہ پورہ کی ترکِ سکونت کے بعد آپ محلّہ نگین باغ سوپور میں چھ سال تک بچوں کو ناظرہ اور درس قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ مسجد شریف نسیم باغ کی امامت کے دوران بھی آپ محلے کے کئی نوجوانوں کو قرآن شریف بدّرس پڑھاتے تھے۔ اس کے علاوہ بزرگوں کو مغرب سے عشاء کی نماز تک آپ روزانہ درسِ قرآن دیتے تھے۔

۱۹۹۰ء میں علاقہ قاضی آباد ہندوارہ میں شرعی بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آپ کو اس شرعی بورڈ کا چیئرمین بنایا گیا۔ اس شرعی بورڈ کے قیام کے بعد کئی لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچا۔ سالہا سال سے عدالتوں میں التواء میں پڑے ہوئے مقدمے نہ صرف حل ہوئے بلکہ ان کا فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا جاتا، جس سے لوگ کافی مطمئن تھے۔ اس شرعی بورڈ کا فائدہ سب سے زیادہ نادار اور مُفلس لوگوں کو پہنچا جن کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ وہ وکیلوں کو دے دیتے، تاکہ ان کے التوا میں پڑے ہوئے مقدموں کی شنوائی ہوجاتی۔ ایسے لوگ آپ کو اکثر دعائیں دیتے تھے۔

آپ برصغیر کی شہرت یافتہ اسلامی تنظیم جماعتِ اسلامی کی فکر سے متاثر ہوکر اس میں شامل ہوئے۔ یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے جب آپ کے گاؤں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں قائد حریت سید علی شاہ گیلانی دعوت دین کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے۔ گیلانی صاحب نے مغرب سے عشاء تک مسجد میں خطاب فرمایا۔ عشاء کی نماز کے بعد جب سبھی لوگ گھروں کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے والدِ محترم نے گیلانی صاحب کو اپنے ساتھ گھر لایا۔ اس دوران آپ سے گفتگو کی اور آپ کو جماعت اسلامی میں شامل ہونے کی بھی دعوت دی ۔ آپ نہ صرف گیلانی صاحب کی دینی فکر سے کافی متاثر ہوئے بلکہ اس کے بعد آپ جماعت کے اجتماعات ہیں شامل ہونے لگے ۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی لٹریچر کے مطالعے کے بعد آپ نے مستقل جماعت اسلامی کی رکنیت اختیار کی۔ جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ ہونے کے سبب نہ صرف آپ دینی کاموں میں آگے آگے ہوتے بلکہ سماجی کاموں میں بھی پیش پیش رہتے ۔ دعوت دین کے سلسلے میں آپ نے کئی مساجد میں وعظ وتبلیغ کیا اور کئی مساجد کے تالے بھی کھولے، جو کئی سالوں تک بند پڑی ہوئی تھیں ۔ وادی میں نامساعد حالات کے باوجود بھی آپ جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ رہے۔ سوپور منتقل ہونے کے بعد بھی آپ جماعت کے اجتماعات میں شامل ہوتے رہے ۔ اپنے علاقے نسیم باغ سوپور میں ایک فعال حلقے کی از سرنو تشکیل عمل میں لائی اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ سوپور کے ذیلی حلقوں میں سب سے بڑا اور سرگرم حلقہ مانا جاتا ہے ۔ آپ نے اپنے حلقے میں ایک شاندار اسلامی لائبریری اور بیت المال کا قیام بھی عمل میں لایا۔ اس بیت المال کے قیام سے نہ صرف ضرورت مندوں کی مالی معاونت کی جاتی ہے بلکہ ماہانہ بنیادوں پر کچھ مفلسوں اور بیواؤں کی مدد بھی کی جاتی ہے۔ جو اللہ کے کرم سے آج بھی جاری وساری ہے۔

۲۰۰۹ء سے آپ مسلسل سردیوں کے ایام میں تین مہینوں کے لئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جموں جاتے تھے۔ وہاں پر بھی آپ نے جماعت اسلامی کے ایک متحرک ذمہ دار کی حیثیت سے تنظیمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ آپ نے نہ صرف مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ارکانِ جماعت کو متحرک کیا بلکہ ہفتہ وار اجتماعات کی شروعات بھی کی، جو کہ آج بھی وہاں پر منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ قیامِ جموں کے دوران آپ مسلسل نماز جمعہ راجندر بازار میں موجود مسجد ابراہیم میں ادا کرتے تھے۔ لوٹتے وقت ہمیشہ آپ اخبار ''مومن'' کی کئی کاپیاں خریدتے جو آپ اتوار کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکاء اجتماع میں تقسیم کرتے تھے۔ جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ رہ کر آپ کئی کلیدی عہدوں پر بھی فائز رہے اور ہمیشہ بڑی سنجیدگی اور لگن سے اپنی ذمہ داری نبھاتے رہے۔

نظام الدین سحر سوپور کے ایک ملی اور فلاحی ادارے انجمن معین الاسلام کے ساتھ بھی وابستہ رہے۔ اس ادارے کی بنیاد بیسویں صدی کے اوائل میں مرحوم میرک شاہ اندارابی نے ڈالی تھی۔ میرک صاحب ایک مدرس کی حیثیت سے سوپور آئے ہوئے تھے لیکن اپنی نگاہِ بصیرت سے یہاں علمی و ملی ادارے کی ضرورت اور افادیت کے پیشِ نظر اس ادارے کی بنیاد ادارہ نصرت الاسلام (سری نگر) کی طرز پر ڈالی۔ انہوں نے یہاں ناخواندگی، جہالت، تعلم و تعلیم سے محرومی، غربت اور مفلسی کی غم انگیز پرچھائیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ ادارے کو نہ صرف تصورات کے قالب میں ڈھالا بلکہ اس کی عملی تشکیل بھی کی۔ انجمن معین الاسلام کی ذمہ داری مختلف ادوار میں جن صاحبِ فکر لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ان میں خاص طور پر خلیل جوترُ نبو، صوفی محمد اکبر، غلام نبی توگو، عبدالرشید پنڈت، حکیم حبیب اللہ، حبیب اللہ گوجری اور ایڈوکیٹ حسام الدین قابل ذکر ہیں۔ ایڈوکیٹ حسام الدین نے نویں کی دہائی میں جب انجمن معین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

الاسلام کی صدارت سنبھالی تو اس نے اس ادارے میں نئی روح پھونک دی۔ قرضے میں ڈوبے اس ادارے کو نہ صرف باہر نکالا بلکہ مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگوں کو انجمن میں جمع کیا۔ اس طرح سے اس ادارے نے ایک فعال ادارے کی شکل اختیار کی۔ محلّہ نسیم باغ کی طرف سے آپ انجمن کی مجلس نمائندگان میں شامل ہوئے۔ ایڈوکیٹ حسام الدین (مرحوم) نے آپ کو انجمن کے اہم شعبے دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری سونپی۔ شعبہ دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے آپ نے جو اہداف مقرر کئے۔ ان میں ائمہ مساجد کے لئے ایک تربیتی مرکز کا قیام عمل میں لانا، انہیں اسلامی لٹریچر فراہم کرنا، ائمہ کا معقول معاوضہ فراہم کرانا، نئی نسل میں دینی حس پیدا کرنے کے لئے ناظرہ اور تفسیر کی کلاسوں کے لئے صباحی درسگاہوں کا قیام عمل میں لانا، پورے قصبے میں دینی حس اجاگر کرنے کے لئے ہمہ وقت مبلغ کو مقرر کرنا (جو عالم دین ہونے کے ساتھ متقی اور صحیح العقیدہ ہو) قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے بیشتر اہداف کی عمل آوری سے دوررس نتائج نکلے۔ آپ اس شعبے کے ساتھ کئی سالوں تک وابستہ رہتے ہوئے آپ شعبہ دعوت وتبلیغ کے ذمہ دار کی حیثیت سے ائمہ مساجد سوپور کے تربیتی اور دعوتی پروگراموں کی کارروائی بھی لکھتے رہے۔ ایک تربیتی اجتماع کی کارروائی قلمبند کرتے ہوئے اس کا احوال آپ نے یوں درج کیا ہے:۔

> ''آج مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۹۴ء ائمہ مساجد قصبہ سوپور کا ایک اہم اجتماع زیر صدارت صدر انجمن معین الاسلام (ایڈوکیٹ حسام الدین) منعقد ہوا۔ اجتماع ٹھیک دس بجے شروع ہو۔ اس میں تقریباً تیس سے زائد ائمہ نے شرکت فرمائی۔ کارروائی کا آغاز محترم عبدالاحد پنڈت نے تلاوت کلام پاک سے فرمایا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اس کے بعد راقم نے اجتماع بلانے کے اغراض ومقاصد بیان کیئے اور انجمن کے شعبہ دعوت وتبلیغ کا مختصر تعارف بھی کرایا۔ حاضرین سے اس شعبے کو موثر طریقہ سے چلانے کے لئے معاونت، تجاویز اور مشورے طلب کئے۔ اس کے بعد محترم عبدالاحد پنڈت صاحب نے اپنی بلیغ اور پُر مغز تقریر میں منصب امامت کی اہمیت، افادیت اور حیثیت کو موثر انداز میں سامنے رکھا.......... احد صاحب کے بعد محترم مولانا مبارک صاحب نے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے شعبہ دعوت اور انجمن کی انتظامیہ کی یہ اجتماع کی بلانے کے لئے سراہنا کی اور محسوس کیا کہ ائمہ کے ساتھ مقتدیوں کو بلایا گیا ہوتا تو اس کی افادیت میں اضافہ ہوجاتا۔ آپ نے مشورہ دیا کہ شعبہ دعوت وتبلیغ کو چلاتے ہوئے اعتدال پسندی سے کام لیا جانا چاہیئے اور افراط وتفریط سے بچنے کی کوشش کی جانے چاہیئے .... صدر انجمن محترم حسام الدین صاحب نے قرآن پاک کی ایک آیت کی روشنی میں وقت کی اہمیت اور افادیت کو اُجاگر کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کے لئے اس کے صحیح مصرف کی ضرورت کا احساس دلایا .... آپ نے فرمایا ادارہ امامت سماج کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ جہاں یہ ادارہ محترم نہیں وہاں اللہ کی رحمت کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ جہاں امام مجبور اور مظلوم ہو وہاں اللہ اور بندے کا رابطہ ہی نہیں ہوسکتا۔ امام اللہ اور مقتدیوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے...... صدرِ محترم کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

خطاب کے بعد شرکاء کو انجمن کی طرف سے شکریہ ادا کیا گیا۔''

شعبہ دعوت وتبلیغ کے علاوہ آپ انجمن معین الاسلام کے مجلس شوریٰ کے فعال رکن کی حیثیت سے بھی وابستہ رہے۔ آپ کی وابستگی انجمن معین الاسلام کے ساتھ ۱۹۹۲ء تا وفات تک قائم رہی۔

نظام الدین سحر بہت سے علمی وادبی اداروں کے ساتھ وابستہ رہے، ان میں کچھ اداروں کے ساتھ آپ کی وابستگی مختصر عرصے کے لئے رہی اور کچھ اداروں کے ساتھ آپ کی وابستگی کافی عرصے تک رہی۔ آپ کا شمار شمالی کشمیر کی سب سے بڑی ادبی تنظیم ''ادبی مرکز کمراز'' کے بانی ممبران میں کیا جاتا تھا۔ کشمیری زبان وادب کو اس کا حق اور صحیح مقام دلانے کے لئے یہ تنظیم سرگرم عمل ہے اور آپ نے ہمیشہ اس کے لئے اس تنظیم کو بھرپور تعاون پیش کیا۔ اس کے علاوہ جن اداروں کے ساتھ آپ وابستہ رہے ان میں ''گلشنِ ادب ہندوارہ''، ''جوئے ادب کاج ناگ''، ''کپوارہ کلچرل ٹرسٹ''، ''شہباز کلچرل ٹرسٹ''، ''رائٹرس فورم بارہمولہ''، ''ادارہ فکر وادب جموں وکشمیر''، ''انجمن فروغ اردو جموں وکشمیر''، ''ادبی کنج جموں'' اور ''اردو اکادمی جموں وکشمیر'' سری نگر شامل ہیں۔

نظام الدین سحر نے دو بار حج کی سعادت حاصل کی تھی۔ دینی مطالعہ وسیع ہونے کے سبب آپ کو ہمیشہ حج کی سعادت حاصل کرنے کی فکر دامن گیر رہتی۔ اس لئے اس فریضے کی انجام دہی کے لئے ہمیشہ اللہ کے حضور دعا گو ہوتے تھے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی فکر اور دیگر ذمہ داریوں کے پیش نظر جوانی میں حج کی تڑپ ہونے کے باوجود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ بالآخر ۲۰۰۰ء میں آپ کو پہلی بار حج کی سعادت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ حج کے ارادے کا ذکر جب اپنے کچھ قریبی رشتہ داروں کے سامنے کیا تو اکثر نے یہاں تک

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کہا کہ ''پہلے بچوں کی شادی کرو اور بعد میں حج کرو''۔ آپ نے جب اپنے چچا مرحوم غلام محمد صاحب کے سامنے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ''ابھی آپ پر حج فرض نہیں ہوا ہے، پہلے بچوں کی شادی کرو۔'' ان سارے خدشات اور اندیشوں کو آپ نے یکسر مسترد کر دیا اور حج کی سعادت حاصل کر لی۔ یہ حج آپ نے اپنی زوجہ کے بغیر ہی کیا کیونکہ اسے اپنی ذمہ داریوں کا کچھ زیادہ ہی احساس تھا، اس لئے وہ آپ کے ساتھ حج پر روانہ ہونے کے لئے راضی نہ ہوئی۔ دو بچوں کی شادی کے بعد اگرچہ اُن کی حج کے لئے تڑپ بڑھ گئی مگر شاید یہ اللہ کو منظور نہ تھا کیونکہ ۲۰۰۷ء میں وہ وفات پا گئی۔ ان کی وفات کے ایک سال بعد ۲۰۰۸ء میں آپ نے ان کی خاطر حج بدل کیا۔ اس طرح سے آپ کو حج کی سعادت دوبارہ نصیب ہوئی۔ دوسری بار حج کی سعادت حاصل کرنے کے بارے میں آپ نے اپنی نجی ڈائری میں یوں تحریر فرمایا ہے:۔

> ''حج زندگی میں ایک بار فرض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۰۰ء میں مجھے اس کی سعادت سے نوازا تھا۔ دوسری مرتبہ اس کی سعادت اس وجہ سے ہوئی کیوں کہ میری رفیقۂ حیات مرحومہ شریفہ نے پہلی مرتبہ خواہ مخواہ کے اندیشوں کی وجہ سے میرے ساتھ آنے سے انکار کیا تھا۔ حالانکہ اسے اپنے والد صاحب نے راغب کرنے کی کوشش کی تھی، مگر وہ اندیشوں کے غول سے نہ نکلی اور میں تنہا ہی سعادت سے سرفراز ہوا۔ ۲۰۰۴ء میں ہماری بڑی صاحبزادی رفعت کی خانہ آبادی ہوئی اور میں بھی مدت ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوا۔ حج کے لئے اخراجات کا بندوبست بھی ہوا۔ مگر اللہ اسے مغفرت فرمائے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اندیشوں کے غول سے نہیں نکلی تھی۔ حالانکہ اب اسے حج کی تڑپ تھی۔ ۲۰۰۶ء میں ہمارے اکلوتے صاحبزادے ظہور احمد کی شادی بھی ہوئی، بہو گھر آئی۔ شریفہ کے دل میں حج کی تڑپ موجزن ہوئی وہ چاہتی تھی کہ ظہور احمد کو ہی ساتھ لے۔ میں نے بھی فیصلہ لیا تھا کہ اس کی خواہش کے مطابق ۲۰۰۷ء میں اسے حج پر بھیج دوں کیونکہ اب اس کی صحت بھی ٹھیک نہ تھی۔ اور میں بھی اس کے بوجھ کو اٹھانے کی طاقت کھو چکا تھا۔ ارادہ یہی بندھا کہ ظہور احمد کو ہی اس کے ساتھ روانہ کروں مگر قدرت کی مشیت کچھ اور تھی۔ ۱۳ر جنوری ۲۰۰۷ء، ۱۱ بجے شب شریفہ اچانک داعی اجل کو لبیک کہہ گئی اور ہمیں تنہا چھوڑ کر چلی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جدائی کا صدمہ نہ صرف میرے لئے بلکہ اس کے بوڑھے والد صاحب، بچوں اور تمام خاندان کے لئے ناقابل برداشت تھا مگر قدرت کے ہاتھوں مجبور انسان صبر کے دامن کو تھامے بغیر اور کر بھی کیا سکتا ہے۔ ہم نے بھی اللہ سے صبر ہی کی درخواست کی۔ شکر ہے کہ اس نے صبر سے نوازا۔ حج کا موسم آیا بچوں نے اپنی ماں کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے مجھے فارم بھرنے کو کہا تا کہ حج بدل کروں۔''

ناسازی طبیعت:

یوں تو نظام الدین سحرؔ صحت کے اعتبار سے اپنے ہم عمر دوستوں اور رشتہ داروں میں سب سے زیادہ چاک وچوبند اور تندرست تھے۔ بقول

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید سیف الدین صاحب سحرؔ صاحب تمام دوستوں اور رشتہ داروں میں سب سے صحت مند آدمی تھے"۔ آپ نے کل عمر ستر سال کی گزاری اس میں آپ ہمیشہ بالکل ٹھیک رہے۔ سوائے اَسّی کی دہائی کے چند سال جس میں آپ کی طبیعت کچھ بگڑ گئی تھی وہ بھی کچھ گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے۔ آپ کے برادرِ اکبر پیر عبدالرشید بہت ہی شوقین قسم کے آدمی تھے۔ ایک بار انہوں نے میوے کا کاروبار کیا۔ ابتداء میں تو وہ منافعے کا سودا ثابت ہوا مگر گھاٹے کا سودا ثابت ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ آپ گھر میں بہت زیادہ حسّاس تھے اس لئے گھاٹے کو برداشت نہ کر سکے اور یوں ذہنی دباؤ کے شکار ہو گئے۔ آپ کی صحت ایک بار اتنی زیادہ خراب ہو گئی کہ آپ نے وصیت بھی لکھ ڈالی جو آپ کی نجی ڈائری میں موجود ہے۔ وصیت میں آپ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"موت سے فرار ممکن نہیں۔ اس لئے چند سطور لکھ دیتا ہوں اُمید ہے کہ اس پر عمل بھی ہو جائے۔ ظہور احمد کے لئے کسی بھی صورت میں سوپور میں مکان بنایا جائے۔ میری میراث اسلامی قانون کے مطابق تقسیم کی جائے............ میری موت پر نہ رویا جائے اور نہ کوئی بدعت عمل میں لائی جائے۔ اس کے بجائے عشہ پورہ میں درسگاہ اسلامی کھولنے کی کوشش کی جائے اس کے علاوہ میرے پاس کتابوں کی معمولی سی دولت ہے کچھ کتابیں دوسروں کی ہیں ان کو واپس کیا جائے .... میرے بچوں کی اسلامی تعلیم اور مروّجہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اور یہ صرف سوپور میں ممکن ہو گی۔ مسعود الحق (قلم آباد)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

غلام حسن صاحب (تجر) سیف الدین (ہریل) عبدالرشید صاحب (برادرِ اکبر) اور حسام الدین صاحب (سوپور) بچوں کے متولی ہوں گے۔"

ذہنی دباؤ کا یہ سلسلہ چند سالوں تک جاری رہنے کے بعد اللہ کے فضل سے آپ بالکل ٹھیک ہوگئے۔ یہ اکتوبر ۲۰۱۶ء کی بات ہے کہ آپ نے بدہضمی اور بے رغبتی کی شکایت کی۔ آپ سوپور ہسپتال گئے جہاں ڈاکٹر عبدالحمید خان نے آپ کا ملاحظہ کیا۔ دورانِ ملاحظہ اس نے آپ کی عمر کے بارے میں پوچھا اور آپ کو سمجھایا کہ معدہ کمزور ہوا ہے اس لئے خالی پیٹ روزانہ دوائی کھانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے نسخہ تجویز کیا اور ایک ہفتے کے بعد دوبارہ آنے کے لئے کہا۔ دو تین دن تک دوائیاں کھانے کے بعد آپ کو افاقہ ہوگیا۔ ہفتے کے بعد آپ دوبارہ ڈاکٹر صاحب کے پاس چلے گئے اس نے کچھ دوائیاں جاری رکھیں اور کچھ میں رد وبدل کیا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ بالکل ٹھیک ہوگئے اور آپ نے کچھ دوائیاں ازخود بند کیں۔

سردیوں کا موسم شروع ہو چکا تھا آپ حسبِ معمول جموں کی تیاری میں لگ گئے۔ ۵ نومبر ۲۰۱۶ء آپ جموں چلے گئے کچھ دن تک آپ وہاں پر بالکل ٹھیک رہے۔ اس دوران ایک دوبار راقم نے ڈاکٹر کے پاس جانے کے لئے کہا مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ چونکہ ہماری سرمائی چھٹیاں ابھی نہیں ہوئی تھیں اس لئے راقم کو واپس کشمیر جانا تھا۔ ۸ نومبر ۲۰۱۶ء کی مغرب نماز کے بعد آپ گھر میں آرام سے بیٹھے تھے کہ آپ کو اچانک اُلٹی (قے) آگئی اور دن بھر کی کھائی ہوئی غذا واپس آگئی۔ اب کی بار جب میں نے ڈاکٹر کے پاس جانے کی بات کی تو آپ فوراً راضی ہوگئے۔ ۹ نومبر کی صبح ہم ڈاکٹر وجینت چنڈیل گیسٹر وانٹالوجسٹ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

(Gastrointologist) کے پاس میڈی سٹی ہسپتال جموں ملاحظے کے لئے چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے آپ کا حال چال پوچھا اور انڈاسکوپی (Endoscopy) کی تجویز کی اور ہمیں اُوپری منزل پر انتظار کرنے کے لئے کہا۔ آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد اس نے انڈاسکوپی (Endoscopy) کی۔ انڈاسکوپی مکمل کرنے کے بعد اس نے آپ کو کمرے سے باہر جانے کے لئے کہا اور مجھے رُکنے کا اشارہ کیا۔ جوں ہی آپ باہر چلے گئے تو اس نے مجھے کچھ اور ٹیسٹ اور ایم۔آر۔آئی (MRI) کرنے کا مشورہ دیا۔ میں نے اُن سے بیماری کے بارے میں پوچھا تو اس نے ٹال دیا اور ''پہلے ایم۔آر۔آئی کراو، اس کے بعد سب پتا چلے گا''۔ میں نے جوں ہی آپ کے سامنے ٹیسٹ اور ایم۔آر۔آئی کی بات کی تو آپ آگ بگولہ ہوگئے اور مجھے کہا کہ میں نے ڈاکٹر کے پاس جانے کے لئے پہلے ہی منع کیا تھا کیونکہ یہ ڈاکٹر صرف ٹیسٹ کراتے ہیں علاج نہیں۔ کسی طرح میں نے آپ کو راضی کیا اور ہم جموں کے ایک تشخیص مرکز چلے گئے جہاں ڈیڑھ بجے آپ کا ایم۔آر۔آئی (MRI) ٹیسٹ کیا گیا۔ رپورٹ کے لئے انہوں نے پانچ بجے کا وقت دیا۔ پانچ بجے کے وقت جونہی ایم۔آر۔آئی کی رپورٹ آگئی میرے ہوش ہی اُڑ گئے۔ اس رپورٹ میں آپ کے معدّے اور جگر میں کینسر جیسی موذّی بیماری کو دکھایا گیا تھا۔ ۱۰ر نومبر کی صبح میں نے یہ رپورٹ جونہی ڈاکٹر چنڈیل کو دکھائی اس نے اپنی انگلی دانتوں کے اندر ڈالتے ہوئے کہا جس کا، ''مجھے ڈر تھا وہی اس رپورٹ میں موجود ہے اسی لئے میں نے انڈاسکوپی کے بعد ایم۔آر۔آئی کی تجویز پیش کی تھی۔'' اسی دن میں آپ کے قریبی دوست ولی محمد اسیر کشتواڑی کے گھر گیا اور انہیں یہ منحوس خبر سنائی وہ دم بخود ہوگئے اور فوراً اپنے کسی پہچان کے ڈاکٹر کو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

فون کیا۔ اُسی کے مشورے پر ہم ڈاکٹر ارون شرما کے کلینک واقع گاندھی نگر جموں چلے گئے۔ رپورٹ غور سے پڑھنے کے بعد وہ بھی ہمیں کوئی اُمید افزا جواب نہ دے سکے دوسرے دن ہم ماتا ویشنو دیوی نارائن ہسپتال کٹرا چلے گئے۔ وہاں پر ڈاکٹر محمد حسین میر نے آپ کا ملاحظہ آدھے گھنٹے تک کیا اور تھیرپی کی تجویز پیش کی۔ اس نے ہمیں بتایا کہ کینسر چوتھے درجے میں پہنچ چکا ہے اس لئے تھیرپی (Therapy) کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس سے کینسر کو مزید پھیلنے سے روکا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد ہم نے دلی جانے کا فیصلہ کیا مگر اپنے کچھ جان پہچان کے ڈاکٹروں نے سمجھایا کہ جو علاج آپ دلی جا کر کروگے وہ یہاں پر بھی ہوسکتا ہے اس لئے ڈاکٹر میر کے مشورے پر عمل کرو۔

۱۹/نومبر ۲۰۱۶ء کو پہلی تھرپی کے لئے ہم کٹرا ہسپتال چلے گئے۔ دوسری تھیرپی کے لئے انہوں نے ۹/دسمبر کی تاریخ مقرر کردی۔ پہلی تھیرپی کا اثر پہلے ایک ہفتے تک رہا اس کے بعد آپ بالکل ٹھیک ہونے لگے۔ ہمیں تھوڑی سی اُمید بڑھ گئی مگر دوسری اور تیسری تھیرپی کے بعد آپ کی صحت بگڑنی شروع ہوئی، جس کا ذکر ڈاکٹر میر نے ہم سے پہلے کیا تھا۔ جنوری کے تیسرے ہفتے میں آپ کو بہت کمزوری ہوئی۔ ایک نئی پریشانی لاحق ہوگئی آپ دن بھر ٹھیک سے کھانا کھاتے، شام ہوتے ہی ساری غذا اُلٹی (قے) کی صورت میں واپس آجاتی۔ کچھ دن تک ڈاکٹروں نے دوائی میں ردوبدل کیا اور بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کے معدّے کی انتڑیوں میں موجود روکاوٹ کے سبب غذا ہضم نہیں ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ انتڑیوں میں ایک سٹینٹ (Stent) ڈالا جائے۔ ہم اس کے لئے رضامند ہوئے اور ۲/فروری ۲۰۱۷ء کو کٹرا کے ہسپتال میں آپ کی انتڑیوں میں سٹینٹ (Stent) ڈالا گیا۔ اس بار آپ پانچ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دن تک ہسپتال میں داخل رہے رخصت ہونے سے قبل آپ کو بھرپور غذا دی گئی جو اچھے سے آپ کو ہضم ہوگئی، ہم بہت خوش ہوئے۔ ۱۵/فروری ۲۰۱۷ء تک آپ بالکل ٹھیک سے کھا پی رہے تھے اور غذا بھی ٹھیک سے ہضم ہو رہی تھی مگر آپ کی کمزوری میں اضافہ ہو رہا تھا۔

۲۰/فروری ۲۰۱۷ء سے آپ نے گھر جانے کی بات کی میں تیار نہیں ہوا۔ آپ کے کچھ دوستوں نے مجھے سمجھایا کہ بہتر ہے کہ سحر صاحب کو گھر لیا جائے تاکہ زندگی کے بیتے ہوئے آخری لمحات اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے درمیان گزارے۔ ۲۲/فروری بذریعہ ہوائی جہاز آپ گھر روانہ ہوئے وہاں کچھ دن ٹھیک رہے۔ اس دوران دوبار آپ کو ملاحظے کے لئے صورہ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ بھی لیا گیا۔ کمزوری روز بروز بڑھ رہی تھی اس لئے بیچ بیچ میں خون کے کئی پوائنٹ چڑھائے گئے۔ ۱۱/اپریل ۲۰۱۷ء آپ کی صحت کچھ زیادہ ہی بگڑ گئی اس لئے صورہ ہسپتال میں آپ کو داخل کرایا گیا۔ وہاں پر آپ دس دن تک داخل رہے مگر آپ کی کمزوری اور زیادہ بڑھی یہاں تک کہ آپ کے ٹانگوں اور پاؤں میں سوجن آ گیا جس کی وجہ سے آپ کو چلنے پھرنے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ صورہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد آپ ایک ہفتے تک ٹھیک حالت میں رہے۔

وفات:۔

۲۴ اور ۲۵/اپریل کی درمیانی رات کو شبِ معراج تھی۔ اس رات میں آپ کے کمرے میں سویا تھا۔ اس رات نیند میں بار بار خلل کی وجہ سے آپ زیادہ تر جاگتے رہے۔ کبھی معدے میں درد، کبھی پیاس اس لئے شب معراج

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کی رات شب بیداری میں گزری۔ ۲۵/اپریل کو سرکاری چھٹی ہونے کے سبب میں گھر پر تھا۔ نمازِ ظہر کے بعد میں سویا ہوا تھا کہ اچانک میری چھوٹی بہن (شگفتہ جبین) میرے پاس آئی اور کہا'' کہ پاپا میرے ہاتھ سے غذا نہیں کھا رہے ہیں، آپ کو بُلا رہے ہیں۔ میں نے اُسے سمجھایا تھا کہ بھیّا رات بھر آپ کے پاس ہی تھے اب وہ سو رہے ہیں۔ میں نے یہاں تک اُسے کہا، روز تو میرے ہاتھ سے کھا رہے تھے آج اس کو چھٹی ہے کل پھر میرے ہاتھ سے کھانا پڑے گا۔'' پاپا نے جواب میں کہا'' آج میں ان کے ہاتھ سے کھاؤں گا، کل میں زندہ نہیں ہوں گا''۔ سرکاری چھٹی کے سبب بہت سارے لوگ اس روز آپ کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ کے چچازاد بھائی شریف الدین (عشہ پورہ) بھی آپ کی عیادت کے لئے آئے تھے، جاتے وقت آپ نے ان سے کہا'' میرا خیال رکھنا'' وہ گھر کی طرف رخصت ہوگئے۔ یہ دو اشارے تھے جن سے پتا چلتا ہے کہ آج کا دن آپ کی زندگی کا آخری دن ثابت ہوگا۔ مگر ہم کچھ نہ سمجھ پائے، اس کا بہت افسوس ہوتا ہے۔ ۲۶/اپریل کی صبح آپ نے آرام سے چائے پی اور اس کے بعد آرام کیا۔ ہسپتال سے رخصتی کے بعد آپ کو آکسیجن (Oxygen) کی ضرورت پڑتی تھی اس لئے ڈیوٹی جانے سے قبل میں نے آکسیجن سلینڈر بدل دیا اس میں کچھ وقت لگ گیا، پونے دس بج گئے تھے مجھے ڈیوٹی جانا تھا۔ میں نے پاپا سے رخصت لی، پاپا نے جواباً کہا'' جا خدا کے حوالے، جلدی نکلا کرو نا، بہت دیر ہوگئی ہے'' میں کالج روانہ ہوا ٹھیک دس بجے میں کلاس میں داخل ہوا اور بچوں کو پڑھانے میں مشغول ہوا۔ ساڑھے دس بجے میرا موبائل فون ارتعاش (Viberation) سے ہلنے لگا تو میں نے پہلی بار دھیان نہ دیا۔ لیکن دوسری بار ارتعاش پیدا ہونے پر میں نے جیب

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سے فون نکالا، تو میری چھوٹی بہن کا فون تھا۔ میں سمجھ گیا کہ گھر میں کچھ پریشانی ہوگی اس لئے فوراً کال ریسو کی۔ اس نے فون پر بتایا، ''کہ میں پاپا کو فرینی کھلا رہی تھی اچانک اس نے کہا کہ بس اتنا ہی کھاؤں گا میں نے زیادہ اصرار نہ کیا مگر اس کے بعد وہ کچھ نہیں بول پا رہے ہیں''۔ میں نے کلاس وہیں پر چھوڑ دی اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں عبدالحمید گاڈو (میڈیکل اسسٹنٹ) کو بھی ساتھ لیا گھر پہنچے تو پاپا کی روح پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات کی خبر پھیلتے ہی آپ کے سبھی رشتہ دار اور دوست آپ کی رہائش گاہ واقع مبارک کالونی نسیم باغ میں جمع ہوئے اور صلح مشورہ کر کے آپ کے جنازے کے وقت اور مقام کا تعین کیا گیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ ٹھیک ۴ر بجے دن قصبہ سوپور کے قدیم عیدگاہ واقع اقبال مارکیٹ سوپور میں ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ کی پیشوائی آپ کے بہنوئی سید سیف الدین نے کی۔ آپ کے جنازے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جنازے کے بعد آپ کو ماڈل ٹاون (اے) سوپور کے مقبرے میں سپرد خاک کیا گیا۔

شخصیت:

نظام الدین سحر ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ بیک وقت مدرّس، شُعلہ بیان مقرر و مبلغ، ماہر تعلیم، شاعر و ادیب اور سماجی کارکن کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے تھے۔ اللہ ربُ العزت نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نے زندگی بہت سادگی سے گزاری، حَساس شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ آپ میں شرافت، دردمندی، عفو و درگذر، ملنساری اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کا وصف موجود تھا۔ اہل تصوف

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نے ولی اللہ کی چار صفات بیان کی ہیں۔ پہلی عشق الٰہی میں مُستغرق ہونا، دوسری شریعت کا مُتّبع ہونا، تیسری کسی کو کوئی ایذا نہ پہچانا اور چوتھی دنیا سے نفرت کرنا۔ آپ میں چاروں صفات بدّرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ طبعاً کم آمیز اور کم گو ہونے کے ساتھ ساتھ بذلہ سنج، مخلص، حاضر جواب اور با اصول شخصیت کے مالک تھے۔ دوست واحباب سے ہمیشہ ملاقات کرنا آپ کا شیوہ اور مہمان نوازی آپ کا خاصہ تھا۔ آپ کی ذات کو پرکشش بنانے والی چیز آپ کا اخلاق تھا، آپ کی محبت تھی، آپ کی اُلفت تھی، کیا امیر، کیا غریب سبھی آپ کی شفقت والتفات کے دریا سے فیض یاب ہوتے تھے۔

آپ چالیس سال تک درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ وقت کی پابندی کی وجہ سے ہمیشہ دیوٹی وقت پر جاتے۔ روزانہ صبح کی دعائیہ مجلس (Morning Assembly) میں بچوں کو اخلاقیات، مذہب اور دیگر موضوعات پر پندرہ، بیس منٹ تک مخاطب ہوتے تھے۔ بچوں کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ آپ کے ایک دیرینہ ساتھی اور اُستاد سید اعجاز گیلانی صاحب بچوں کے تئیں آپ کی شفقت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

> ''وہ ایک فرض شناس ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے اساتذہ کو فرض شناسی کی ترغیب دلاتے تھے۔ نچلے کلاسوں میں اکثر چھوٹے بچوں کے ساتھ نیچے بیٹھ کر بڑے شفقت اور پیار سے پڑھاتے تھے۔ بچوں کو بھی ان کے ساتھ خاص لگاؤ رہتا تھا۔ کیونکہ وہ واقعی ایک پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔''

کلاس میں آپ جانے سے پہلے بھرپور تیاری کر کے جاتے تھے۔ ویسے تو آپ کسی بھی کلاس یا مضمون کو پڑھاتے مگر عام طور پر نویں اور دسویں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جماعتوں میں اُردو پڑھاتے تھے۔آپ پڑھاتے وقت ہمیشہ بچوں کے ذہنی معیار کا خیال رکھتے۔محنت اور لگن سے پڑھانے کی وجہ سے آپ کا رزلٹ ہمیشہ ٹھیک رہتا تھا۔ایک دفعہ ہائی اسکول سیر جاگیر میں انگریزی مضمون میں رزلٹ بہت خراب آیا۔رزلٹ کی خرابی کے بارے میں اسکول کے تمام اساتذہ گفتگو کررہے تھے۔انگریزی پڑھانے والے استاد نے انگریزی مضمون کو مشکل زبان قرار دے کر کہا کہ بچے ٹھیک سے انگریزی سمجھ نہیں پاتے اس لئے رزلٹ خراب ہوجاتا ہے۔آپ نے اس استاد کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ پڑھانے کے دوران بچوں کے ذہنی معیار کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔یہ بات انگریزی پڑھانے والے استاد کو ناگوار لگی اوراس نے آپ سے کہا اُردو پڑھانا آسان ہے اگر آپ ان بچوں کو انگریزی پڑھاتے تو آپ کو پتہ چلتا کہ انگریزی مضمون پڑھانا کتنا مشکل ہے۔مذکورہ اُستاد کے چیلنج کو آپ نے قبول کیا اوراس کے بعد اگلے سال سے آپ نے اُردو کے بجائے انگریزی مضمون پڑھانا شروع کیا۔حسبِ معمول آپ نے محنت اور لگن کے ساتھ بچوں کو پڑھایا اور اُس بار انگریزی مضمون میں سارے بچے پاس ہوئے جبکہ اُردو میں کچھ بچے فیل ہوئے تھے۔اس طرح سے آپ نے نہ صرف اُس اُستاد کی بات کو غلط ثابت کردیا بلکہ مذکورہ استاد کو کرارہ جواب بھی دیا۔آپ ایک قابل، فہیم، محنتی اور کامیاب استاد تھے آپ نے جہاں پر بھی کام کیا وہاں آپ کو عزت واحترام سے ہی جانا اور پہچانا جاتا تھا۔

لگ بھگ دو سال تک آپ ہائی اسکول سیر جاگیر میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔آپ نے ایک بہتر منتظم کی طرح اپنی ذمہ درای سنبھالی۔منتظم کی صفات جو علامہ اقبال نے بیان کی ہے یعنی نگاہ میں بلندی، سخن میں دلنوازی، جان میں سوز وگداز جیسی صفات جو میر کارواں کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

لئے رختِ سفر کا درجہ رکھتی ہیں ۔آپ کی شخصیت میں بدّرجہ اتم پائی جاتیں تھیں۔آپ کسی طرح کی بدنظمی کو پسند نہیں کرتے خواہ وہ کوئی اپنا کرے یا غیر۔ ایک استاد جو آپ کے قریبی ساتھیوں اور دوستوں میں شمار ہوتے تھے اور جس کے ساتھ آپ نے ملازمت کے پانچ سال گزارے تھے نے جب اسکول میں آپ کی غیر موجودگی میں ایک ایسا فیصلہ لیا جس سے اسکول ہذا میں بدنظمی پھیل گئی آپ نے فوراً اس کے تبادلے کی سفارش کی اور دوستی کی کوئی پروانہ کی۔آپ اپنے ماتحت لوگوں کا خاص خیال رکھتے تھے، بطور خاص ان لوگوں کا جو مالی اعتبار سے کمزور ہوتے تھے۔آپ کے ساتھ کئی سال کام کرنے والے ایک ملازم محمد شفیع نے بتایا:۔

> ''سحر صاحب ہمیشہ دوسروں کی مالی مدد کرتا اس نے نہ صرف میری مدد کی ہے بلکہ وہ دوسرں کی بھی مدد کرتا۔اس نے اس وقت میری بہت مدد کی جب میں مالی بدحالی کا شکار تھا اور میرے گھر میں بیماداری چل رہی تھی۔''

آپ کو ادبی لگاؤ کے ساتھ ساتھ مذہب سے خاصا لگاؤ اور دلچسپی تھی۔آپ نے اپنے آپ کو دین و دنیا سے بے بہرہ نہ رکھا۔دینی فہم اور دین کے وسیع مطالعے کے سبب آپ اعلیٰ درجے کے مقرر اور مبلغ تھے۔شُعلہ بیان مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ نے آپ کی تقریر میں ایسا اثر رکھا تھا کہ جو ایک بار آپ کو سُنتا نہ صرف بار بار آپ کو سننے کا عادی ہو جاتا بلکہ معتقد بھی بن جاتا۔ مسجد شریف نسیم باغ کی امامت کے دوران دور دراز علاقوں سے آپ کی جمعہ کی تقریر سننے کے لئے لوگ اُمڈ آتے تھے۔مسجد کی تعمیر یا دیگر کسی کام کے چندے کے لئے آپ اپیل کرتے تو لوگ کھل کر چندہ دے دیتے جو انتظامیہ کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

توقعات کے برعکس ہوتا تھا۔ دعا آپ بہت ہی عجز وانکساری سے مانگتے۔ آپ کے مقتدی سیف الدین وانی (مرحوم) کہا کرتے تھے:۔

''آج کل کے مولویوں کو دُعا کرنا ہی نہیں آتا مگر جس طرح مولوی صاحب (سحر صاحب) دعا مانگتے ہیں وہ مجھے بہت پسند ہے، یہی اسلاف کا طریقہ بھی تھا اور اللہ کو راضی کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔''

آپ عمر بھر دعوت وتبلیغ کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ صرف مسجدوں میں ہی ادانہیں کرتے بلکہ سفر وحضر میں بھی اس فریضے کو انجام دیتے تھے۔ آپ کی صاف گوئی سے کبھی کبھی آپ کو نقصان بھی ہوتا مگر اس کے باوجود آپ نے حق گوئی اور بے باکی کے دامن کو نہیں چھوڑا۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے قریبی رشتہ دار لڑکے کو والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور عزت واحترام کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت کی۔ جب اسے یہ کہا، کہ'' آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم کے دوران کون سے پاپڑ بیلے ہیں، آپ کو اس کا اندازہ نہیں'' اُسے اتنا برا لگا کہ اس واقعے کے بعد آپ سے کبھی بات ہی نہ کی۔ اس واقعے کا ذکر ''صدائے سحر'' کی ایک غزل میں آپ نے یوں کیا ہے ؎

دیکھنا پھر رُوٹھ کے تیری طرف آتے ہیں لوگ
تو پتے کی بات مت کہنا بگڑھ جاتے ہیں لوگ
ہر سُنی کو اَن سُنی کرنے میں اِک خیر ہے
یوں تو میرے حال پر کیا کیا نہ فرماتے ہیں لوگ

اسی طرح ایک دن جمعہ کے تبلیغ کے دوران کسی مقتدی نے ایک سلپ آپ کو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دی جس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ ''اگلی جمعہ کو رشوت کے موضوع کے متعلق تقریر کریں''۔ آپ نے اگلی جمعہ قرآن وحدیث کی روشنی میں رشوت دینے اور لینے والے کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا۔ صفحۂ سامعین میں موجود آپ کے ایک مقتدی کو لگا کہ یہ پوری تقریر اسی کے خلاف تھی تب سے وہ آپ کو دیکھ کر دور بھاگنے لگا۔ آپ نے اس کے دوستوں سے اس بارے میں گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ اس مقتدی کو لگا کہ یہ تقریر اس کے خلاف کی گئی ہے۔ اس لئے وہ آپ سے دور بھاگتا ہے ایسے بے شمار واقعات ہیں جسے آپ کو دُکھ پہنچاتا مگر آپ کبھی ان چیزوں کی پروانہ کرتے۔ بیماری کے ایام میں کٹڑا ہسپتال کے بیڈ پر ایک دن آپ زور زور سے رو رہے تھے۔ راقم نے جب رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے بتایا:۔

> ''ان ڈاکٹروں اور نرسوں کے اخلاق وکردار نے مجھے متاثر کیا یہ غیر مسلم ہونے کے باوجود مجھے مسلمان نظر آتے ہیں صرف انہوں نے کلمہ نہیں پڑا ہے۔ ہمیں اللہ کی پکڑ ہوگی کیونکہ ہم نے اللہ کے دین کو ان تک پہنچایا ہی نہیں۔ ان لوگوں میں دین پہنچانے کی ضرورت ہے اس لئے رو رہا ہوں۔''

آپ جب بھی مسجد شریف میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے راستے میں جو بھی ملتا اسے مسجد میں نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔ آپ کی بیماری کے دوران ایک دن ہمارے گھر کشتواڑ علاقے کی دو انجان عورتیں آپ کی عیادت کیلئے آئیں۔ ہم سب حیران تھے کہ یہ دو عورتیں ہمارے گھر کیسے آئیں کیونکہ ہماری ان کے ساتھ کسی قسم کی کوئی جان پہچان نہ تھی۔ والدِ صاحب بھی حالتِ تجسس میں تھے، تو اس نے جب ان سے پوچھا، تو ان میں سے ایک عورت نے اپنا تعارف یوں پیش کیا:۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''ہم کشتواڑ کے رہنے والے ہیں یہاں سردیوں میں دو تین مہینے گزارنے کے لئے آتے ہیں۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے جو بہت ہی ہونہار ہیں مگر مذہب اور خاص کر نماز سے دور ہی بھاگتا تھا ایک دفعہ حاجی صاحب (سحر صاحب) ہمارے گھر کے سامنے گزرے اور اس نے میرے بیٹے کو نماز پڑھنے کی دعوت دی ۔میں نے فوراً حاجی صاحب کو کہا، یہ لڑکا نماز نہیں پڑھتا براہ کرم اسے اپنے ساتھ مسجد لیا کریں تا کہ یہ نماز کا عادی ہو جائے ۔اللہ کے فضل سے اور حاجی صاحب کی نصیحت کا اسے ایسا اثر ہوا کہ تب سے وہ ہمیشہ نماز پڑھتا ہے۔آج کل سرینگر میں ایم۔بی۔بی۔ایس کر رہا ہے۔ہم چند دن پہلے کشتواڑ سے آئے ،حاجی صاحب کو نہیں دیکھا۔ پڑوسیوں سے معلوم ہوا کہ آپ بیمار ہیں اسی لئے آپ کی عیادت کے لئے آئے ہیں۔''

اُن کی یہ باتیں سن کر ہم بہت خوش ہوئے۔ان کے جانے کے بعد والدِ محترم نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا''اللہ کے دین کی خدمت کرتے رہو وہ بہترین اجر دینے والا ہے۔''

اسلام میں انسانوں کی خدمت پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ اسے عین عبادت قرار دیا گیا ہے۔انسانوں کی خدمت انسانی فطرت بھی ہے اور دینی فریضہ بھی۔نظام الدین سحر کو دین سے کافی لگاؤ تھا اس لئے اُس نے یہ فریضہ عمر بھر انجام دیا ہے۔اپنے علاقے عشہ پورہ میں آپ ایک سماجی کارکن کی حیثیت سے ممتاز تھے عشہ پورہ تحصیل ہندوارہ کا ایک پسماندہ گاؤں ہونے کے سبب وہاں بنیادی سہولیات کا فقدان تھا۔عشہ پورہ تک سڑک کا نام ونشان نہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تھا۔ ہسپتال، راشن گھاٹ وغیرہ جیسے بنیادی چیزوں کا سوال ہی نہ تھا۔ آپ نے ''قاضی آباد ویلفیئر سوسائٹی'' کی بنیاد ڈالی اور اس میں علاقہ قاضی آباد کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو شامل کیا۔ ان کو نہ صرف علاقے میں بنیادی سہولیات کے فقدان کے بارے میں آگاہ کیا بلکہ ان کے ساتھ مل کر اس کے لئے جدوجہد کا آغاز بھی کیا۔ آپ لوگوں کے مسائل اعلیٰ حکام تک پہچانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ سڑک کی خستہ حالی اور دیگر عوامی مسائل کو متعلقہ حکام تک پہنچانے کے لئے آپ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

> ''کرالہ گنڈ سے عشہ پورہ تک ساری سڑک خستہ حالت میں ہے جس پر کسی بھی وقت حادثے کا خطرہ ہے۔ اکثر پرائیوٹ بسوں کے ڈرائیور اس سڑک کی خستہ حالی کو دیکھ کر گریز اور لداخ سڑک سے بھی خطرناک تصور کرتے ہیں۔ اور اس پر سے سروس چلانے کو اپنے لئے خطرہ مول لینے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ جناب ایم۔ ایل۔ اے صاحب اور دیگر ذمہ داران سے دردمندانہ اپیل کی جاتی ہے کہ اس سڑک کی فوری مرمت کا انتظام کیا جائے تاکہ کسی قسم کے حادثے سے عوام کو سامنا نہ کرنا پڑے۔ بتایا جاتا ہے کہ سڑک کی مرمت کے لے کئی بار رقومات منظور کئے گئے ہیں۔ مگر متعلقہ ٹھیکیداروں نے اس کی مرمت نہ کی۔''

ایک اور جگہ علاقے میں بڑھتی ہوئی چوری کی وارداتوں اور غنڈہ گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لئے علاقے میں پولیس چوکی کی مانگ کو دہراتے ہوئے متعلقہ حکام کو لکھتے ہیں:

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''علاقہ قاضی آباد کے شاطر، بدمعاش، رشوت خور، فرعون صفت ظالم افراد نے یہاں کی معصوم عوام کا اپنی شیطانیت، بدمعاشی اور من مانی کارروائیوں سے قافیہ حیات تنگ کیا ہے۔اس لئے یہاں مرکزی بستی عشہ پورہ میں ایک تھانہ چوکی کا قیام عمل میں لایا جائے تا کہ مظلوم عوام کی پشت پناہی ہو سکے اور آئندہ کے لئے ایسے خطرات کا تدارک ہو جائے۔''

ایک بس حادثے میں زخمی ہونے والے افراد کی بروقت داد رسانی کرنے کیلئے علاقے کے ایم۔ایل۔اے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

''گذشتہ ماہ عشہ پورہو (RTC) آر۔ٹی۔سی بس کا حادثہ ہوا۔ جس میں بیسوں افراد زخمی ہوئے۔ مقامی ایم۔ایل۔اے جناب عبدالاحد کار صاحب فوری طور پر حادثے کے مقام پر تشریف لائے۔زخمیوں کی مزاج پرسی ہی نہیں کی بلکہ متاثرین کے علاج کا بھی فوری انتظام کرایا۔کئی زخمیوں میں فی کس ایک ہزار روپے کا سرکاری وظیفہ بھی دلایا۔یہ سب اقدامات جناب ایم۔ ایل۔اے صاحب کی فرض شناسی کا بین ثبوت ہیں۔واقعی جناب کار صاحب ایسی کارکردگی کے لئے داد تحسین کے مستحق ہیں۔''

بچوں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے اور علاقے میں کسی اسلامی اسکول کی غیر موجودگی کے پیش نظر آپ نے علاقے میں ایک اسلامیہ ماڈل اسکول کی بنیاد ۱۹۸۵ء میں رکھی۔شروع میں کچھ خود غرض اور جاہل عناصر نے اس کی سخت مخالفت کی یہاں تک کہ نہ صرف انہوں نے اپنے بچوں کو اس اسکول میں داخل ہونے سے روکا بلکہ علاقے کے کچھ سادہ لوح لوگوں کو یہ کہہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کر گمراہ کیا کہ'' آپ نے اپنے بچوں کو سرکاری اسکول میں داخل کرایا ہے۔ جب کہ آپ لوگوں سے کہتا ہے کہ اپنے بچوں کو اس اسکول میں داخل کراؤ''۔ اس اسکول کے قیام کے دوران پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

> ''اللہ کے فضل وکرم سے عشہ پورہ کی بستی میں اسلامیہ اسکول کی بنیاد کی صورت میں میرا برسوں پرانا خواب شرمندہ تعبیر ہونے جارہا ہے۔ اسکول قائم کرنے کے دوران بڑی دشواریاں آئیں۔ جب اسکول قائم ہوا تو یہاں کے کچھ جاہل اور خود غرض عناصر نے لوگوں کو میرے خلاف اُکسانا شروع کیا اوران سے یہ کہنا شروع کیا کہ میں اپنے بچوں کو اس اسکول میں داخل کیوں نہیں کرتا۔ میں اپنے بچوں کو اس اسکول میں ضرور داخل کرتا اگر وہ پرائمری سطح میں ہوتے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ میرے بچے مڈل سطح تک پہنچ چکے ہیں جبکہ یہ اسکول ابھی پرائمری سطح تک ہی ہے۔''

آپ نے حوصلہ مند طریقے سے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور آج یہ اسکول مڈل سطح تک پہنچ چکا ہے۔ اسی اسکول کے طفیل علاقہ عشہ پورہ کے بہت سارے نوجوانوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور آج بے شمار نوجوان محکمہ تعلیم اور دیگر محکموں میں اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب علاقہ عشہ پور میں خال ہی کوئی میٹرک کا امتحان پاس کرتا۔ اس بات کا اعتراف نہ صرف آپ کے حمایتی کرتے بلکہ آپ کے مخالفین بھی کرتے ہیں۔

ضرورت مندوں، مسکینوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرنے کا جذبہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آپ میں ہمیشہ موجود تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے علاقہ عشہ پورہ میں ایک بیت المال کا قیام عمل میں لایا تھا جس کو چلانے میں علاقے کے کچھ دین فہم اور مخیّر حضرات نے آپ کی مدد کی۔ اس بیت المال کو چلانے کے لئے سالانہ علاقے کے اہل ثروت لوگوں سے عشرہ اور زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ آپ بھی اپنی تنخواہ سے ایک مخصوص رقم ماہانہ اس بیت المال میں جمع کرتے تھے۔ اس بیت المال سے عرصہ دراز تک نہ صرف علاقہ عشہ پورہ بلکہ اس کے آس پڑوس کے گاؤں کے ضرورت مندوں، مسکینوں محتاجوں، یتیموں، بیواؤں کی مالی معاونت کی جاتی تھی۔

آپ کی وفات کے بعد کئی لوگوں نے راقم کو بتایا کہ آپ ہی نے اپنے والدِ محترم کو نہیں کھویا بلکہ ہم نے بھی اسے کھویا ہے کیونکہ اسے ہمیشہ ہماری ضروریات کا خیال رہتا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد، میں ایک پڑوسی کی عیادت کیلئے گیا تو مجھے دیکھ کے اُس کی آنکھوں سے آنسو چھلکے اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:۔

> ''مولوی صاحب (سحر صاحب) ہمیشہ میری مدد کرتا تھا اور جب میں بیمار ہوا تو اکثر میری عیادت کے آتا اور مجھے دلاسہ دیتا اور کہتا آپ پریشان مت ہو، میں ابھی زندہ ہوں، بیماری کے دوران میری کافی مدد کی مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی اس دنیا سے چلا جائے گا''

معمولات:۔

نظام الدین سحر کے روزانہ معمولات کبھی یکسان نہیں رہے، عشہ پورہ کی رہائش کے دوران آپ کے معمولات ایک طرح کے تھے جبکہ سوپور منتقل ہونے کے بعد ان میں تبدیلی واقع ہوئی۔ کچھ معمولات ایسے بھی رہے جن میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کوئی تبدیلی نہ آئی۔ آپ ہمیشہ صبح سویرے اُٹھنے کے عادی تھے۔ تہجد نماز پڑھنے کے بعد نمازِ فجر آپ مسجد میں ادا کرتے، ''اورادِ فتحیہ'' اور'' مناجات مقبولِ'' کی دعائیں مکمل کرنے کے بعد آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے، پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرنے کو ترجیح دیتے۔ مطالعے کا شوق ہمیشہ موجزن رہا اور جب بھی فرصت کے لمحات میسر ہوتے مطالعہ کرنے میں مصروف ہوجاتے تھے۔ اس حد تک مطالعے کا شوق تھا کہ دورانِ سفر کچھ کتابیں ساتھ رکھتے اور ان کا مطالعہ کرتے رہتے۔ دوست واحباب سے ملاقاتیں کرنا اوران کا حال چال معلوم کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ کئی ایسے موقعے آئے جب آپ کے کچھ دوستوں اور احباب نے آپ سے ناطہ توڑا مگر آپ ہمیشہ رسول اکرمؐ کی اس حدیث پر عمل کرتے کہ ''جو آپ سے کاٹے اُسے رشتہ جوڑو'' آپ ہمیشہ صلہ رحمی کے روادار تھے۔ تمام دوست واحباب اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ مصروف ہونے کے باوجود آپ دوست واحباب سے ملاقات نکالنے کے لئے وقت نکالتے تھے۔

عشہ پورہ کی سکونت کے دوران زمینداری کے معاملات نبھانے میں آپ کا بہت سا وقت صرف ہوتا تھا۔ سوپور منتقل ہونے کے بعد آپ کے معمولات میں کافی تبدیلی آئی۔ آپ روز صبح کی سیر کے لئے نکلتے، مسجد شریف میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپ کم ازکم پانچ سے چھ کلومیٹر پیدل چلنے اوراس کے بعد چائے پی کر تلاوت کلامِ پاک اور مطالعے میں لگ جاتے تھے۔ ریڈیو پر بی۔ بی۔ سی کی اُردو سروس اور نیوز سُننے کی عادت آپ نے کبھی نہ چھوڑی۔ نویں کی دہائی میں وادی میں نامساعد حالات شروع ہونے کے بعد ہمارے گھر میں عشاء کے بعد کچھ پڑوسی بھی ریڈیو سننے کے لئے آتے تھے بی۔ بی۔ سی اُردو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سروس پر نیوز ختم ہونے کے بعد عالمِ اسلام اور خاص کر وادی کشمیر کے حالات پر ایک لمبی بحث چلتی تھی۔ سرما کے مہینوں میں جموں جاتے وقت دوسری چیزوں کے ساتھ ریڈیو سیٹ ضرور ساتھ رکھتے۔ ماہِ رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہونے کے بعد آپ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات اور خاص کر تلاوت کلام پاک اور مطالعے میں صرف کرتے۔ نماز کے اوقات کے دوران آپ اکثر لوگوں کو کسی حدیث یا قرآن کی ایک آیت کی تفسیر سُنا دیتے تھے۔ نماز فجر کے موقعے پر مہینہ بھر آپ مختلف فقہی مسائل لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے۔

آپ نے زندگی بے حد سادگی سے گزاری، نمود ونمائش سے بے حد نفرت تھی۔ فضول خرچی کرنا آپ کو بالکل ناپسند تھا۔ آپ جب بھی کسی کو فضول خرچی کرتے یا چیزوں کو ضائع کرتے ہوئے دیکھتے تو اس سے کہہ دیتے کہ قرآن میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ''فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔'' کہہ کر، روکنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کے سامنے جب بھی کوئی کسی کی غیبت کرتا تو آپ فوراً استغفراللہ کہہ کر اسے روک لیتے اور حدیث کا حوالہ دے کر کہتے کہ ''غیبت کرنے والا شخص جیسے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا رہا ہو۔'' بچپن میں جب بھی ہم آپ کے سامنے کسی کی شکایت کرتے تو ہمیں ہی ڈانٹ پڑتی تھی اور ہمیشہ کہتا، کہ ضرور آپ نے ہی کوئی غلطی کی ہوگی۔

اللہ رب العزت نے جہاں آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا وہیں چند بشری خامیاں بھی آپ میں موجود تھیں۔ کسی بھی پریشانی کو دیکھ کر آپ فوراً گھبرا جاتے تھے۔ کسی بھی سماجی بُرائی کو دیکھ کر یا خلافِ توقع بات کو سن کر غصہ آجاتا تھا۔ اگر غصہ کی حالت میں کسی کے دل کو تکلیف پہنچتی تو فوراً پچھتاوا بھی ہو جاتا تھا اور جس کسی کو بھی آپ کے تیز لہجے یا غصے سے تکلیف پہنچی ہو تو اسے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

فوراً معافی بھی طلب کرتے تھے۔

مطالعے کے آپ بے حد شوقین تھے اور جب کبھی فرصت کے لمحات میسر ہوتے تو وہ لمحات مطالعے میں صرف کرتے تھے۔ آپ نے جس کتاب کا سب سے زیادہ مطالعہ کیا وہ قرآن پاک ہے۔ احادیث اور فقہ کی مستند کتابوں کے مطالعے کے علاوہ جن مصنّفین کی کتابوں کا مطالعہ آپ کو کرنا پسند تھا ان میں مولانا رومؒ، شیخ سعدیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، مولانا مودودیؒ، مولانا اسرار احمد، خرم مرادؒ، سید علی شاہ گیلانی، ڈاکٹر ذاکر نائک، پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، مولانا حالیؔ اور مولانا شبلیؔ قابل ذکر ہیں۔

آپ سادہ غذا کھانا پسند کرتے تھے۔ اللہ کی عطا کی ہوئی تمام حلال نعمتوں کو شوق سے کھاتے اور کسی چیز کو ناپسند نہ کرتے، بلکہ کسی بھی چیز کو کھانے کے بعد اللہ کا شکر بجالاتے تھے۔ سب سے زیادہ گوشت کھانا پسند تھا۔ آپ کا پسندیدہ لباس سفید رنگ کا شلوار قمیض کے ساتھ کالے رنگ کا واسکٹ اور سر پر سادہ ٹوپی تھی۔ اس کے علاوہ آپ سوٹ اور قراقلی بھی شوق سے پہنتے تھے۔ ایک زمانے میں کالے رنگ کی لمبی شیروانی بھی پہنا کرتے تھے۔

ادبی سفر:

نظام الدین سحرؔ کی خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو سالہا سال سے خدمتِ دین میں مصروف عمل تھا۔ آپ کی تعلیم کی ابتداء قرآن پاک سے ہوئی۔ اس کے علاوہ آپ کے چچا پیر غلام محمد نے آپ کو فارسی کی کچھ کتابیں (''کریما نامہ حق''، ''بدائع منظوم'') بھی پڑھائیں۔ جب آپ نویں جماعت طالب علم تھے تو ہائی اسکول قلم آباد میں آپ کو ایسا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ماحول ملا جس میں بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے کا بہترین انتظام موجود تھا۔ آپ جب دسویں جماعت میں پہنچے تو آپ کو نورالدین نورؔ، شریف الدین شارقؔ اور علی محمد شہبازؔ جیسے اُساتذہ ملے جن کا شمار نہ صرف قابل اور محنتی اساتذہ میں ہوتا تھا بلکہ انہیں شعر وادب کے ساتھ گہرا لگاؤ بھی تھا۔ انہیں کی وجہ سے اسکول میں ہر طرف ادبی چہل پہل دیکھنے کو مل رہی تھی۔ نومبر ۱۹۶۳ء میں آپ کا تقرر بحیثیت اُستاد ہوا۔ چند سال کے بعد جب آپ کا تبادلہ ہائی اسکول قلم آباد ہوا تو آپ کے ادبی ذوق کو تقویت ملنا شروع ہوئی۔ علی محمد شہبازؔ (مرحوم) نے آپ کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم رول ادا کیا۔ شعر وادب کے ساتھ دلچسپی کے بارے میں آپ نے اپنی نجی ڈائری میں یوں تحریر فرمایا ہے:۔

> ''علی محمد شہبازؔ کے ساتھ ہمارے رشتے کا تعلق بھی تھا۔ ان کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ اس کے علاوہ مہینے میں ایک دو مرتبہ ان سے ملاقات بھی ہوتی تھی۔ انہی کی بدولت مجھے بھی ادبی ذوق پیدا ہوا۔ کشمیری میں شعر کہنا شروع کیا اور جب تحصیل سطح پر ''گلشنِ ادب'' نامی تنظیم وجود میں آئی تو ماہانہ نشستیں ہوتی تھیں۔ جس میں مشاعرہ بھی ہوتا تھا اور دیگر تخلیقات بھی پڑھی جاتی تھیں۔ ۱۹۶۶ء میں میرا تبادلہ قلم آباد ہوا اور اس طرح قریشی برادران محمد احسن قریشی اور علی محمد شہبازؔ کی صحبت نصیب ہوئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے زیر اہتمام ادیبِ ماہر اور ادیبِ کامل پاس کیا۔ ان دونوں امتحانوں کی تیاری نے بھی شعروشاعری سے دلچسپی پیدا کی۔''

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

۱۹۶۹ء میں بی۔ای۔سی ٹریننگ کے دوران آپ کی ملاقات محمد امین شکیبؔ کے ساتھ ہوجاتی ہے۔ چونکہ ان کا ادب کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا اس لئے ٹریننگ کے دوران ایک ادبی نشست کا انعقاد کیا اور ٹریننگ میں شامل افراد کو اس میں شرکت کی دعوت دی۔ شعروادب کے ساتھ دلچسپی کے سبب آپ کا نام مشاعرے میں شامل کیا گیا۔ آپ کا کلام سُن کر نہ صرف شکیبؔ صاحب نے آپ کی حوصلہ افزائی کی بلکہ آپ کے لئے سحرؔ تخلص رکھنے کی تجویز بھی پیش کی۔ آپ نے بعد میں یہی تخلص اختیار کیا۔ ۱۹۶۹ء میں سوگام کپوارہ میں کلچرل اکیڈمی اور ریڈیو کشمیر کے باہمی اشتراک سے ایک مشاعرہ منعقد ہوا۔ جس میں وادی کے نامور ادباء اور شعراء موجود تھے۔ آپ نے بھی اس مشاعرے میں شرکت کی آپ نے جب اپنا کلام سنایا تو آپ کو خوب داد ملی۔ محفل میں موجود اس وقت کے ڈائریکٹر ریڈیو کشمیر فاروق نازکی صاحب نے نہ صرف آپ کی حوصلہ افزائی کی بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ''دور دراز علاقوں میں لال ہوتے ہیں مگر وہ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہوجاتے ہیں۔'' اسی وقت اُس نے آپ کو ریڈیو کشمیر میں منعقد ہونے والے مشاعرے کے لئے بُک کیا۔ اس کے بعد آپ مسلسل ریڈیو کشمیر کے مشاعروں میں شرکت کرتے تھے۔ ۱۹۶۹ء ہی میں آپ نے شمالی کشمیر کی سب سے بڑی ادبی تنظیم ''ادبی مرکز کمراز'' میں شمولیت اختیار کی۔ ان کی طرف سے منعقد ہونے والے پروگراموں اور مشاعروں میں آپ ہمیشہ شرکت کرتے تھے۔

۱۹۹۰ء میں وادیِ کشمیر میں نامساعد حالات شروع ہوتے ہی آپ کی شعروادب سے دلچسپی کم ہوتی گئی۔ یہ تعلق علی محمد شہبازؔ کی وفات کے بعد اس وقت دوبارہ بحال ہوا جب آپ نے ان کے چہارم پر منعقد ایک تعزیتی تقریب

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

کے دوران اپنا کلام سنایا۔ جس کے چند اشعار اس طرح سے ہیں: ؎

اچھر آذر ماحض چھُس زِمُرتھ چاۘئنی گرن
گُف تہِ ماچھم زِکتھا ؑکرتہِ سُدر نارِ بَرن

ہے سُہ شمشاد قد ہے کاۘئ تھز تھاوِتھ چُھ پکاں
ڈۓ مہ سا، تراو ہو ژر، آو وتن موختہِ جَرن

کاۘئنسہ ہُند دود ہے وُزناوِ اَلن ؑگرشھہ تہِ پکَن
آو آسہِ ناوِ تہِ چھو کہِ داوی سوکھس لۆٹھ کرَن

صفحۂ سامعین میں موجود وادی کے نامور شعراء رحمان راہی، امین کامل، غلام نبی فراق، ناظر کولگامی اور مرغوب بانہالی نے آپ کو خوب داد دی اور یہ کلام ان کو اتنا پسند آیا کہ آپ کو کلام دوبارہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس طرح کی حوصلہ افزائی ملنے کے بعد آپ نے اپنے کلام کو ترتیب دینا شروع کیا اور یوں آپ کا پہلا مجموعۂ ''ندائے سحر'' ۲۰۰۲ء میں چھپ کر آیا۔ وادی کے سربرآوردہ ادیبوں اور شاعروں نے اس مجموعے کلام کو سراہا۔ یہ مجموعہ کلام دوبار ساہتیہ اکادمی کے ایوارڈ کے لئے نامزد ہوا اور دونوں بار حتمی تین کتابوں کی فہرست میں شامل ہوا۔ مگر نہ معلوم کن وجوہات کی بناء پر اس کتاب کو ایوارڈ نہ ملا، یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اردو زبان و ادب کے محقق و نقاد محمد یوسف ٹینگ کو جب یہ کتاب ملی تو اس نے کتاب کو سراہتے ہوئے لکھا:۔

''آپ کی بلند نگاہی اور عالی ظرفی کا تحفہ آپ کی کتاب ''ندائے سحر'' کچھ عرصہ پہلے ملی۔ بہت دیر کے بعد مگر جب ملی تو کیفیت کچھ یوں تھی ؎

دور سے، دیر سے، آئی ہے مگر آئی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں نے کتاب کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے اور مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ اتنے پُختہ اور پاکیزہ سخن گو کے متعلق میں اب تک بالکل بے خبر تھا۔ کشمیری زبان میں اتنی پختہ مشق کے مجموعے کلام کم کم ہی نصیب ہوتے ہیں۔ لیکن ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم ایسی دولت بیدار سے مناسب موقع ومحل پر محروم رہے ہیں۔ اس میں آپ کی بے نیازی اور درویش مزاجی کا بھی کچھ کچھ دخل ضرور ہے۔..... مجھے رنج اس بات کا کہ جب میں شعبۂ ادب سے اختیار کے لحاظ سے وابستہ تھا تو آپ سے ملاقات نہیں ہوسکی۔ اس میں میری بے نصیبی کے ساتھ ساتھ آپ کی کم آمیزی بلکہ کج ادائی کا بھی دخل ہے۔ مگر بہر حال نقصان میرا ہے۔''

۲۰۰۹ء سے آپ مسلسل سردیاں شروع ہوتے ہی سرمائی دارالخلافہ جموں کا رُخ کرتے تھے۔ آپ چونکہ مخطوطات کے قومی مشن سے بھی وابستہ تھے اس لئے ۲۰۱۰ء میں کلاکیندر جموں میں منعقد ہونے والے پانچ روزہ ورکشاپ میں شرکت کے دوران آپ کی ملاقات ''ادبی کنج'' جموں کے صدر شام طالب اور وحید مسافرؔ سے ہوئی۔ دورانِ گفتگو آپ کو معلوم ہوا کہ ''ادبی کنج'' کے زیر اہتمام ہر اتوار چار بجے مختلف زبانوں کے ادیب اور شاعر جمع ہوکر اپنی تخلیقات سناتے ہیں۔ آپ کو بھی شعر وادب سے گہرا لگاؤ تھا اس لئے آپ بھی ہفتہ وار نشست میں شامل ہونے کے لئے ادبی کنج کے دفتر چلے گئے۔ آپ نے نہ صرف وہاں پر اپنا کلام سنایا بلکہ صوبہ جموں سے وابستہ ادبی شخصیات کا کلام سننے کا موقعہ بھی ملا۔ اس دن جن ادیبوں اور شاعروں سے آپ متعارف ہوئے، ان میں عرشؔ صہبائی، امینؔ بخارا، عبدالغنی حاگلؔ، ساغرؔ رحمت، عبداللطیف ملک،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عبدالقیوم نائیک، آس بھدرواہی اور تنویر بھدرواہی قابل ذکر ہیں۔ عبداللطیف ملک نے ایک اور ادبی تنظیم انجمن فروغ اردو کی ہفتہ وار نشستوں کے بارے میں جانکاری دی۔ ان کی وساطت سے آپ ''انجمن فروغ اردو'' جموں کی ہفتہ وار نشست میں شامل ہوئے۔ وہاں پر آپ کی ملاقات عشاق کشتواڑی، امین بانہالی، رحمت بانہالی، مہاراج کرشن اور خورشید کاظمی سے ہوئی اس دوران آپ نے کشمیری زبان میں لکھی ہوئی ایک نعت سنائی۔ نشست میں موجود شرکاء نے آپ کو خوب داد دی۔ سکریٹری انجمن خورشید کاظمی نے اُردو میں لکھنے کا مشورہ دیا اور انجمن کی نشستوں میں شرکت کی دعوت دی۔ ''انجمن فروغ اردو'' کی ادبی نشستوں کے بارے میں آپ لکھتے ہیں:۔

> ''ادبی کنج ''جموں کی نشست میں معلوم ہوا کہ یہاں ''انجمن فروغ اُردو'' اردو نامی ایک اور تنظیم ہے۔ اس کا ہفتہ وار اجتماع بھی اتوار کی صبح ۱۱ بجے ہوتا ہے۔ دوسرے ہفتے وہاں گیا۔ وہاں سبھی اردو شاعر تھے انجمن کے ذمہ داران نے میری شرکت کو سراہا اور قیامِ جموں کے دوران ہر ہفتہ آنے کی تاکید بھی فرمائی۔ وہاں بھی ایک کشمیری نعت سنائی، شرکاء نے اُردو میں لکھنے کی ترغیب دی۔ چونکہ ان میں سے اکثر کشمیری زبان سمجھتے ہیں۔ انہوں نے پڑھے ہوئے کلام کی سراہنا کی اس طرح میں جموں کی ان دونوں متحرک ادبی تنظیموں کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔''

جموں کی ادبی تنظیموں سے منسلک ہونے کے بعد آپ نے اُردو زبان میں شعر لکھنے کو ترجیح دی۔ ۲۰۱۳ء میں آپ نے اپنا پہلا اردو مجموعہ کلام ''صدائے سحر'' شائع کرایا۔ اس مجموعے کی ترتیب وتیاری میں جموں کی کئی ادبی شخصیات بالخصوص

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ولی محمد اسیر کشتواڑی اور امین بانہالی نے آپ کی بہت مدد کی۔ اس مجموعے کلام کو ادبی حلقوں میں خوب سراہا گیا۔ اردو کے کئی مقتدر شاعروں اور ادیبوں نے اس پر تبصرے بھی کئے۔ اُردو زبان وادب کے نامور ادیب وشاعر عاشق کاشمیری آپ کے کلام کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''گو کہ شاعری کی ذات کا اس کے پیغام کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے تاہم نظام الدین سحر کا کلام ہر ایک کو اپنے ہی تجربوں کا احساس دلاسکتا ہے۔ غزلیں ہوں یا نظمیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی اچھا اور صالح پیغام موجود ہے، پاکیزہ حرارت بھی ہے، نیک تمنائیں بھی ہیں، شکوہ زمانہ بھی ہے، انسانی غفلت پر تنبیہ اور الحادی قوتوں کی زور آوری کے خلاف صدائے احتجاج بھی ہے، ذاتی وارداتوں کا غم بھی ہے اور اجتماعی زندگی میں پیش آنے والے تُند و تلخ رویوں کی پردہ کشائی بھی ہے۔ نظام صاحب کی صالح سیرت اور بزرگ علمی شخصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی کسی بھی شاعرانہ شوخی میں شائستگی ہی پوشیدہ ہوسکتی ہے۔''

اسی طرح ادارۂ فکر وادب کے سکریٹری فہیم رمضان عرفانی آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''سحر صاحب دردمند رکھنے والا شاعر اور اسلام کی ہمہ گیریت وحقانیت پر غیر متزلزل ایمان رکھنے والا مسلمان ہے۔ جہاں ان کے حمدیہ کلام میں عقیدۂ توحید کی پختگی مترشح ہوتی ہے، وہیں ان کا نعتیہ کلام بھی ممکنہ حد تک اعتقاد کے غلو سے محفوظ ہے۔''

قارئین ''مومن'' نے آپ کے مجموعہ کلام کو اتنا پسند کیا کہ ان کی فرمائش

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

پر مجلس ادارت ہفتہ روز ''مومن'' نے مسلسل ایک سال تک ''صدائے سحر'' میں موجود کلام کو ''مومن'' میں شائع کیا۔ اُردو اور کشمیری شاعری مجموعوں کے شائع ہونے کے بعد اور اپنے ادبی سفر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نثر کی طرف بھی متوجہ ہوئے ۔ کشمیری زبان میں تنقیدی مضامین کو ترتیب دینے میں آپ مصروف عمل تھے کہ آپ علیل ہوگئے ۔ اسی طرح حج کے یادگار سفر کو اور یادگار بنانے کے لئے آپ سفرنامۂ حج بھی مرتب کرنا چاہتے تھے مگر شاید اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور یہ دونوں مجموعے پائے تکمیل تک نہ پہنچ سکے ۔ ان دونوں کتابوں کے عنوان ''مضامینِ سحر'' اور ''سفرنامۂ حج'' سوچ رکھے تھے جس کا تذکرہ آپ نے ''صدائے سحر'' میں بھی کیا ہے۔

اردو زبان وادب سے خاصی دلچسپی کے سبب آپ ہمیشہ نجی ڈائری میں دن بھر کی روداد اور دیگر تفاصیل قلمبند کرتے تھے ۔ مخطوطات کے قومی مشن کے ساتھ وابستہ ہونے کے بعد آپ نے وادی کشمیر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور جب شام کو آپ گھر واپس لوٹتے آپ دن بھر کی روداد سناتے تھے جو بہت ہی دلچسپ ہوتی تھی ، راقم نے بارہا آپ سے گزارش کی کہ یہ روداد ضبط تحریر میں لانے کی ضرورت ہے ۔ میری اس گزارش پر چند سال پہلے آپ نے عمل کرنا شروع کیا جس کا ذکر آپ نے یوں کیا ہے:۔

> ''آج پھر عزیزی ڈاکٹر صاحب نے سفرنامہ لکھنے کی تاکید کی ۔ اگرچہ مخطوطات کی تلاش میں آج تک سینکڑوں دیہات کو جانے کا موقعہ ملا اور اس دوران دل ودماغ کو تروتازہ کرنے والے مناظر کا مشاہدہ کیا ہے۔ نئے نئے اور انوکھے تجربے بھی ہوئے لیکن کہالت اور سستی انہیں قلم بند کرنے میں مانع رہی۔ اللہ کرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آج سے اس سفر نامے کو تحریر کرنے کی مسلسل توفیق ہو۔''

اس طرح سے ایک اور سفر نامے کی شکل میں بہت سارا مواد جمع ہوا ہے۔ جس کو انشاء اللہ ضرور منظر عام پر لایا جائے گا۔ یہاں نمونے کے طور پر چند ایک واقعات شامل کئے جا رہے ہیں:۔

ا) ''آج صبح نو بجے ناشتہ کے بعد میں بُنہ ہری تر ہگام کے لئے روانہ ہوا۔ ستر کی دہائی میں مجھے کئی مرتبہ وہاں جانے کا موقعہ ملا۔ ہری ایک بہت بڑا گاؤں ہے۔ پیٹھ ہری اور بُنہ ہری، اس کے دو حصے ہیں۔ پیٹھ ہری کپوارہ، چوکی بل روڈ کے دائیں طرف پہاڑ کے دامن میں واقع ہے یہاں ایک فقیر ہوا کرتے تھے۔ جس کے پاس کشمیر کے اطراف واکناف سے لوگ آتے تھے۔ قادر صاحب اگرچہ باہوش تھے۔ مگر جنون کے عالم میں وہ گالی وگلوچ سے بھی کام لیتے تھے اور زائرین میں جس کی چاہتے پٹائی کرتے تھے۔ بہرحال لوگ اس کی پٹائی اور گالی کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ اپنی زندگی کا ایک دلچسپ واقع لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ جب انسان اللہ کو بھول جاتا ہے تو اپنی پریشانیوں کا مداوا جھوٹے سہاروں سے تلاش کرتا ہے۔ میں بھی ایک پریشانی کا مداوا تلاش کرنے کے لئے قادر بابا کے پاس آیا تھا۔ ایک مکان کے صحن میں چٹایاں بچھی ہوئی تھی، مرد عورتیں قادر صاحب کے انتظار میں بیٹھیں تھیں۔ مجھے چٹائی پر کہیں جگہ نظر نہ آئی تو ایک خاص چٹائی (ژانگچ) خالی پڑی ہوئی تھی میں اسی پر بیٹھنے لگا تو ایک قراقلی پہنے ہوئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

باریش تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے ایک خوش پوشاک آدمی نے مجھے بری طرح سے ٹوکا ''یہ بابا کی جگہ ہے۔ اس پر بیٹھنے کی گستاخی کیوں کی؟'' محفل میں مجھے شرمندہ ہونا پڑا۔ کھسیانی بلی کی طرح اٹھا ایک چٹائی کے کونے پر بیٹھا۔ اتنے میں بغیر دودھ کے نمکین چائے اور روٹی کے ساتھ زائرین کی تواضع ہوئی ابھی پیالیں ہاتھ میں ہی لی تھی کہ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے قادر بابا تشریف لائے۔ زائرین کھڑے ہوگئے البتہ میں نے اُٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ قادر بابا غضبناک ہوئے قراقلی والے خوش پاشاک شخص کو عصا سے مارتے ہوئے ننگی گالیاں مرحمت فرمائی۔ ''ان چھہ بُوڈ کینہ بہ'' کا ورد کرتے ہوئے میری طرف مخاطب ہوئے اتنے لوگوں میں صرف یہ ایک شخص مردِ مومن ہے۔ غذا کھاتے ہوئے کسی کے احترام میں کھڑا ہونا کفر کے برابر ہے۔ میرا یہ واقع انوکھا بھی اور دل پسند بھی۔ قراقلی والے نے جو میری بے عزتی کی تھی اس کی پٹائی سے مجھے تھوڑی سی راحت بھی اور دل ہی دل میں درویش قادر بابا کی عظمت بھی بڑھ گئی۔ میں نے رات وہیں گزاری۔ زائرین میں سے چند ہی لوگوں نے مسجد میں آکر نماز ادا کی۔ جس سے میرے دل میں اس ماحول سے نفرت کا جذبہ جاگ اٹھا۔''

(مرقومہ، ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۳ء)

۲) آج صبح وقت پر جاگا، نسیم باغ بی کی مسجد میں نماز فجر ادا کی۔ وہیں سے مارنگ واک کیا۔ ناشتے کے بعد تلاوت

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کی۔ حجامت کے لئے سیر روڑ کے نائی کے پاس گیا۔ دس بجے کھانا کھایا اور سرینگر روانہ ہوا۔ فل سٹاپ بس ملی جس نے بارہ بجے بٹہ مالو پہنچایا۔ وہاں سے پیر باغ میٹا ڈار میں سوار ہوا۔ جولکہ دید ہسپتال، راج باغ سے ہوتے ہوئے برزلہ پیر باغ نورانی کالونی پہنچا۔ سید احمد منطقی قادری کے گھر مخطوطات کی تلاش میں پہنچا۔ فالج زدہ ہونے کی وجہ سے مخطوطات دکھانے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ البتہ حُسنِ کلام سے اچھا آدمی لگتا ہے۔ سماعت، بینائی اور طاقت گویائی میں بھی بہت ضعف کا شکار ہوا ہے۔ گھر پر ان کی بیوی کے علاوہ ایک نوکرانی تھی۔ بچے ملازم ہے اس لئے گھر پر اور کوئی نہ تھا۔ معذرت کے سوا بے چارہ کچھ نہ کرسکا۔ اللہ اُس کے حال پر رحم فرمائے اور راقم کو ایسی حالت سے محفوظ رکھے۔ وہاں سے خالی ہاتھ لوٹ کر حقانی صاحب کو فون کیا وہ گھر پر نہ تھے انہوں نے اتوار کو آنے کے لئے کہا۔ سید احمد بیہقی کو فون کیا مگر اس نے فون نہیں اٹھایا۔ نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد گھر لوٹنے کا ادارہ کیا کہ ہمہامہ کی بس آئی یہ سوچ کر وہاں کوئی ایسا گھرانہ ہو جہاں سے مخطوطات حاصل ہوسکیں اُس میں سوار ہوا محمد رفیع رفیقی (گامرو) کا رہنے والے ایک صالح آدمی کا پتہ چلا ان کے دولت خانے پر گیا۔ بہت اچھے سلوک سے پیش آئے، خدا پرست آدمی، انجینئر ریٹائر ہوچکا تھا، اب اپنے محلے میں صبح وشام درسِ قرآن کا کام کرتا ہے۔ ان کا خالہ زاد بھائی فضل الحق قریشی اس گھر میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

صاحبِ فراش ہے اس کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے چائے سے بھی نوازا۔ وہاں سومو میں سوار ہوکر بڈگام ریلوے اسٹیشن کی راہ لی۔ ریل چلی گئی تھی۔ دوسری ریل سات بجے آئی اس وقت تک انتظار کرنا پڑا۔ نمازِ عصر تبلیغی جماعت کے ساتھ پڑھی۔ سات بجے ریل میں سوار ہوکر گھر پہنچا۔ اسٹیشن سے ظہور احمد نے لفٹ کیا۔''

(مرقومہ یکم اپریل ۲۰۱۴ء)

۳)''آج صبح نماز کے بعد استراحت کی ساڑھے سات بجے ناشتہ ہوا اور قوام صاحب کے گھر سے روانہ ہوکر نوبگ کا سفر شروع کیا۔ نو بجے نوبگ پہنچا۔ نٹی پورہ تک ٹاٹا سومو سے اور وہاں سے واتھورہ ایک اور سومو میں سفر کیا۔ واتھورہ میں گاڑی نہ ملی انتظار کر ہی رہا تھا کہ ایک ماروتی والے نے بوگام تک لفٹ کیا۔ وہاں سے ایک سکوٹر سوار کی مدد لی، چوک بوگام سے پیدل مارچ کیا۔ محترم خورشید صاحب منتظر تھے۔ وہاں کئی کتابوں کی لسٹنگ کی چائے اور دوپہر کا کھانا بے تکلف تناول کیا۔ خورشید صاحب کو لال چوک جانا تھا اور گھر میں کوئی دوسرا موجود نہ ہونے کے سبب وہاں سے نکلنا پڑا۔ نمازِ ظہر ادا کی اور ماسٹر عبدالاحد صاحب نوبگ کے گھر گیا۔ اس کے گھر میں موجود مخطوطات کی لسٹنگ کی اور وہاں سے بوگام تک پیدل سفر کیا۔ پیر غلام نبی شاہ کے گھر میں بکھرے پڑے مخطوطات کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ پانچ بجے کام ادھورا چھوڑ کر گھر کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

لئے سرینگر کا سفر کیا۔ وہاں سے بائی پاس ریلوے سٹیشن تک ایک ٹاٹا سومو میں سوار ہوکر گیا۔ ریل کا بڑی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ عصر نماز کے لئے پولیس چوکی کے باتھ روم سے وضو بنایا اور وہاں لان میں نماز ادا کی۔ سات بجے ریل آئی اور سوار ہوکر گھر کی راہ لی۔ ریل میں اُترا کھنڈ کے احمد علی انصاری کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ بارہمولہ میں اس کی بیٹی مرحوم لطیف بیگ کے نواسے سے بیاہی گئی ہے۔ پوری فیملی کے ساتھ انصاری اس کے گھر جارہے تھے۔ ان کے ساتھ دلچسپ باتیں ہوئیں۔''

(مرقومہ ۲۹ رمئی ۲۰۱۴ء)

روزانہ ڈائری لکھنے کا یہ سلسلہ صحت کی ناسازی کے ساتھ ہی بند ہوگیا۔ دورانِ علالت آپ نے آخری بار ۱۱ رجنوری ۲۰۱۷ء ڈائری میں یہ سطور قلمبند کیں:۔

'' آج صبح بیٹھے بیٹھے نمازِ فجر ادا کی۔ ظہور صاحب نے چائے وغیرہ تیار رکھی تھی۔ الحمدللہ پی اور آرام کیا۔ دن میں حاجی صاحب کنیل ون مختصر وقت کے لئے عیادت کے لئے آئے۔ دن نیم بے قراری میں گذرا شام کو عبدالقیوم زرگر (ڈوڈہ) تشریف لائے۔ انہوں نے بڑا حوصلہ دیا تین تھیرپیز کے بعد آپ کے چہرے کی رنگت بتارہی ہے کہ صحت یاب ہورہے ہیں۔ اللہ کرے۔ اس نے نمازِ مغرب ہمارے گھر ہی میں ادا کی۔ ظہور صاحب نے امامت کی الحمدللہ۔ ظہور صاحب نے اسے واپسی کی لفٹ دیدی۔ اس سے قبل پیر غلام محمد اور ان کی اہلیہ کشمیر کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔ دونوں کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

قیام کے بعد ہی وہ روانہ ہوئے۔ خدا کرے اچھی طرح سے
گھر پہنچے ہوں۔ سات بجے شام تک فی الحال اُلٹی سے نجات
رہی۔ اللہ کرے اور بھی نجات ہو۔''

اس کے بعد آپ کی طبیعت کچھ زیادہ ہی بگڑ گئی، کمزوری کے سبب اور بیماری کی شدت کی وجہ سے قلم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اس طرح سے آپ کا ادبی سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے آپ کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم رول ادا کیا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن والے آپ کو وقتاً فوقتاً ان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے مشاعروں میں مدعو کرتے تھے جس سے آپ کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ ان دواداروں کے علاوہ آپ کا کلام وادیٔ کشمیر کے مقتدر علمی وادبی رسائل وجرائد اور اخباروں جن میں ''شیراز، ''شیرازہ''، ''آلو''، ''کاج ناگ''، ''ولر''، ''مہک''، ''ون پوش''، ''لفظ لفظ''، ''چٹان''، ''خبر ونظر''، ''احتساب''، ''مومن''، ''کشمیر عظمیٰ''، ''اڑان''، ''تعمیل ارشاد'' وغیرہ میں شائع ہوتا رہا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

حصّہ دوم

شخصیت اور شاعری

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

”وہ بیک وقت ایک قلم کار، دانشور، خطیب، مقرر، داعی، شاعر، عالم دین اوراسلام کے مجاہد تھے ۔ وہ بچپن سے ہی تحریکِ اسلامی کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے۔ تحریکی فکر ان کے رگ وپۓ میں رچ بس گئی تھی۔ دعوتِ دین اوراقامت دین کا کام موصوف کا مشغلہ اوراُوڑنا بچھونا تھا۔“

محمد شعبان ڈار
(امیر ضلع بارہمولہ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اَبُو فراز

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وُجود

علاقہ ماور و قاضی آباد کو قدرت نے فطری حُسن کی فراوانی سے نوازا ہے یہ دونوں علاقے جغرافیائی اعتبار سے متصل و پیوست ہیں۔ اونچے پہاڑ، وسیع جنگل، ندی نالے، دل فریب وادی بنگس زینتِ ماور کو دُوبالا کرتے ہیں اور قاضی آباد کے کوہ ودَمن بھی اپنی خوبصورتی میں لاجواب و بے مثل ہیں، قاضی آباد میں دودکول اور ماور میں نالہ ماور میٹھے اور صاف وشفاف پانی کی دو انمول نعمتیں ہیں۔ اردو مجموعہ کلام ''صدائے سحرؔ'' میں ان دونوں کا تذکرہ سحرؔ صاحب نے نہایت دل نشین پیرائے میں کیا ہے۔ آبِ ماور کے بارے میں شہبازؔ صاحب نے اپنے ایک خط میں مشہور فارسی شاعر عُرفی کا شعر نقل کیا ہے ؎ آب ماورا گر کُنی باور۔ بہتر آمد زِ حوض کوثر (شہبازؔ خصوصی شمارہ صفحہ ۴۷) احسن الخالقین نے جہاں علاقہ ماور، ہرل اور عشہ پورہ کو قدرتی حُسن سے مالا مال کیا ہے وہیں اللہ رب العزت نے ان علاقوں کے لئے روحانی تغذیہ کا بھی ایک بہترین بندوبست کیا تھا۔ علاقہ ماور میں سرسید ماور غلام حسن مخدومی اور شہید علی محمد شہبازؔ و محمد احسن قریشی، مولانا شیر زمان جیسی بلند قامت شخصیات نے قندیل علم روشن کی اور ہرل میں اپنے وقت کے معروف و مشہور جیدّ عالم و فاضل، شاعر و مصنف علی شاہ ہرل اور سیدّ سیف الدین صاحب مدظلہٗ کے آباء و اجداد نے مشعل علم فروزاں کی اور عشہ پورہ میں محمد یوسف مخدومیؔ کا علمی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

خانوادہ چراغ علم وعرفان کا متولی تھا۔ گلستان و بوستانِ سعدیؔ، کریما، نامِ حق، بدائع منظوم، مثنوی مولانائے رُومؒ، پند نامہ جیسی لازوال دولت سے خاص وعام کو بہرہ مند کرنے میں اِن خانوادوں کا اہم رول رہا ہے۔ مردم خیز بستی عشہ پورہ علاقہ ماور کے جنوب مغرب میں واقع ہے یہ حسین وجمیل دینی شعور کی حامل بستی جو دامن کوہ، جنگل، آب شیریں سے عبارت ہے۔ فطری مناظر سے آراستہ اس کے نشیب وفراز قدرت کی کاری گری کے غمّاز ہیں اور یہ مناظرِ فطرت شعر اقبالؒ کی عملی تشریح ومصداق معلوم ہوتے ہیں

ے حسن بے پروا کو اپنی بے حجابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بَن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن !

اسی بستی کے مخدومی خانوادے سے معروف شاعر، ادیب، بے باک مبلغ، ہنگامۂ منبر ومحراب، خطیبِ بے بدل، نقیبِ حق وصداقت، زُبان پہلوی کے شہسوار، اردو وکشمیری زُبان پر یکساں دسترس رکھنے والے زُبان دان، عربی زُبان کے رُموز واسرار سے واقف [اَنا مُعلم] پیشۂ پیغمبری سے وابسطہ شیخِ مکتب اسم بامسمّٰی نظام الدین المتخلص سَحر اُفق پر نمودار ہوئے۔ اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا کر رہے۔ اللہ نے موصوف کو بے پناہ صلاحیتوں کا مِلکہّ عطا کیا تھا۔ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ خوش پوش، نفاست پسند، نرم خُو، خوش باش، مہمان نواز، اخلاص ومحبّت کا پیکر، خلیق وشفیق غرض متاثر کُن سحر آگین شخصیت سحرؔ صاحب اپنے حلقۂ احباب میں بالخصوص اورعوام وخاص میں بالعموم نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ سحر صاحب کا تبّسم افشاں روئے تاباں اور نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجُو دِیدنی تھا۔ کج کُلاہ سحرؔ صاحب کے سر پر دیدہ زیب سُنہری قراقُلی شاندار ماضی کی ترجمانی کرتی تھی۔ موصوف بناوٹ، تصنع، بے جا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تکلّف کے بجائے سادگی، خلوص وایثار کے دھنّی تھے۔ مولانا حالیؔ کا یہ شعر اکثر ہم شاگردوں کو یاد دلاتے تھے کہ

تکلف علامت ہے بے گانگی کی
نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

سحرؔ صاحب بحیثیت اُستاد ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ قلم آباد ہائی اسکول میں فارسی کا مضمون ہائر کلاسز میں پڑھاتے تھے اور اسکول میں چونکہ موصوف کے ساتھ نامور اُستاد محمد احسن قریشی، شاعر و ادیب محمد صدیق مخلصؔ بھی بحیثیت اُستاد تعینات تھے۔ اور یہ دونوں بھی فارسی واُردو زُبان میں ید طولٰی کے مالک تھے اس لئے جوان سال سحرؔ کو نکھرنے کا بھر پور موقعہ ملا۔ ان دنوں سکول میں پرائر اسمبلی اتنی جان دار ہوا کرتی تھی۔ جس کا احاطہ کرنا الفاظ میں مشکل ہے۔ اخلاقی، ادبی، سماجی، دینی نشوونُما کا ایک مربوط نظام اور نظام الدین سحرؔ کا منفرد اہتمام اپنی مثال آپ تھا۔ بیت بازی، مشاعرہ، جمعہ کے روز بایز میٹنگ، مقابلہ مضمون نویسی، بحث ومباحثہ، تقریری مقابلہ (قلم تیز چلتا ہے تلوار سے، تعلیم نسواں، سائنس کی تباہ کاریاں اور فائدے) وغیرہ موضوعات پر اور ان تمام پروگراموں کے روحِ رواں سحر صاحب اپنے مربی اَحسن و مُخلصؔ کی داد حاصل کرتے تھے۔ موصوف کا رزلٹ ہمیشہ معیاری رہا۔ اور پورے سکول میں مقبول عام استاد تھے۔ 22 ستمبر 1979ء کا دن تھا۔ آج سحر صاحب اَفسردہ، پژمردہ، نم دیدہ نم دیدہ سکول آئے۔ ہم سبھی شاگرد بھانپ گئے کہ سحرؔ صاحب کو شاید کچھ خاص پریشانی لاحق ہوئی ہے۔ پرائر اسمبلی میں چونکہ معمول کے مطابق اساتذہ حاضر رہتے تھے اور پرائر کی نگرانی کرتے تھے۔ اور ہر روز ایک نہ ایک استاذ کسی نہ کسی موضوع پر بچوں کو آگہی دلاتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کبھی قریشی صاحب مرحوم، کبھی مخلصؔ صاحب، کبھی غلام رسول شاہ صاحب بٹہ پورہ لنگیٹ، کبھی کنہیا لال جی کوٹلری، کبھی مہاراج کرشن کول جی اور کبھی مکھن لال جی بٹہ گُنڈ ماور یہ فریضہ انجام دیتے تھے۔ آج نظام الدین سحرؔ نے نہایت پُر تپاک اور اپنے مخصوص لہجے میں انتہائی متاثر کُن انداز میں اپنی افسردگی سے روشناس کیا ''آج برصغیر کے ایک بڑے مفکر، مفسرّ، ادیب، تقریباً ڈیڑھ سو کتب کے مصنف اور تحریک اسلامی کے بانی مولانا ابواعلیٰ مودودیؒ انتقال کرگئے ہیں''۔ اس کے بعد اس عظیم مفکر کے بارے مختصر وقت میں مدلّل جانکاری دی۔ سحرؔ صاحب بچوں کی فکری رہنمائی میں کوئی بھی کسر اُٹھا نہیں رکھتے بلکہ دُنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی شعور بیدار کرنا بھی اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ بیرونی خدوخال کی نِک سُک سنوارنے کے ساتھ ساتھ اندروں کی دیکھ ریکھ اور روح کی بالیدگی پر زیادہ توجہ دیتے تھے اور شبستانِ وُجُود کو نغمۂ توحید سے مأمُوّر کرنے

فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

بحیثیت اُستاد، بحیثیت خطیب ومبلغ، بحیثیت سماجی کارکن زندگی کی شب تاریک کو سحر کرنے کی لگن میں آخری دم تک مگن رہے۔ بمشوُرہ شہید شہباز سحرؔ صاحب نے کشمیری زُبان کو وسیلۂ اظہار بنایا۔ لیکن کشمیری کے علاوہ اُردو میں بھی موصوف منفرد لہجے کے شاعر مانے جاتے ہیں خود فرماتے ہیں؛

سحرؔ شاعر ہے کشمیری زُبان کا
مگر اُردو میں لکھنے کا ہُنر ہے

اور حقیقت یہی ہے کہ سحرؔ صاحب نے دونوں زُبانوں میں کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ حمد ونعت، غزل، مرثیہ، قطعہ، نظم ہر صنفِ سُخن میں فکر انگیز خامہ فرسائی کی ہے۔ سحرؔ صاحب حمد ومناجات میں عجز وانکسار اور ندامت کے اشک سحر گاہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

لئے رحمت و فضل خداوندی کے طلب گار ہیں۔

''نداے سحر'' سے

ا۔ کتاب چھُس پھِراں پنٕنۍ، رُمَن رُمَن ووتھان چھِ تھر
گُناہ گُناہ چھِ سَر بِسَر گوٚمُت چھُ ضَایہٕ ساعت ساعت
گوٚوُی نہ کانہہ تہٕ حق ادا گیم یہٕ زندگی تباہ
مےٚ برانتھ توتہٕ چھم ربا،عفو کرکھ بَنِم نجات

۲۔ روسیاہی پنٕنۍ تہٕ چھُم مو لوٗم
چُھم أچھَن تَل مگر کرم چونۍ
باغ ،باغچ پھُلیے ، قُمرٕ ،کستوٗر

۳۔ مُشک ادفر تہٕ زیر و بم چونۍ زُ
ژے چُھے سوٗرے أچھن تَل حال میونوے
وَنے کیاہ چھم گلاں وَنہٕ نَس یہٕ باوَتھ
أچھن تَل چھم سیاہ اعمال آقا
چھُ یِرٕ وُنی نَایہٕ تُل خاُلی نَدامَتھ

''صداے سحر'' سے:

اُمیدوں کا ہے بویا نخلِ رحمت
پھلے پھولے اِسے برگ و ثمر دے
شبِ ظلمت نے گھیری ہے یہ دُنیا
مرے مولا اِسے نورِ سحر دے

نعت میں عشق و محبتِ نبی ﷺ کے والہانہ اظہار میں سحرؔ صاحب نے عقیدت کا جوش بھی کام لایا ہے اور فرقِ مراتب کا بھی۔ بارگاہ نبوی ﷺ میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نعت پیش کر کے بہت محتاط رویہ اپنایا ہے اور باخدا دیوانہ باش و با محمد ﷺ ہوشیار طریقہ اسلاف پر عمل کر کے اپنی عالمانہ شان کا وقار بحال رکھنے میں کامیاب ہوا ہے۔ فاش ترمی گویم کہ نعتِ سحرؔ غلو سے پاک ہے یہی ان کی سب بڑی خوبی ہے۔

۱۔ خیرُ البشر ؐ تہٕ صاحبِ اُم الکتاب ژٕے
محبوبِ کبریا تہٕ رِسالت مآب ژٕے
بعد از خُدا بُزرگ تُوی چھِو وَناں پَنٕز
پردٕہن نِشَن تہِ چھُکھ فقط عزت مآب ژٕے

۲۔ گَس نِش نومرتھ کاٗر زَمانس تہٕ مکانس
بعد از خُدا اعلیٰ فقط سرکار نبیؐ سون
یمہٕ جایہِ سرنے آسہٕ اُتھری پَننہٕ بَچاوِچ
تمہٕ شایہِ ساریے اُمتُک غم خوار نبیؐ سون

۳۔ قُرآن اُلف یاےؔ فقط نعتِ محمدؐ
پُرِی تون محمدؐ تہٕ سراپا مناجات
تمہٕ شایہِ سحرؔس آسہٕ بس سرمایہِ یوہے نعت
یمہٕ شایہِ پگاہ آسہٕ سُزتھ روزِ مکافات
(نِدائے سحر)

نعت ہائے سحرؔ پُر تاثیر اور اثر آفرینی میں ممتاز ہیں۔ لفظ لفظ دل میں اُتر کر آنکھوں کو طراوت بخشتا ہے عالمِ اسلام کی ممتاز ہستی ماہر القادریؔ نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کیا ہی خوب فرمایا ہے ''یہی وہ مقام ہے جہاں شاعری'' جُزو یست پیغمبری'' بن جاتی ہے اور ایک جگہ رقم طراز ہیں'' بے دِلی کی نمازیں چاہے مُنہ پر پھینک دی جائیں مگر عشق رسول ﷺ میں جو آنسو نکل آتے ہیں شاید وہ سبب مغفرت اور ذریعہ نجات بن جائیں (''فاران'' نومبر 1952) اللہ سے دُعا ہے وہ سحرؔ کے لئے یہ سرمایہ برزخ و آخرت میں باعث افتخار و نجات اور ہمارے لئے باعث ہدایت بنادے۔ غزل سحرؔ آفاقی فکر کی ترجمان اور رنگِ تغزل کے ساتھ ساتھ سوزِ ازل سے لبریز ہے۔ سحرؔ نے غزل کی عروسِ جمیل کو الفاظ کی چُستی، حسین بندشوں، شُستگی و روانی، برمحل استعاروں اور مناسب تشبیہوں کے لباسِ حریر سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ ذوقِ غزل رکھنے والوں سے مخاطب ہو کر سحرؔ فرماتے ہیں:

؎ غزل سُنیئے اگر ذوقِ غزل ہے
غزل کیا ہے غزل سوزِ ازل ہے
تصور میں سماتا جو نہیں ہے
مرا محبوب ایسا بے بدل ہے

راست گوئی جو کہ دورِ حاضر میں ایک جرم ہے لیکن سحرؔ فرار سے انکاری ہے فرماتے ہیں:

؎ خطا تو ہے یہاں بے باک ہونا
سحر واقف ہے بالکل باخبر ہے

ظلم کے خلاف نبرد آزما ہونے کا والہانہ درس دیتے ہوئے:

؎ نہ کیوں اُس پیڑ کو جڑ سے اُکھاڑوں
یہاں جو مدّتوں سے بے ثمر ہے

حق گو اور حق شناس سحرؔ احساس زیاں کا ادراک باور کراتے ہوئے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ے قتل کرتا ہے دوست یا دُشمن
خون بہتا تو ہمارا ہے

انتشار وافتراقِ ملّت اور منتشر قیادت قلبِ سحر کو مضطرب کئے ہوئے ہے:

ے آؤ گر جائیں مِل کے سجدے میں
ہو نہ جائے کہیں قضائے سحر
بھول کر اپنے اختلاف سبھی
کیوں نہ ہوجائیں ہم نوائے سحر
ایک ہوتا تو ایکتا ہوتی
ہر گلی میں جُدا سپیرا

اہل دانش وبینش کی بے قدری اور کل یگ کی نشاندہی اپنے خاص انداز بیان میں:

ے ٹنگ ژونٹھ پیان زنہ چھ ژیرن ستی اماپوز
کأنسے نہ ڈیکس دِرہہ کھسان مفلوج چھِ اعصاب
تھنہِ سُلہِ چھِ کڈان کاڈ تہٕ وولہٕ ویر ہران پن
تیلس نہٕ بوبرکانہہ تہٕ ژانگین چھُ دزان آب

ے ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو
(اقبالؔ)

ایسا ہونا تو ممکنات میں شامل نہیں ہے لیکن یادِ ماضی کی کتاب کو تخیّل کی دُنیا میں وا کر کے پڑھا جاسکتا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو ہر فردِ بشر یہاں بذاتِ خود مرتب کر رہا ہے اور کراماً کاتبین کتابت میں محو ومصروف ہیں اور بروز

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

قیامت اسی کتاب کے بارے میں ربِّ کائنات فرمائے گا اِقْرَأْ کِتٰبَکَ ط کَفیٰ بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْباً (بنی اسرائیل) ماضی کی ورق گردانی کرتے ہوئے یاد آیا ۵ جولائی 1997ء کو شاٹھ گُنڈ پائین ماور کاشانہ شہبازؔ پر ریاست گیر یومِ شہبازؔ کا انعقاد ہوا۔ اس تقریب میں جموں وکشمیر کے نامور شعراء وادیب شریک تھے۔ جن میں گیان پیٹھ ایوارڈ سے سمانت جناب رحمان راہیؔ، غلام نبی ناظرؔ کولگامی، مشعلؔ سلطان پوری، شادؔ رمضان، شہنازؔ رشید، عنات گُل چرار شریف، شاہینؔ بڈگامی، فیاضؔ تلہ گامی، جسٹسؔ غلام نبی گوہر، محمد یوسف مشہورؔ خاص طور قابلِ ذکر ہیں۔ اس تقریب میں سحرؔ صاحب نے بیادِ شہبازؔ پُرمغز نظم پڑھی ۔

أچھرِ آذر تہٕ ما حض چھُس زِ چائٕ مُورت گرن
گُف تہٕ ماچھم زِ گتھا کرٕ تہٕ سُدُر نارِ برَن
رۄُد آویزٕ تمس نار دوہے لۄنچہٕ نرہَن
آب زٕ رواں تہٕ چھا تاپھ یَمن وُڑرٕ سَرَن
ہے سہٕ شمشاد قد ہے کأرتھز تھأوِتھ چھُ پکان
دُے مہ سأ ، تراو ہوژر، آو وَتَن موختہٕ جَرَن
ٕکتی ہو پان کتھو ٕستی گُن شُری لازٕ کریکھ
سوٕہن چائٕ پھِرُن تھوو زِ سودا چھُ ٕسرَن
ژھایہٕ کھوژن تہٕ نٹن گاسہٕ کرِکچن توگ نہٕ تمس
چانہٕ گُنہٕ رُک ٕمے وُچھم یُس تہٕ رَبا کلمہٕ پرَن
راتھ بیہٕ راتھ ٕمی کُملأوی وُٹھ اَدٕ پھول یہٕ سحرؔ
واو سُونتُک تہٕ سہٕ نَے آو بہٕ کیٛتھ نغمہٕ پرَن

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اس تقریب میں اگر کسی شاعر نے حد سے ماوراء داد و تحسین حاصل کی وہ میرے اُستاد مرحوم مغفور سحرؔ صاحب تھے۔ رحمان راہیؔ صاحب جب صدراتی کلمات کے لئے ڈائس پر آئے تو انہوں نے سحرؔ صاحب سے یہ نظم دوبارہ تحت اللّفظ پڑھوائی راہیؔ صاحب کا ناقدانہ تبصرہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ راہیؔ صاحب نے سحرؔ صاحب کے کلام کو [ووستادانہ کلام] اُستادوں کا کلام قرار دیا۔ اور باقی شعراء نے بھی کافی داد دی۔ سحرؔ صاحب کا یہ منظوم کلام ''نِدائے سحر'' میں الحمدللہ چھپ چکا ہے لیکن اس کی داد تحسین کا مشاہدہ اُس وڈیو گرافی سے کیا جاسکتا ہے جو اِبن شہباز کے پاس بحمد اللہ موجود ہے۔ شہید شہباز کے تیئں یہ منظوم خراج عقیدت یہ ایک ایسا فن پارہ ہے جو بے مثل ہے۔ اس نظم میں سحرؔ صاحب نے نت نئ تراکیب کی جو سحر آمیزی فرمائی تھے وہ اُن کی زُبان دانی اور شاعرانہ فَن پر دال ہے۔ اُچھِر آذر، سُدُر نارِ بَرَن، سودا چھُ سَرَن اور دیگر ترکیبوں کو ایک منفرد انداز میں استعمال کر کے سحرؔ صاحب وارداتِ قلبی، شکستگئ دل اور درد و کرب کا برمحل اور بے لوٗث اظہار کر کے اپنے کہنہ مشق شاعر ہونے کا ثبوت دینے کامیاب ہوا ہے۔ [آب زِ رواں تہٕ چھَا تاپھ یمَن وٗڑِ سَرَن] کمال کا اسلوب، رمز و ایما، اشارہ و کنایہ جو قاری کو دیدہ ہائے بینائے قوم اور دیدہ وروں کی پامالی اور منصوبہ بند انداز میں اُن کا قتل اور ہر طرف جاری ظُلم و جبر کی عکاسی ایک درد انگیز لہجے میں باور کراتا ہے۔ جس طرح [وٗڑِ سَرَن] خُشک و بے آب و گیاہ زمینی خطّوں میں واقع سر بندوں میں جمع بارش کے پانی کو تیز دُھوپ رہنے نہیں دیتی۔ اسی طرح ظُلم کی تیز دُھوپ معاشرے کے ذِیّ حس افراد کو فنا کے گھات اُتار دیتی ہے۔ سحرؔ کی نظموں میں بھی فَنّی چابکدستی بدرجہ اُتم موجود ہے۔ سحرؔ اس میدان میں بھی ایک حسین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تاثر قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ اپنے محسنوں کے تئیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے جو منظوم یا آزاد نظمیں سحرؔ صاحب نے قلم بند کی ہیں اُن کا حرف حرف، لفظ لفظ اُن کے اخلاص و محبت کا آئینہ دار ہے۔ سر سید ماور غلام حسن مخدومی، مرحوم مغفور محمد احسن قریشی دونوں شہکار نظمیں ہیں۔

نظام الدّین سحرؔ نظامِ حق، اقامت دین کے داعی و نقیب تھے اُن کی بیاضِ حیات اور ہمہ جہت شخصیت کے ہر گوشے سے عیاں و مترشح ہوتا ہے وہ ایک کارِ عظیم خوٗگر تھے:

چھُ رُوٹُل خیمہِ خرگاہ دِتھ، سیأہی اُس وہراُوتھ
سحرؔ پھولہِ راۄِنچ گُل توتہِ دیوانس خبر بہوا

میرے شفیق اُستاد اُسی نورِ سحر کے نمائندہ و ترجمان تھے جس کے بارے شاعرِ مشرق نے فرماتے ہیں:

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وُجود
ہوتی ہے بندۂ مؤمن کی اذان سے پیدا

اللہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا کرے۔

ایں دُعا از مَن و از جملہ جہاں آمین باد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

خاکی محمد فاروق

نظام الدین سحرؔ کی شخصیت اور شاعری

شخصیت

سحرؔ صاحب گوناگوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ وہ ایک عالم و فاضل، استاد و مدرس اور داعی و مبلغ اور کہنہ مشق شاعر و ادیب تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام، حق وصداقت اور خدمت خلق کے لیے وقف کی تھی۔ انہوں نے اپنے درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ اور دیگر ذرائع سے دور دور تک حق کا پیغام پہنچایا اور ایک کثیر تعداد کو دینِ حق اور علم کے نور سے منوّر کیا ہے۔ شمالی کشمیر میں ان کے شاگردوں کی بہت بڑی تعداد مختلف علاقوں میں موجود ہے۔ مرحوم سحرؔ صاحب بڑے ملنسار اور خلیق تھے۔ وہ ہر بڑے اور چھوٹے کے ساتھ بڑے پیار و محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ جس محفل میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اس محفل اور اس کے شرکاء میں اپنے حسنِ اخلاق کے گہرے اثرات ڈالتے تھے اور مجلس میں موجود مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ علاوہ ازیں سحرؔ صاحب سنجیدگی کے ساتھ ساتھ بڑی حق گوئی اور بے باکی کے مالک تھے۔ انہوں نے عمر بھر حق کے غلبہ کے لیے سعی و جہد کی اور اس راہ میں کئی مشکلات و مصائب بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ نیز وہ ہر کام ایک متحرک اور فعال کارکن کی حیثیت سے انجام دیتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہم نے 2009ء میں جماعت اسلامی جموں وکشمیر کی سربراہی میں ایک ادبی تنظیم ''ادارۂ فکر وادب جموں وکشمیر'' کے نام سے قائم کی۔ ایک مختصر مدت کے بعد سحر صاحب بھی اس کے ساتھ وابستہ ہوئے۔ پھر اس تنظیم کو مضبوط بنانے اور اس کے کام میں وسعت دینے کی خاطر انہوں نے بھرپور کوشش کی۔ اپنی وفات تک وہ اس کی ہر ایک نشست میں پابندی کے ساتھ شرکت کرتے رہے اور اس کے ہر ایک پروگرام کو کامیاب بنانے میں انتھک کوششیں کرتے رہیں۔ موصوف اپنی وفات تک اس کے اساسی رکن تھے۔

بحیثیت داعی

جناب سحر صاحب ایک دین پسند گھر کے چشم و چراغ تھے۔ اس لیے ان کے قلب و ذہن میں شروع سے ہی دین حق کی خدمت کا جذبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی جوانی میں ہی جماعت اسلامی جموں وکشمیر کے ساتھ وابستہ ہوئے۔ جماعت کے ساتھ وابستہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنی وفات تک تحریک اقامت دین اور دعوت دین کے مشن میں بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ اس کے لیے انہوں نے اپنی تمام قسم کی صلاحتیں بروئے کار لاکر دور دور تک دینِ حق کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے زندگی بھر اپنے درس وتدریس اور تقریر وتحریر کے ذریعہ بندگانِ خدا کو اسلام کے پیغام سے آشنا کیا۔ وہ اپنے آپ کو اپنے شاعرانہ کلام میں بار بار ایک داعیِ حق کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں:

اک سحر ہوں نور کا پیغام ہوں سب کے لیے
اس سے بڑھ کر اور تو میرا پتا کچھ بھی نہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

.....

Digitized By eGangotri

لے کے آتا ہوں پیامِ نور دنیا کے لیے
میں نویدِ صبح ہوں مجھ کو ہی کہتے ہیں سحر
کم حوصلہ ہوں پھر بھی طلب کا ہے انتظار
راہِ خدا میں آئے مری کام زندگی

.....

جو بھی فرمانِ مجتبیٰؐ ہو، مری
زندگی کا اصول ہوجائے

انہیں داعیِ حق اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے اسلام کے ساتھ ایک والہانہ لگاؤ تھا۔ جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں ؎

صد شکرِ حق سحر پہ بھی یہ راز کھل گیا
ایمان زندگی ہے اور اسلام زندگی

اسی لیے وہ یہ پختہ یقین رکھتے تھے کہ دنیا اور دنیائے انسانیت کے تمام مسائل کا حل قرآن مجید اور نبی کریم کی اطاعت و اتباع میں ہے۔ اس کے لیے وہ بڑے بے باک انداز میں بار بار زور دیتے ہیں ؎

حل مشکلوں کا اسوہ حسنہ ہے نبیؐ کا
جینے کی تمنّا ہے اسی طور جیا کر
نورِ حرا سے تیرگیِ شب کو مٹا دے
ہر درد کا درمان اسی میں ہے میسّر

گرم پھر ہوجائیں گے انوارِ بزمِ مصطفیٰ
قیصر و کسریٰ کی محفل سرد پڑجانے کو ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ظلمتیں کافور ہوں گی پھر قرآنی نور سے
ترجماں کوئی مگر اس کا شناسا چاہیے

غرض سحرؔ صاحب دینِ حق کے ایک مخلص داعی اور حق وصداقت کے ترجمان تھے۔

بحیثیت شاعر

نظام الدین سحرؔ صاحب ایک اُستاد و مدرس اور داعی و مبلغ کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب اور کہنہ مشق شاعر و ادیب بھی تھے۔ انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانے سے ہی شعر گوئی کا آغاز کیا۔ جس میں رفتہ رفتہ پختگی کے ساتھ ساتھ سُرعت بھی پیدا ہوئی۔ انہوں نے اردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں شعر گوئی کی ہے۔ ان کا کشمیری شعری مجموعہ کلام ''ندائے سحر'' کے نام سے 2002ء میں اور اردو شعری مجموعہ کلام ''صدائے سحر'' کے نام سے 2013ء میں چھپ کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کو پڑھنے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ سحرؔ صاحب کو دونوں زبانوں پر ید طولیٰ حاصل تھا۔ انہوں نے مناجات، نعت، نظم، غزل، رباعی، قطعہ وغیرہ اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان اصناف میں وہ نظم اور غزل گوئی میں خاصا کامیاب نظر آتے ہیں۔ انہیں اپنی مادری زبان کشمیری کے ساتھ ساتھ اردو سے بھی ایک والہانہ لگاؤ تھا۔ جس کا اظہار وہ بار بار کرتے ہیں ؎

تابندہ ہی رہیں میری تہذیب کے نشاں
جب تک جہاں میں زندہ یہ اردو زباں رہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سحر شاعر ہے کشمیری زباں کا
مگر اردو میں لکھنے کا ہنر ہے

سحرؔ صاحب ان شعراء کرام میں تھے جو تعمیری ادب کے حامی و ترجمان تھے۔ انہوں نے ایک مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر شاعری کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں سنجیدگی، فکری پختگی، صحیح رہنمائی، اخلاقی اقتدار کی پاسداری اور واضح پیغام پایا جاتا ہے۔ مثلاً ان اشعار کو ملاحظہ فرمائیں ؎

شبِ ظلمت نے گھیری ہے یہ دنیا
مرے مولا اسے نورِ سحر دے

ہائے! کیا دن ہیں کہ روندا جارہا ہوں چارسو
حق نے بھیجا تھا مجھے باطل کچلنے کے لیے

.....

یہ اندھیری رات بھی ہوگی سحر سے ہمکنار
کشمکش میں حوصلہ خیبر کُشا سا چاہیے

.....

اسی طرح اس غزل کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

طاعتوں پر نہ افتخار کرو
نعمتوں کا ذرا شمار کرو
دی ہوئی ہے یہ زندگی جس کی
اُسکی راہ میں اسے نثار کرو
دوجہاں کا سکون پاؤگے
ساری خلق خدا سے پیار کرو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

پھل بھلائی کامل ہی جاتا ہے
ابھی تھوڑا سا انتظار کرو

سحر صاحب ہر انفرادی و اجتماعی برائی کے خلاف ایک بے باک مجاہد کی طرح نظر آتے ہیں۔ وہ ہر برائی اور برائیوں کی سرپرستی کرنے والوں کو بڑے بہترین انداز میں بے نقاب کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک بگڑے ہوئے سماج کی منظر کشی بھی اپنے منفرد انداز میں کرتے ہیں یہ اشعار دیکھئے ؎

بو حلم و حیا کی ہو تو نادان کہیں لوگ
حد سے ہوں جو مکّار تو لقمان کہیں لوگ
جھوٹے کی ،دغا باز کی اوقات بہت ہے
حق گو جو کوئی ہو اُسے شیطان کہیں لوگ
مجبور کی مظلوم کی فریاد گنہ ہے
ظالم کے ستم کو بھی اُف احسان کہیں لوگ
بستی میں جسے قوتِ بازو ہو ذرا سی
بے عقل ہو، نادان ہو، پردھان کہیں لوگ
حیوان سے بدتر ہوں خصائل جو کسی کے
محفل میں اُسے صاحبِ ایمان کہیں لوگ
عالم کی طرف چشمِ حقارت بھی گراں ہو
پر جاہل ِ زردار کو ذی شان کہیں لوگ

اسی طرح سحر صاحب باطل نظام سیاست اور اس کے علم برداروں کو بھی بے نقاب کرتے ہوئے ان کے مکر و فریب سے عوام کو آگاہ کرتے ہیں۔ یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اربابِ سیاست کی صفوں میں سحر افسوس
رہزن ہی ہیں ہر سو کوئی رہبر نہیں لگتا

.....

ہو چکی ہے اب تو جمہوری قبا تار تار
قائدانِ قوم کی بھی سوچ فسطائی ہوئی

.....

وقت کے اہلِ سیاست ہیں بڑے ہی شاطر
دُور کے بھی نہ تم ان لوگوں سے پالے رکھنا

سحرؔ صاحب باطل نظام اور اس کے چلانے والوں کو عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ حق پرستوں کو اس کے توڑ کے سلسلے میں کمر بستہ ہونے کے لیے ابھارتے ہیں اور انہیں اپنی ذمّہ داریوں سے آشنا بھی کرتے ہیں ؎

نہ کیوں اُس پیڑ کو جڑ سے اُکھاڑوں
یہاں جو مدتوں سے بے ثمر ہے
جو ظالم کی اطاعت پر ہو راضی
وہ انسان بھی تو مثلِ گاؤ خر ہے

.....

چھوڑ کر تسبیح زاہد عاشقِ صادق تو بن
اُس بتِ کافر کی نظروں میں ہے دیں داری غلط

.....

آج کی دنیا بھی پائے گی یزیدوں سے نجات
جذبہ ایثار شاہِ کربلا سا چاہیے
یہ اندھیری رات بھی ہوگی سحر سے ہمکنار
کشمکش میں حوصلہ خیبر کُشا سا چاہیے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اسلام اور اسلامی دعوت کی بنیاد توحیدِ باری تعالیٰ پر ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سحر صاحب کی شاعری میں بار بار خداوند تعالیٰ کی توحید و یکتائی کا ذکر مختلف خوب صورت پیرائیوں میں آیا ہے۔ مثلاً یہ اشعار دیکھئے ؎

بھروسہ ہے اُسی کا جس کا ڈر ہے
رگِ جاں سے بھی جو نزدیک تر ہے

.....

دی ہوئی ہے یہ زندگی جس کی
اُس کی رہ میں اسے نثار کرو

.....

یہ زمیں یہ آسماں یہ چاند تارے آفتاب
اُس کی یکتائی کا کرتے ہیں اشارا دوستو

سحر صاحب کی شاعری میں ایک مقصد، واضح پیغام اور صحیح رہنمائی کے ساتھ ساتھ کمال کا فن بھی پایا جاتا ہے۔ ان کی شعری تخلیقات میں حسنِ بیان، فصیح و بلیغ زبان اور سلاست و روانی جابجا ملتی ہے۔ وہ عام اور آسان زبان میں ایک بڑی معنی خیز بات شعر کے سانچے میں ڈالنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ اشعار دیکھئے ؎

جو بساطِ زیست پر بندہ ہو اپنے نفس کا
فاتح عالم بھی ہو بازی وہ ہارا دوستوں

.....

تمہاری محفلوں میں جو میری تحقیر ہوتی ہے
بجا ہے یوں بھی میرے عشق کی تشہیر ہوتی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ممیّز کر رہا ہے یوں وفا کو بے وفائی سے
خدا کی نصرتوں میں اس لیے تاخیر ہوتی ہے

.....

بہت قریب ہے اب امتحان کا دن افسوس
خبر ہے سب کو مگر میں ہی ہوشیار نہیں
سحرؔ وہ کون ہے جس سے خطا نہیں ہوتی
زمانے بھر میں فقط تو ہی گناہ گار نہیں

آیت الکرسی سے ہو کیونکر ہمیں عرفانِ حق
ہم تو پڑھتے ہیں اسے آفت کے ٹلنے کے لیے

.....

جاگے کوئی نہ جاگے یہ قسمت کی بات ہے
مرغِ سحر کا فرض ہے دیتا اذاں رہے

.....

نام چھپوادیا نامور ہوگئے
ایک تقریر کی راہبر ہوگئے

اسی طرح سحرؔ صاحب اپنے احساسات اور جذبات کو مناسب الفاظ میں پیش کر کے اپنے ساحرانہ اندازِ بیان کا اظہار بار بار کرتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید رشید جوہرؔ

نظام الدین سحرؔ ایک شاعر اور ہمہ جہت شخصیت

نظام الدین مخدومی صاحب کے ساتھ میری پہلی ملاقات ۱۹۶۲ء میں ہوئی جب ہم دونوں طالب علم تھے۔ راقم الحروف گورنمنٹ مڈل سکول عشہ پورہ میں آٹھویں میں زیرِ تعلیم تھا۔ جبکہ نظام الدین صاحب گورنمنٹ ہائی سکول قلم آباد میں دسویں جماعت کے طالب علم تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مارچ ۱۹۶۲ء میں ریاستی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہو رہے تھے، ہمارے حلقہ انتخاب میں بخشی غلام محمد وزیر اعظم کی زیر قیادت نیشنل کانفرنس کے اُمیدوار خواجہ غلام قادر مصالح کے مقابل ایک آزاد امیدوار عبدالغنی میر لنگیٹ جو پیشہ کے لحاظ سے ایک نوآموز وکیل تھے، انتخاب لڑ رہے تھے۔ نظام الدین صاحب کے والدِ محترم پیر محمد یوسف صاحب جو ایک روشن دماغ، ماہر استاد اور موروثی مُبلغ اور سچے دیندار بھی تھے نے الیکشن کے دوران نوجوان اُمیدوار عبدالغنی میر کی خوب حمایت کی، انتخاب کے نتائج سامنے آکر عبدالغنی میر کامیاب قرار دیئے گئے، راقم کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ نتائج کے چند ہی روز بعد پیر محمد یوسف مخدومی صاحب نے شادیانہ کے طور پر اپنے گاؤں عشپورہ میں ایم۔ ایل۔ اے عبدالغنی میر کی کامیابی کے موقعہ پر ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا۔ جلسے کے اختتام پر راقم کو نظام الدین صاحب نے اپنے گھر لے لیا اور اس طرح ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ راقم کو نظام صاحب کی مہمان نوازی، ان کے اخلاق،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آداب، شرافت، سبک کلامی اور شرمیلا پن بہت پسند آیا اور ہم ایک دوسرے کے دوست ہوگئے اور تب سے گاہ بگاہ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں اور خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔اسی دوران ۱۹۷۴ء میں موئے مقدس کی اچانک گمشدگی کی وجہ سے سردیوں کے موسم میں وادی بھر میں پہلی بار اتھل پتھل کا سا سماں دیکھنے کو ملا۔ نوجوان، بوڑھے، بچے، خواتین شب وروز کڑاکے کی سردی اور برف بھاری کے پیش نظر گاؤں دیہات سے جلسے جلوس کی صورت میں تحصیل صدر مقام ہندوارہ جاکر موئے مقدس کی بازیابی کے حق میں صدائے احتجاج بلند کررہے تھے جس میں راقم الحروف اور نظام صاحب دونوں مل کر خوب نعرہ بازی کرتے تھے۔شہر وگام ہر جگہ پر احتجاج جاری تھے کہ وزیراعظم الوقت بخشی غلام محمد کو حکومت ہند کے ایماء پر کامراج پلان کے تحت سبکدوش کرکے ان کی جگہ انہی کی کابینہ کے وزیر دیہات سدھار خواجہ شمس الدین کو عبوری طور جموں وکشمیر کا وزیراعظم مقرر کیا گیا اور محض ۹۰ دن کے قلیل عرصے کے بعد ہند کے آقاؤں نے پینترا بدل کر ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس کے قائد اور صدر خواجہ غلام محمد صادق کو وزیراعظم مقرر کیا اور چند ہی روز بعد صادق صاحب نے اپنی پارٹی کو توڑ کر انڈین نیشنل کانفرنس میں شمولیت اختیار کرکے آئین میں ترمیم کروا کر وزیراعظم کو وزیراعلیٰ میں بدل کر صدر ریاست کے بجائے موجودہ صدرِ ریاست ڈاکٹر کرن سنگھ کو گورنر جموں وکشمیر کے عہدے سے متعارف کروایا۔ہمارے متعلقہ ایم۔ایل۔اے بھی چونکہ ایک آزاد امیدوار تھے نے بھی کانگریس میں شمولیت کرکے وزیر ٹرانسپورٹ کا عہدہ سنبھالا، قدرتی بات ہے کہ ان کے کارکن بھی کانگریس میں شامل ہوگئے چہ جائیکہ شہر ودیہات میں کانگریسیوں کے ساتھ ترکِ موالات کی مہم نے بھی جنم لیا۔میر صاحب نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہمارے علاقہ اشپورہ کیلئے پیر محمد یوسف مخدومی صاحب کو ڈیلی گیٹ مقرر کیا جسے اُس زمانے میں ایکٹیو ممبر کے نام سے جانا جاتا تھا۔ مخدومی صاحب چونکہ پنچایت حلقہ عشہ پورہ کے سیکرٹری تھے جبکہ نیشنل کانفرنس سے وابستہ دو اراکین خواجہ حبیب لون چیئرمین اور عبدالجبار میر سرپنچ کے عہدوں پر فائز تھے۔ گاؤں میں چونکہ ایک دینی گھرانے سے تعلق رکھنے کے موجب پیر محمد یوسف مخدومی صاحب کا ایک اعلیٰ اور منفرد مقام تھا۔ رفتہ رفتہ رسہ کشی بڑھنے لگی اور دل ہی دل میں مخدومی صاحب موقعہ کی نزاکت کے پیش نظر گاؤں سے قدرے بددل ہونے لگے۔ اسی دوران حکومت میں اپنی خاص پہچان کی بدولت وہ اپنے فرزند نظام الدین مخدومی کو بحیثیت اُستاد بھرتی کرنے میں کامیاب ہوئے۔ نظام الدین صاحب کو ٹھیک ۱۱ر نومبر ۱۹۶۴ء کو بحیثیت گورنمنٹ ٹیچر تعینات کیا گیا جبکہ ان کی پہلی پوسٹنگ پرائمری سکول لنگیٹ میں قرار پائی گئی جسے چند ہی مہینے کے بعد پوسٹ کے ساتھ سنزی پورہ ماور منتقل کیا گیا۔

میں ان دنوں ہائی سکول ڈنگی وچہ میں ہی زیرِ تعلیم تھا کہ نظام صاحب کے ساتھ چھٹی یا کسی اتوار کو ضرور ملاقات ہوتی اور اس دوران ہم ایک دوسرے کو اپنی شاعرانہ تک بندی بھی سنواتے تھے۔ تحصیل ہندوارہ کے ایک معروف اُستاد اور شاعر جناب علی محمد شہبازؔ چونکہ ان دنوں ہمارے علاقے کے واحد شاعر تھے، کے پاس جا کر ہم دونوں ان کو اپنا ٹوٹا پھوٹا کلام سنواتے تھے اور ان سے شاباشی اور داد تحسین حاصل کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہم دونوں شاعری کی طرف مائل ہوئے اور گاہ بگاہ مقامی مشاعروں میں بھی بھرپور حصہ لینے لگے اور نظام الدین مخدومی صاحب اب نظام الدین سحرؔ کے نام سے جانے لگے۔

سحرؔ صاحب نے ایک ٹیچر کے منصب کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

وفا کرنے کے باوجود بھی پرائیویٹ امیدوار کے طور اپنی تعلیم کا سفر جاری رکھتے ہوئے ۱۹۶۸ء میں جامعہ اُردو علی گڑھ سے ادیب کامل کا امتحان اچھے نمبرات لیکر پاس کیا۔ سحر صاحب چونکہ ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور میری یادداشت کے مطابق لڑکپن ہی سے پابند صوم وصلوٰت اور سچائی کے علمبردار تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۰ء میں ماہر دینیات اردو کا امتحان دارالعلوم دیوبند (اترپردیش) سے پاس کیا۔ ۱۹۷۱ء میں ان کی شادی سوپور کے ایک معزز دیندار اور انجمن تبلیغ الاسلام کے ضلعی صدر پیر محمد مبارک شاہ صاحب کی دختر نیک اختر محترمہ شریف النساء سے ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں اُن کے والد بزرگوار پیر محمد یوسف مخدومی وفات پاگئے اور خانہ داری امورات کا بوجھ سحر صاحب اور ان کے برادر اکبر ماسٹر عبدالرشید مخدومی صاحب کے کندھوں پر پڑا۔ ۱۹۷۴ء میں آپ نے بی۔ اے۔ فائنل کا امتحان بحیثیت پرائیویٹ امیدوار پاس کیا، ۱۹۷۶ء میں بی۔ ایڈ اور ۱۹۷۷ء میں فارسی مضمون کے ساتھ ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس بیچ ۱۹۸۴ء میں ان کے جوان سال بھائی ماسٹر عبدالرشید مخدومی صاحب عین شباب میں ایک لاعلاج عارضہ میں مبتلا ہوئے اور اُن کو داغِ مفارقت دے کر اس دنیا سے رحلت کر گئے جو اپنے پیچھے معصوم کمسن بچیاں اور ایک فرزند نذیر احمد مخدومی (انسپکٹر پولیس) چھوڑ گئے۔ جنہوں نے جواں سال والد کی وفات کے بعد ہی اشپورہ سے ہجرت کر کے اپنے ننہال واقع تجر شریف میں سکونت اختیار کی اور آج کل سرینگر میں رہائش پذیر ہیں۔

۱۹۸۸ء میں آپ ترقی پاکر ماسٹر گریڈ میں آگئے اور ستمبر ۲۰۰۴ء میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول سیر سوپور سبکدوش ہوئے۔ ۲۰۰۷ء میں آپ کی شریکِ حیات کا انتقال ہوا۔ جس سے آپ کو شدید صدمہ پہنچا۔ ۲۰۰۸ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں آپ نے مخطوطات سے متعلق قومی مشن میں بحیثیت عربی/ فارسی سکالر کم سرویئر کام کیا جس سلسلے میں آپ نے ریاست بھر کے شہر و دیہات کا دورہ کر کے بڑی ایمانداری اور جانفشانی کے ساتھ اپنا فرض نبھایا۔ ۱۹۹۹ء میں آپ نے حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا جبکہ ۲۰۰۸ء میں اپنی مرحومہ اہلیہ کی خاطر حج البدل کا فریضہ ادا کر کے حق ادائی کا پورا پورا ثبوت دیا۔

آپ جماعت اسلامی جموں و کشمیر کے ایک ولولہ انگیز رکن بھی رہ چکے ہیں اور قائد تحریک سید علی گیلانی سے آپ کے نزدیکی روابط وابستہ تھے۔ موجودہ بگڑتے ہوئے حالات کے پیش نظر آپ نے اپنی ساری منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اپنے چچاز اد بھائی شریف الدین مخدومی کے ہاتھوں بیچ کر اپنے والدِ نسبتی مولوی محمد مبارک شاہ صاحب مبارک کالونی نسیم باغ سوپور کے مکان کے ساتھ ہی اپنا مکان تعمیر کروایا اس طرح سے آپ نے ۱۹۹۱ء میں اشپورہ سے ہجرت کر کے باضابطہ طور پر سوپور میں ہی سکونت اختیار کی۔ آپ کی صحت چونکہ پچھلے چند سال سے متواتر ناساز رہتی تھی اور آپ کو شدید سردی راس نہیں آتی تھی اس کے پیش نظر آپ نے جموں میں بھی اپنا ایک رہائشی مکان تعمیر کیا ہے۔

اَسّی کی دہائی میں علی محمد شہبازؔ صاحب نے ''گلستان علم وادب'' ہندوارہ کے نام سے ایک ادبی تنظیم قائم کی تھی علاقہ کے چند شعراء جن میں محمد صدیق مخلصؔ، غلام رسول سائلؔ ماوری، پروفیسر ثناء اللہ ثنائیؔ، غلام حسن باغیؔ، ع۔غ چوگلی، حنیفؔ پرویز، راقم الحروف (سید رشید جوہرؔ)، بشیر منگوالپوری، علی محمد شہبازؔ، محمد احسن قریشی کے علاوہ سابقہ جسٹس بشیر کرمانی اور ایڈوکیٹ عبدالمجید بانڈے جیسے قلم کار شامل تھے۔ نظام الدین سحرؔ صاحب بھی اس تنظیم

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سے وابستہ تھے اور ہمہ وقت اس تنظیم کے مشاعروں اور ادبی نشستوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ چند سال تک تو یہ تنظیم بہت اچھی طرح چلی اور ریاست بھر کے ادبی حلقوں سے متعارف ہوئی لیکن جناب شہبازؔ صاحب کی شہادت کے ساتھ ہی اس تنظیم کا بھی جنازہ نکلا اور اس تنظیم سے وابستہ شعراء حضرات نے اس عمارت سے اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ الگ کر کے اپنی اپنی الگ ادبی تنظیموں کا وجود عمل میں لایا۔ سحرؔ صاحب متواتر طور ادبی مرکز کمراز کی سالانہ کانفرنسوں میں تشریف لاکر وہاں منعقدہ مشاعروں میں حصہ لیتے تھے۔ سحرؔ صاحب کی شاعری کا آغاز چونکہ ۱۹۶۶ء سے ہوا ہے جب وہ سنزی پورہ سے تبدیل ہوکر گورنمنٹ ہائی سکول قلم آباد میں تعینات کئے گئے تھے۔ سحرؔ صاحب ایک شعلہ بیان مقرر اور خطیب بھی تھے وقتاً فوقتاً امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ یہاں پہ محمد الدین فوقؔ لاہوری کی کتاب ''نغمہ گلزار'' سے ماخوذ ایک شعر کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں ؎

رفعت وکوہسار کی پرواہ نہ کر
راہ ناہموار کی پرواہ نہ کر
بات جو کہنی ہو کہہ دے بے دریغ
یار کی اغیار کی پرواہ نہ کر

جناب سحرؔ صاحب کی منفرد دو ادائیں، اول سچائی اور دوم مُنہ پر بات کہنی، مجھے بے حد پسند تھیں، نہایت ہی صاف دل مردِ مومن تھے۔ کوئی دوست ہوتا یا دشمن، مُنہ پر بات کہنے سے کتراتے نہیں تھے بھلے ہی مخاطب کو کیوں نہ بری ہی لگے۔

سحرؔ صاحب ایک کامیاب، پرتخیل اور شاعرِ باوزن تھے۔ چہ جائیکہ ان کے اُستاد اور رفیق کار شہید شہبازؔ صاحب نے اردو شاعری سے منع کر کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اپنی مادری زبان کی طرف راغب کیا تھا، اس سے قطع نظر بھی سحرؔ صاحب نے اُردو شاعری کا ایک انمول خزانہ ۲۰۱۳ء میں ''صدائے سحر'' کے نام سے شائع کرا کے اُردو شاعری میں ایک خاص مقام پایا۔ جبکہ ان کا کشمیری شعری مجموعہ ''ندائے سحر'' ۲۰۰۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور ان کی مزید تین تصنیفات ''مضامین سحرؔ'' (کشمیری) ''نوائے سحرؔ'' شعری مجموعہ (کشمیری) اور ''سفر نامہ حج'' تا حال غیر مطبوعہ ہیں۔

سحرؔ صاحب کی سحر انگیز اور ولولہ انگیز اردو شاعری پڑھنے سے گماں ہوتا ہے کہ شاعر کشمیری نہیں بلکہ اتر پردیش یا دلی سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی شاعری میں اردو الفاظ کی پیکر تراشی اور موزوں جگہوں پر استعمال سے حفیظ جالندھری کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

ان کی حمدیہ شاعری کا ایک الگ ہی اسلوب ہے۔ نمونہ کلام: ؎

جسے میں ڈھونڈتا ہوں وہ نہیں ہے
جو ہے 'وہ' میرے ہی دل میں کہیں ہے

.....

وہ سورج آسمان وہ چاند تارے
اُسی کی جستجو میں یہ زمین ہے
گل لالہ میں وہ سنبل میں وہ ہے
جمال اُسکا دکھاتی نسترین ہے

.....

شبِ ظلمت نے گھیری ہے یہ دنیا
میرے مولیٰ اسے نورِ سحر دے

مرحوم نظام الدین سحرؔ صاحب بیک وقت ایک مبلغ، منفرد واعظ،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

شُعلہ بیاں مقرر اور ہمہ جہت شاعر تھے۔ اردو، فارسی اور اپنی مادر زبان کشمیری پر اُن کی اچھی خاصی گرفت تھی۔ نعت لکھنے کا اُن کا ایک الگ ہی اسلوب اور طریقہ تھا۔ یوں تو نعت لکھنا ہر ایک شاعر کے بس کی بات نہیں تاہم اگر دورِ حاضرہ کے نعت گو شاعروں کے ساتھ سحرؔ صاحب کا موازنہ کیا جائے تو آپ اس صنف کے لحاظ سے ان کا شمار علی محمد شہبازؔ اور مشتاقؔ کشمیری کی صفوں میں شانہ بشانہ پائیں گے۔ آپ کا نعتیہ کلام شرک اور بدعتوں سے صاف حقیقی معنوں میں ایک شہکار ہے۔ نمونہ کلام ؎

ہوں شفاعت کے مستحق جو لوگ
ان میں میرا شمول ہوجائے
سرمۂ چشم بیٹیوں کے لئے
خاکِ پائے بتولؓ ہوجائے
والہانہ درُود پڑھتا ہوں
کاش عرضی قبول ہوجائے
خستہ ہوکے سحرؔ تمنّا ہے
اُن کی گلیوں کی دھول ہوجائے

جس طرح جناب سحرؔ کی گرفت حمد اور نعت جیسی اصناف پر ہے ٹھیک اسی انداز سے وہ مرثیہ نگاری میں بھی ایک مقام لاثانی رکھتے تھے۔ راقم الحروف نے چونکہ ان کے ساتھ بہت سارے نعتیہ، حمدیہ اور حسینی مشاعروں میں حصہ لیا ہے، غور سے دیکھا جائے تو سحرؔ صاحب کا کلام ہمیشہ سرفہرست رہ کر داد تحسین حاصل کرلیتا تھا۔ ان کے الفاظ کا موزون اور برمحل استعمال اور ان کی طرز ادا اپنی مثال آپ بھی موجودہ دور کے ادیبوں اور شاعروں کے لئے واقعی ایک مشعل

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

راہ ہے۔

آپ جب کسی حسینی مشاعرے میں اپنا کلام پیش کرتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر اُمڑ پڑتا۔

ان کا لکھا یہ مرثیہ ہو بہو راقم الحروف کے ایک حسینی کلام کا ترجمان ہے۔ جیسے:

سُنی بھی حسینی ہے ، شرط حُبّ اہل بیت
یہ بھول ہے قطعی کہ بس شعیت حسین ہے
اک جُٹ جو ہوجائیں تو بس کا فور ہے باطل
ایمان مکمل ہو طریقت حسینؓ ہے
یہ راہِ مستقیم ہے، ہرگز نہ چھوڑ دو
مذہب میرا ، ایمان وعقیدت حسینؓ ہے
(جوہر)

نمونۂ کلام سحرؔ۔

نغمۂ توحید کا مقبول نعرہ ہے حسینؓ
سرورِ کونینؐ کی آنکھوں کا تارا ہے حسینؓ
مہرتاباں ہے محمدؐ ماہِ کامل ہے علیؓ
بالیقین عرشِ معلیٰ کا ستارہ ہے حسینؓ
ناؤ ملت کی ہے گردابِ بلا میں مبتلا
صبر واستقلال کا محکم کنارہ ہے حسینؓ
کھوگئے باطل خداؤں کے صنم اپنا وجود
نعرۂ اللہ ہُو ایسا پکارا ہے حسینؓ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

صبح اسماعیلؑ سے آغاز جس کا ہوگیا
مجلۂ ایثار کا تازہ شمارہ ہے حسینؓ
(سحرؔ)

آپ بحر بند اور آزاد نظم لکھنے میں بھی ماہر تھے۔ ۲۰۰۷ء میں جب آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تو سچ پوچھئے آپ اپنی زندگی سے بے دل ہوگئے اوران کے اوصاف حمیدہ کے پیش نظر ہمہ وقت مغموم رہتے تھے۔ چنانچہ ان کی جدائی کو لئے ایک طویل نظم میں آپ یوں رقمطراز ہیں نمونہ کلام ؎

راحتِ جسم وجاں وہ تھی نہ رہی رشکِ حورِ جناں وہ تھی نہ رہی
اُس کی ہر بات اترتی تھی دل میں کتنی شیریں بیاں وہ تھی نہ رہی
مجھ سے پہلے وہ کیوں ہوئی رخصت عمر سے توجواں وہ تھی نہ رہی
وہ تو شرم وحیاء کی پیکر تھی حق کی ایک داستاں وہ تھی نہ رہی
اب تو بیدل ہوں بے زباں ہوں سحرؔ میرے دل کی زباں وہ تھی نہ رہی

آپ کی نظمیں پڑھنے سے ایک قاری کو آپ کی پختہ گی اور قادرالکلامی کا پورا پورا احساس ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے ''شاعر اور نالہ ماور'' کے عنوان سے ایک طویل نظم لکھی ہے۔ (نالہ ماور ایک بہت بڑا نالہ ہے، جس کے شفاف پانی کی روانی انسان کا دل موہ لیتی ہے۔ یہ نالہ پہاڑی سلسلہ کاج ناگ سے نکلتے ہوئے علاقہ ماور، لنگیٹ پہرو چکلہ وغیرہ علاقہ جات کو سیراب کر کے دوکل بل کے مقام پر وادی لولاب اور رامحال سے روان پہرو نالہ سے جاملتا ہے۔) آپ کی یہ نظم پڑھ کر چکبستؔ کا یہ شعر یاد آتا ہے ؎

ذرہ ذرہ ہے میرے کشمیر کا مہمان نواز
راہ میں پتھر کے ٹکڑوں نے دیا پانی مجھے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''شاعر اور نالہ ماور'' سے چند اشعار بطور نمونہ ؎

ایک شام کی ہے بات کہ ماور کے کنارے
لمحے کئی شاعر نے فراغت کے گذارے
پوچھے یہ تڑپتا تیرا اے نالۂ ماور
بولے کہ بس اک شوخ کی الفت کے ہیں مارے
تیری یہ اُچھل کود لپکنا یہ جھپکنا
ہیں عاشق ومعشوق کے مابین اشارے

جیسا کہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جناب نظام الدین سحرؔ نے وادی بھر میں رُونما پُر آشوب حالات سے تنگ کر ۱۹۹۱ء میں اپنی جائے پیدائش موضع اشپورہ سے ہجرت کی اور مبارک کالونی نسیم باغ سوپور میں اپنے والد نسبتی پیر محمد مبارک شاہ اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ الگ مکان بنا کر سکونت اختیار کر لی۔ تو اشپورہ سے ہجرت کرنے کے بعد جب ان کو اپنے گاؤں اشپورہ کی یاد ستانے لگی تو انہوں نے عشہ پورہ عنوان کے تحت ایک طویل نظم جو کم وبیش ۴۶ اشعار کا احاطہ کرتی ہے، لکھ ڈالی۔ نمونۂ کلام ؎

کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے جی پہ اپنے کو الوداع لکھوں
یہ زمین باعثِ وجود تو ہے اس فضا نے حیات بخشی ہے
سرد شیریں صاف پانی سے اس ندی نے بدن نکھارا ہے
دامنِ کوہ میں ہواؤں سے لوریاں سُن کے نیند آئی ہے
پھوٹتی تھیں یہ جب کے سینے سے وادیاں ہیں حسین یادوں کی
کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے جی پہ اپنے کو الوداع لکھوں

اسی طرح سے انہوں نے ایک نظم اپنے ایک شفیق استاد محمد احسن قریشی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کاسبکدوشی کے موقعہ پر یوں لکھی ہے ۔

کتب خانوں میں ممکن ہے نہ ہوگی کتاب اک نادر ونایاب ایسی
ضخامت جس کی نظروں پر گراں ہو عبارت ہو تو جہلم کی روانی
کہ جسکے لفظ معنوں کے سمندر کہ ہر اک حرف جس کا حرفِ شیرین

آپ نے اسی طرح بہت سی نظمیں لکھی ہیں جن کا احاطہ کرنا اس چھوٹے سے مضمون میں ممکن نہیں ، بہرحال آپ کی تصنیف ''صدائے سحر'' (اردو) آپ کی نعتوں ، نظموں اور غزلیات کا بھرپور خزانہ ہے جس کو پڑھنے سے ایک قاری کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اورآپ کی شاعری کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔ سحرؔ صاحب غزل بھی خوب لکھتے تھے لیکن اُن کا اندازِ بیاں یہاں کی روایتی غزل سے بالکل مختلف تھا۔ وہ لالہ گل ، سروقد ، چشم بادام ، چاند جیسی صورت وغیرہ تشبیہات سے کوسوں دور عشقیہ غزلیں لکھنے کے قائل نہیں تھے۔ ان کی لکھی غزلیں چاہے اُردو زبان میں ہوں یا کشمیری میں ، یہاں کی شاعری سے ہٹ کے برصغیر ہندوپاک کے بلند خیال اور منجھے ہوئے شاعروں کے اصولوں کی عکاسی ہیں۔ مثال کے طور پر اُن کی غزلوں کے مختلف اشعار ۔

جدھر جاؤں اُدھر پیشِ نظر ہے
میرا محبوب ہر جا معتبر ہے
شناسائی ہے اِن میں مدتوں سے
مِرا سر اور تیرا سنگِ در ہے
نہ اُس یوسفؑ کو یونہی قید کرلو
کسی یعقوبؑ کا نورِ نظر ہے

(صدائے سحر صفحہ ۸۶)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

غزل سُنیئے اگر ذوقِ غزل ہے
غزل کیا ہے غزل سوزِ ازل ہے
نہ تم ڈھونڈو میرے لفظوں میں معنی
کہ شکلِ لا میں اِلا اللہ کا پھل ہے
(صفحہ ۸۸)

آخر پر راقم الحروف کو یہ بات کہنے میں ذرا بھر جھجک نہیں کہ جناب نظام الدین سحرؔ ہمارے اوپر گراں اور روان شبِ ظلمت سے شعراء اور ادباء کے لئے سحرؔ بن کر ایک نوید صبح لیکر آئے تھے۔ ہمارے اس دور افتادہ مگر علمی اور ادبی لحاظ سے ذرخیز علاقہ قاضی آباد میں شاید ہی سحرؔ کا کوئی نعم البدل پیدا ہوگا۔ جو بھی کہتے منہ پر کہتے بھلے ہی کوئی ناراضی ہی کیوں نہ ہوتا، بہت ہی راست گو، صدق وصداقت کے علمبردار سچے دین دار، اچھے شاعر اور مُجسمہ شرافت تھے۔ افسوس کہ یہ کہکشاں علم وادب کا بلند ترین ستارہ غروب ہوا اور ہمیں چھوڑ کے چلا گیا۔ ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء بدھ وار کا دن تھا کہ میرے ایک نزدیکی عزیز اور سحرؔ صاحب کے قریبی دوست فاروق احمد صوفی اسسٹنٹ ڈائریکٹر پلاننگ ساکن بابا رضا کالونی سوپور نے فون پر روتے روتے یہ خبر دی کہ سحرؔ صاحب نہ رہے، اسی وقت سرینگر سے سوپور کی طرف چل پڑا بہت دیر سے پہنچا۔ رات کو فاروق صاحب کے ہاں ٹھہرا اور سویرے مبارک کالونی جا کران کے لواحقین کے ساتھ اظہار تعزیت کی۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم نظام الدین سحرؔ کو جنت الفردوس عطا کرے۔ آمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید سیف الدین

نظام الدین سحرؔ

نظام الدین سحرؔ ۱۹۴۶ء میں بمقام عشپورہ قاضی آبادی پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب کے لحاظ سے دونوں جانب یعنی والد صاحب اور والدہ صاحبہ کی طرف سے مخدومی النسل تھے۔ باپ کی جانب سے ان کا نسب نامہ اس طرح ہے نظام الدین ابن محمد یوسف ابن محمد اسد اللہ ابن پیر سلیمان ہرون اور یہ سلسلہ نسب حضرت شیخ حمزہ مخدومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر بابا علی رینہ تک پہنچتا ہے۔ ان کے دادا محمد اسد اللہ ہرون سوپور سے متحرک ہوکر عشپورہ میں دین کی خدمت کے سلسلے میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ ان کے ماما غلام حسن مخدومی متوفی ۱۹۹۲ء کو ''سرسید ماور'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سحرؔ صاحب کا گھر علم وادب کا چراغ تھا۔ ان کے والد صاحب نے فارسی، عربی، اُردو میں خاص مہارت حاصل کی تھی۔ وہ ''گلستان''، ''بوستان''، ''خمسہ جامی'' اور ''خمسہ نظامی'' کے مطالعہ میں منہمک رہا کرتے تھے۔ تفسیرِ حسینی کو بہت پسند کرتے تھے اور فرصت کے اوقات کے دوران اسی کے مطالعہ میں سرگرم رہا کرتے تھے۔ غالباً وہ اپنے علاقے کے پہلے سرکاری استاد تھے۔ اگر پیر محمد یوسف کو سحرؔ صاحب کا اولین اُستاد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ پیر محمد یوسف گو کہ عربی فارسی میں اپنے گاؤں اور علاقے کے یگانہ و یکتا عالم تھے، لیکن زمانے کے نبض بھانپتے ہوئے انہوں نے اپنی اولاد کو وقت کی تعلیم یعنی انگریزی اور حساب وغیرہ سے آراستہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم کی جانب بھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

انہیں متوجہ کرتے رہے۔

نظام الدین سحرؔ کی والدہ محترمہ کا نام سارہ بیگم تھا وہ اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ، ولی اللہ مخدومی اودھی پورہ کی دختر نیک اختر تھی۔ ان کا بھائی یعنی سحرؔ صاحب کے ماموں جان غلام حسن مخدومی قلم آباد یہاں کے مشہور ومعروف شخصیت گذری ہے جنہوں نے آزادی ہند سے قبل قلم آباد میں ایک مڈل سکول کھولا۔ یہاں کے لوگ تعلیم کے نور سے منور ہوگئے۔ غلام حسن مخدومی نے جنگ آزادی میں ۱۹۴۷ء سے قبل پورا رول ادا کیا قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کیا اور ۱۹۴۷ء کے بعد یکسوی سے علاقے کے لوگوں کو ظلمت کی تاریکیوں سے نکالنے میں مگن ہوگئے۔

سحرؔ صاحب کو ایامِ طفولیت سے ہی شعر وشاعری اور مذہب کے ساتھ گہری لگن تھی اسکولی تعلیم کے دوران اپنے رفقاء کو اپنے اشعار سناتے اور ان سے داد وتحسین وصول کرتے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ہی اسلام کے مطالعہ میں لگ گئے اور سید علی شاہ گیلانی کی ایک ہی ملاقات نے انہیں جماعت اسلامی کے بہت قریب کردیا اور جماعت اسلامی کی رکنیت پر فائز ہوئے۔

سحرؔ صاحب نے تعلیم سرکاری سکولوں میں حاصل کی اور عربی ان کا امتیازی مضمون میٹرک تک رہا اور پھر عربی کی جگہ فارسی نے لے لی اور فارسی میں ایم۔ اے کی ڈگری پاس کی۔ سحرؔ صاحب کے تعلقات شہبازؔ ماوری کے ساتھ بڑے گہرے تھے۔ فارسی میں شیخ سعدی کی کچھ غزلوں کا ترجمہ وتشریح اُن سے سیکھی۔ مشاعروں کے مواقع پر یہ دونوں ماہران سخن ایک دوسرے سے دادِ تحسین حاصل کرتے اور ایک دوسرے کو سایہ افتخار سمجھتے۔ اللہ مغفرت فرمائے دونوں کی۔ ہمارے علاقے کے ماحصل ہیں فرق صرف یہ ہے کہ سحرؔ صاحب جماعت

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اسلامی کے ساتھ جذباتی طور پر منسلک ہوئے تھے۔ان کے قول وعمل، بیان وکلام اور فہم وشعور میں جماعت اسلامی بس چکی تھی جبکہ شہبازؔ صاحب کسی خاص مکتب فکر یا کسی خاص سیاسی مسلک کے ساتھ جڑے ہوئے نہ تھے۔

سحرؔ صاحب اپنی سروس کے دوران بچوں کو دسویں جماعت تک اُردو پڑھاتے تھے۔لیکن اردو میں ان کی استعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اگر انہیں کالجوں یا یونیورسٹی میں بھی اردو پڑھانا پڑتی ان کے لئے دشوار نہ ہوتا بلکہ طلباء کے لئے پرلطف اور جان فزا ہوتا۔اس کا احساس ان کے ان ساتھیوں کو ہے جنہوں نے سحرؔ صاحب کے ساتھ ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔

سحرؔ صاحب بڑے سحر خیز اور پابند تہجد تھے۔وہ صبح کی عبادت میں ایسا روتے کہ سننے والا بھی اثر قبول کئے بغیر نہ رہتا۔معبودِ حقیقی کے پاس کی حاضری اسے بے قرار رکھتی اور اس کے کردار کی تعمیر کرتی۔وہ بڑے خوش مزاج اور خوش پوشاک تھے۔کھانے پینے کے بارے میں بھی بڑے نازک تھے اور ان کی سوچ بھی بڑی نازک تھی۔جذبات بڑے نازک تھے اور احساسات کی نزاکت کا کیا کہنا کہ وہ تو شاعری کی جان ہی ہوتی ہے۔

سحرؔ صاحب کا کچھ کلام پبلش ہوا اور کچھ حصہ اس لحاظ سے تشنہ ہی ہے لیکن افسوس کہ شاعرِ رنگین بیان، داعی یقین وایمان اور پیکر علم واحسان ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو ہمیں داغِ مفارقت دے کر پیغام اجل کو لبیک کہہ کر ہم سے کہیں دور اور بہت ہی دور چلا گیا۔جہاں ہم کو بھی کبھی چلے جانا ہے۔

چونکہ سحرؔ صاحب کا خاص تعلق فارسی زبان وادب سے رہا ہے۔غزلیات، مثنویات، رباعیات، قطعات، ترجیع بند وغیرہ فارسی اور اُردو زبانوں میں دنیا کے بہترین ادب کو پیش کرتی ہیں اس لئے ان کا یہ اثر سحرؔ صاحب کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کلام پر اچھا اور گہرا پڑا۔ ان کے اشعار میں متقدمین شعراء کا رنگ صاف صاف جھلکتا ہے۔ آزاد نظموں کی جانب انہوں نے بہت ہی کم طبع آزمائی کی لیکن جتنا کچھ لکھا ہے۔ الفاظ کا بہت ہی کم سہارا لیکر صرف سُر اور آوازوں کے ذریعے اندرونی وجدان کو پیش کرنا کارِدارد والا معاملہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی ایک تخلیق بعنوان ''سانگ'' انہوں نے ہمیں ہائی سکول قلم آباد میں ۱۹۸۱ء کے دوران سنائی بڑی دلچسپ تھی اور نادر تخلیق تھی لیکن پبلش نہیں کی۔ میں نے کئی دفعہ اصرار کیا لیکن کہا کس طرح لکھوں، کیسے لکھوں، جبکہ صرف اوزان وسُر پر مشتمل یہ نظم الفاظ سے عاری ہے۔ اللہ مغفرت کرے بڑا مردِ عجب تھا۔ موجودہ دور کے شعراء کے برعکس ان کے چھاپ شدہ کلام میں متقدمین اُستادان سخن کی طرز پر متنوع اصناف نظر آتے ہیں۔ مثلاً ''عشہ پورہ'' صفحہ نمبر ۷۵ پر ایک نظم لکھی ہے جو کہ ترجیع بند کی ایک خوبصورت مثال ہے۔

''صدائے سحر'' انہوں نے حمد باری تعالیٰ سے شروع کی ہے۔ اور یہ نظم متقدمین کی طرز پر اللہ کی تعریفوں پر مشتمل ہے۔ لیکن ایک شعر بہت ہی انوکھا ہے اور نادر ہے اور سحرؔ صاحب کی جدت پسندی کا واضح ثبوت ہے۔

؎ وہ سورج، آسمان، وہ چاند تارے
اُسی کی جستجو میں یہ زمیں ہے

یہ شعر اجرام سماوی کو پابند تکوین ہونے کے ساتھ ساتھ عاشقی کے مقام پر پہنچاتا ہے اور اللہ کی اس تخلیق کو زیادہ عزت نصیب ہوتی ہے جس کا حقدار صرف بشرِ خاکی ہے۔ سحرؔ صاحب چھوٹی بڑی بحروں میں اشعار لکھنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ صفحہ نمبر ۴۳ پر بڑی بحر میں ان کی نظم میں ''میرے خدا مجھ پہ رحم'' مطالعہ ہو سحرؔ صاحب کی جس نظم کو آپ پڑھیں گے، ایمان ویقین،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اللہ اس کے رسولؐ سے محبت اور آخرت پسند نظر آئے گی۔ ''سرسید ماور'' کے مرثیہ کے طور ایک آزاد نظم لکھی ہے۔ جو کہ شاہکار ہے اور ''سرسید ماور'' کو امر بنانے میں کامیاب ہے۔

سحر صاحب لکھنے کے علاوہ اچھے مقرر تھے۔ تقاریر میں ان کا موضوع ہمیشہ اسلام اور اسلام سے جڑے ہوئے مسائل ہی رہتے تھے۔ میں نے ان کو کبھی بھی کسی سیاسی تقریب یا جلسے میں نہیں دیکھا ہے بقول عطار ؎

بعمر خویش مدح کس نہ گفتم
دُری از بہرِ دنیا من نہ سفتم

(ترجمہ) اپنی تمام عمر میں نے کسی (حکمران) کی مدح نہ کی اور دنیا کے لئے سرمایہ نہ بنایا۔

سحر صاحب انتہائی ظریف شخصیت کے مالک تھے کبھی کبھی ان کی ظرافت کا وار کسی کو زخمی بھی کرتا لیکن وہ اسے ادب کا ایک حصہ سمجھتے تھے۔ وہ اپنے کلام کے ذریعے گلہ وشکوہ نہ کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ کیونکہ شعر رنجی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد وہ آرکیولاجی کے قومی مشن میں بحیثیت سکالر متعین ہوگئے۔ پورے جموں اور کشمیر میں مخطوطات کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ وہ کتاب دیکھتے، اسکا مطالعہ کرتے اور اس کی حفاظت کے لئے اہم مشوروں سے نوازتے۔ پرانے نسخوں کے اس مطالعہ نے ان کے علم ویقین میں مزید اضافہ کیا ان کی موت پر کیا لکھوں بس یہ کہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ڈوب گیا۔ اِنّا للہِ واِنّا الیہ راجعون۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

حنیفہ بشیر

جی پہ اپنے کہ الوداع لکھوں

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اِس گھر کی نگہبانی کرے

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ شمالی کشمیر کے ایک بلند پایہ شاعر اور اعلیٰ صفات کے حامل انسان ہم سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئے۔ قالو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پچھلے سال مورخہ 26/اپریل 2017ء وہ مختصر علالت کے بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ میں کوئی بڑی ادیبہ یا شاعرہ نہیں ہوں جو اپنے اس اُستادِ محترم اور قریبی رشتہ دار کے متعلق لکھنے کی جسارت کروں جن کو میں بچپن سے جانتی تھی اور جن کی زندگی کے کئی پہلوؤں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ سحرؔ صاحب کا تعلق ایک علمی اور مذہبی خاندان سے تھا اور ان کا شجرۂ نسب سلطان العارفین حضرت شیخ حمزۂ مخدومؒ سے جاملتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ نظام الدین مخدومی کو علم وادب، دینی فراست، خطابت، وعظ وتبلیغ ورثے میں ملی تھی تو بے جا نہ ہوگا۔ اُن کا دینی مطالعہ اور اردو، کشمیری، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور اُن کو ایک منفرد اور اعلیٰ درجے کی ہستیوں میں شمار کراتا ہے۔ حالانکہ ان کا تعلق ایک دور افتادہ اور پسماندہ علاقے سے تھا۔ لاکھوں لوگوں کی اس دنیا میں ایسے لوگ سورج کی طرح کسی خطے میں طلوع ہوتے ہیں اور کچھ وقت کے لئے اپنی روشنی بکھیر دیتے ہیں۔ یہ لوگ سستے اور عام نہیں ہوتے بلکہ گوہرِ نایاب ہوتے ہیں اور کروڑوں دعاؤں کا ثمرہ ہوتے ہیں۔ ان کے کردار

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کی روشنی سے معاشرے حیات نو پاتے ہیں۔

؎ اِک سحر ہوں نور کا پیغام ہوں سب کے لئے
اس سے بڑھ کر اور تو میرا پتا کچھ بھی نہیں

موت برحق ہے اور اس کا پیالہ تو ہر ایک کو پینا ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں شکایت کرنے کا بھی حق نہیں ہے مگر بعض اوقات موت کے حُسنِ انتخاب کی داد دینی پڑتی ہے وہ گلشنِ حیات سے چن کر وہ پھول توڑتی ہے جس کے دم سے بزم حیات مہکتی ہے۔ جو سب سے آگے کی صف میں ہوتا ہے اور پورے قبیلے کی آبرو ہوتا ہے۔ جن کا ہونا غنیمت اور جن کا چلے جانا قیامت سے کم نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ شاعر اور ادیب کبھی نہیں مرتے بلکہ امر ہوجاتے ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اہل علم ہوں گے اور دیکھنے اور پرکھنے والی آنکھیں ہوں گی وہ زندہ رہتے ہیں۔ ان کا اپنا کلام اُن کو زندہ رکھتا ہے۔ اُن کے ادب پاروں میں اُن کی شخصیت جھلکتی ہے بقول شیکسپیئر

"So long as there are men and eyes can see.
So long lives this and this gives life to thee."

مرحوم نظام الدین سحرؔ کا تعلق ایک اعلیٰ خاندان سے تھا۔ ایک باریش اور بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ زبان میں شیرینی رکھتے تھے اور بڑے عالم اور اسلامی اسکالر تھے۔ بڑے ہونے کے ناطے ان کے لئے حیا اور تعظیم کا جذبہ تھا اور اُن کے ساتھ زیادہ باتیں کرنا بھی مناسب نہیں لگتا تھا اور میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ سحرؔ صاحب جیسی شخصیت پر مجھے اُن کی وفات پر لکھنا پڑے گا۔ وہ آج ہم میں نہیں مگر میں ابھی بھی جرأت نہیں کرتی کہ ان کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر بات کروں حالانکہ اوروں سے زیادہ میں اُن کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

متعلق جانتی ہوں اور لکھ بھی سکتی ہوں۔

مرحوم نظام الدین سحر صاحب ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۶ء کو ہندوارہ قصبہ کے جنوب میں واقع موضوع عشہ پورہ (کپواڑہ) نامی گاؤں میں تولد ہوئے۔ اسی گاؤں میں اُن کو ایسی عزت، شہرت اور نیک نامی حاصل ہوئی کہ آس پاس سارے علاقہ ماور میں مشہور ہو گئے۔ شہید علی محمد شہباز اور غلام حسن مخدومی کی تربیت میں پلنے بڑھنے والے اس شاگرد نے اپنی ایک پہچان بنا ڈالی۔ بعد میں انہوں نے عشہ پورہ سے ترکِ سکونت کی اور نسیم باغ سوپور میں ہجرت کی اور مرتے دم تک وہیں کے ہو کر رہ گئے مگر ان کی باتوں میں ان کی شاعری میں ''عشہ پورہ'' اُن کی یادوں میں اپنے علاقے قاضی آباد، ماور کا عکس ہمیشہ دکھائی دیا۔ وہ کبھی نالہ ماور کے میٹھے پانی کو اور علاقے کے سادہ لوح عوام کو نہیں بھلا پائے۔ چنانچہ اپنی کتاب ''صدائے سحر'' میں لکھتے ہیں ؎

کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے
جی پہ اپنے کو الوداع لکھوں
یہ زمین باعثِ وجود تو ہے
اس فضا نے حیات بخشی ہے
سرد شیریں صاف پانی سے
اِس ندی نے بدن نکھارا ہے

اپنی شریکِ حیات کی جواں مرگ موت سے اُن کے نازک دل کو کافی صدمہ ہوا۔ اپنی خوبصورت اور خوب سیرت اور وفا شعار بیوی کو مرتے دم تک یاد کرتے رہے۔ اُن کے واسطے حج بدل بھی کیا اور خوبصورت الفاظ کی مالا بھی اُن کی یاد میں پروئی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

راحت جسم وجان وہ تھی نہ رہی
اشک حور جناں وہ تھی نہ رہی
اُن کی ہر بات اُترتی تھی دل میں
کتنی شیرین بیان وہ تھی نہ رہی

.....

اپنے غم میں ہوں مبتلا تنہا
سہہ رہا ہوں یہ کربلا تنہا
جس کا مرہم نہیں زمانے میں
زخم ایسا مجھے لگا تنہا

میرے والدِ مرحوم (محمد احسن قریشی) کے ساتھ ان کا گہرا جذباتی وقلبی رشتہ تھا۔ وہ اُن کے اُستاد ہونے کے علاوہ اُن کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ اُن کی ریٹائرمنٹ کے موقعہ ایک پُروقار الوداعی تقریب ہوئی جس میں انہوں نے یہ نظم پڑھی ہے۔

کُتب خانوں میں ممکن ہے نہ ہوگی
کتاب اِک نادر ونایاب ایسی
ضخامت جس کی نظروں پر گراں ہو
عبارت ہو تو جہلم کی روانی
مصائب میں ہے جیسے اِک ہمالہ
اُخوت کا شفقت کا مفسّر
کتاب ایک نادر ونایاب ایسی
کتب خانوں میں ممکن ہے نہ ہوگی

(احسن قریشی)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آج یہ نظم پڑھ کر مجھے اپنے والدِ محترم یاد آ گئے جو بے شک ایک چلتا پھرتا کتب خانہ تھے آج اُن کے شاگرد اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور اُن کی انسان دوستی کی مثالیں دی جاتی ہیں ۔ اُن کا انتقال دو دسمبر 2011 جمعہ کے دن ہوا ؎

تیری بزم ناز میں تھیں جمع ساری خوبیاں
ایک احسنؔ کی جگہ خالی بھری محفل میں ہے

اُن کی دو کتابیں ''ندائے سحر'' اور ''صدائے سحر'' شاہ پارے ہیں۔ جو اعلیٰ ادب کے نمونے ہیں اور آنے والے شاعروں کی تحقیق کے لئے اس میں بہت کچھ ہے ۔ مرحوم سحرؔ علی محمد شہبازؔ کے قریبی ساتھی تھے ۔ انہوں نے بہت سا وقت اکٹھے گزارا اور دونوں علاقہ ماور کی شان بن گئے ۔ اپنی کشمیری کتاب ''ندائے سحر'' میں اُن کی یاد میں لکھتے ہیں۔ ؎

لول وُزناوتہٕ ورتاوِ گچھن توسہٕ پنجبن
پورمےٚ لیکھتھ چُھ لبن تام سُہ چھنہٕ زانہہ تہٕ مَرن

یہ اعلیٰ پائے کی کشمیری شاعری ہے، شاید ابھی بہت کچھ اور لکھتے لیکن موت نے مہلت نہ دی پھر بھی ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اپنی چھاپ چھوڑی ہے۔ میں حیران ہوں کہ جو مقام اور درجہ اُن کو کشمیر کی وادی میں بحیثیت ایک اعلیٰ پائے کے شاعر کے ہونا چاہئے تھا وہ اُن کی زندگی میں تو نہ ملا ۔ شاید وہ بھی گمنامی کی زندگی ہی جینا چاہتے تھے۔ ایسے سمجھدار لوگ وقت اور حالات کی نزاکت کو سمجھ کر اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتے ۔ مجھے نہیں معلوم اُن کی ادب نوازی اور ادبی صلاحیتیوں پر اُن کو کبھی کوئی انعام بھی ملا یا نہیں۔ ویسے نعت نبیؐ لکھنے والے کو اللہ تعالیٰ خود ہی انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ اُن کی حمد و نعت کسی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اونچے معیار والے اردو شاعر سے کسی طور کم نہیں۔ وہ الفاظ کے جادوگر تھے۔ کونسا لفظ کدھر استعمال کرنا ہے اور کسی جگہ موزون رہے گا یہ فن وہ بڑی خوبی سے عمل میں لاتے تھے۔ اُن کے پاس الفاظ کا ذخیرہ بہت وسیع تھا۔ ان کا ایمانِ کامل اور عقیدے کی پختگی اُن کے کلام میں نمایاں ہے۔ ؎

جلاتا بھی وہی اور مارتا بھی
ازل سے تابد خود بالیقین ہے

حمد

جسے وہ دے اُسے روکے نہ کوئی
جسے روکے اُسے ملتا نہیں ہے

نعت

ذکر وفکر رسولؐ ہوجائے
رحمتوں کانزول ہوجائے
ساری پونجی متاح جان وجگر
نذر ان کے قبول ہوجائے

سحرؔ کی غزل گوئی لاجواب ہے۔ الفاظ پر اُن کی گرفت، ان کا منفرد انداز بے حد متاثر کُن ہے ؎

اشعار میرے ہوتے فصاحت سے ہمکنار
لیکن ریاضتوں میں ہی کچھ ایسا دم نہیں
یوں تو سحرؔ حریف اندھیروں کا ہے مگر
اپنے وجود کا اُسے کچھ بھی بھرم نہیں

میں نے ان کی ساری غزلیں پڑھیں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ انہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

غزل گوئی پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ سحر نے مرثیے بھی لکھے، نظمیں بھی لکھیں، قطعات بھی لکھے، حمد ونعت بھی لکھے۔ غزل میں ان کا مکمل شاعرانہ انداز ہر طرح سے نمایاں ہے۔ عام انسانوں سے لیکر علامہ اقبال تک اور پھر کشمیر سے لیکر جموں تک انہوں نے اپنے اردگرد جو دیکھا اُس پر لکھا، اس کی داد دی اور تعصب، مادہ پرستی اور دکھاوے کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ کہتے ہیں کہ جو علم حقیقت کی عکاسی نہیں کرتا دنیا اُس پر اعتبار نہیں کرتی۔ ان کے قلم نے کبھی سچائی کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ہر ہر مرحلے پر انہوں نے ہمیشہ صدائے حق بلند کی اور ایک تلخ سچائی کے ساتھ زندگی کے اونچے اصولوں کو اپنی شاعری کا جامہ پہنایا ؎

پھل بھلائی کا مِل ہی جاتا ہے
ابھی تھوڑا سا انتظار کرو
مارنے ہوں اگر سبھی میدان
نفس پہ اپنے پہلے وار کرو
دو جہاں کا سکون پاؤ گے
ساری خلقِ خدا سے پیار کرو

سحر انسانی دوست بھی ہے اور فرض شناس بھی۔ وہ احترام آدمی اور مقام آدمی سے اچھی طرح واقف ہیں اسی لئے اُن کے دل میں اپنے پنڈت بھائیوں کے تئیں پیار کا جذبہ موجزن ہے، لکھتے ہیں ؎

ظلمتوں میں سحر ہو اُن کی یاد
دل جگر ہو نظر ہو اُن کی یاد
بے نیازی خودی دیانت میں
جو چلیں ہم سفر ہو اُن کی یاد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

مرحوم نظام الدین مخدومی یعنی سحر صاحب ایک بے مثال باپ تھے۔ اُنہوں نے اپنے بچوں کی خوشیوں کی خاطر ایک مثالی باپ بن کر تعلیم وتربیت اور ہر کسی قسم کا عیش وآرام مہیا کرنے کی سعی کی۔ آخری دِنوں میں جب میں عیادت کی غرض سے گئی تو بس ایک ہی فکر تھی کہ بیٹے ظہور صاحب اکیلے ہیں۔ کیا کریں گے، اپنے بچوں کی پریشانی سے پریشان تھے اپنی فکر نہ تھی۔ ایک سچے مردِ مومن کی طرح آخری دم تک زندگی سے لڑتے رہے اور لڑتے لڑتے جان، جان آفرین کے سپرد کر گئے ؎

دوستو یہ میری وصیت ہے
جب کبھی تم کو یاد آؤں گا
مغفرت کی مری دُعا کرنا
جو بھی مجھ سے خطا ہوئی ہوگی
ہے قسم تم اُسے بھلا دینا
وہ دیا اک میری نشانی ہے
خونِ دل سے اُسے جلا دینا
کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے
جی پہ اپنے کو ''الوداع'' لکھوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

حصّہ سوم

شاعری

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

"سحرؔ صاحب کی سحر انگیز اور ولولہ انگیز اردوشاعری پڑھنے سے گماں ہوتا ہے کہ شاعر کشمیری نہیں بلکہ اترپردیش یا دلی سے تعلق رکھتاہے۔ ان کی شاعری میں اردو الفاظ کی پیکر تراشی اورموزوں جگہوں پر استعمال سے حفیظ جالندھری کی یاد تازہ ہوتی ہے۔"

سید رشید جوہرؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عاشق کاشمیری

صدائے سحر: میری نظر میں

''صدائے سحر'' جناب نظام الدین سحر کا ۱۷۶ صفحات پر مشتمل شعری مجموعہ میرے سامنے ہے اسے مصنف نے ۲۰۱۳ء میں شائع کیا ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ جموں میں ہوئی ہے اور تاج پریس دہلی سے اس کی طباعت کرائی گئی ہے۔ املاء پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور شعری انشاء تو ہر وقت توجہ طلب ہوا کرتی ہے۔ سحرؔ صاحب نے مجموعے کو زندگی میں ہی داغِ مفارقت دینے والی اپنی رفیقۂ حیات کے نام منسوب کیا ہے جو ان کے بقول ان کے ''گھر کو ویران اور سحرؔ صاحب کے دل کو آباد'' اور میرے خیال میں گھر کو آباد اور سحرؔ صاحب کو ہمیشہ کے لئے تنہا چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

کتاب کے پیش لفظ میں جناب ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی نے سحرؔ صاحب کے متعلق جو سوانحی خاکہ پیش کیا ہے اس سے مصنف کے متعلق میری معلومات میں بھی اضافہ ہوا، اور واقعی میں ان کے متعلق اتنا کچھ نہیں جانتا تھا۔ کتاب کو دیکھ کر اسیرؔ صاحب کی اس بات سے پورا اتفاق کرتا ہوں کہ ''سحرؔ صاحب ایک کامیاب شاعر ہیں جو اپنے احساسات اور جذبات کو مناسب الفاظ میں پیش کر کے ساحری بھی کر رہے ہیں''۔ معروف استاد، ادیب و ناقد پروفیسر قدوس جاوید کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ''ان کی نظمیں ذاتی تجربات و مشاہدات اور تاثرات و کیفیت پر مبنی ہیں اور اکثر و بیشتر غزلوں کے اشعار میں حسن خیال اور حسن بیان کی خوبیاں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نظر آتی ہیں''۔ البتہ پروفیسر صاحب کا یہ انکشاف درست نہیں ہے کہ ''نظام الدین سحر ایک آزاد ذہن رکھنے والے شاعر ہیں، انہیں کسی رجحان یا تحریک سے مخصوص نہیں کیا جاسکتا'' اس سلسلہ میں جو اشعار قدوس صاحب نے حوالہ کے طور پر درج کئے ہیں ان کی تہہ میں ایک نظریاتی کشمکش، سیاسی اضطراب اور ایمانی ہلچل نظر آتی ہے۔ یہ ایک صالح فکر رکھنے والے سخن گو کا نتیجہ فکر ہی محسوس ہوتا ہے۔ جن کے متعلق تجاہلِ عارفانہ سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ سحر صاحب کہتے ہیں ؎

نظام حق کے بپا کی خاطر میں جہد وکوشش کروں تو کیونکر
کھلے ہیں درسیم وزر کے مجھ پر جہاں کو کیوں نا گوار کرلوں

.....

ساری مخلوق نیند میں مشغول
ہے تصور میں میرے دین رسولؐ

.....

پھیلائے الحاد اجازت ہے وطن میں
اقدار ہوں برباد اجازت ہے وطن میں

.....

پس مشکل سہولت ہی تو ہوگی
یہ آیت دوستو ضرب المثل ہے
(فاِنَّ مع العُسرِ یُسرا)
فضلِ حق سے دُھل گیا میرے گناہوں کا غبار
میں نے جب وقتِ سحر رب کو پکارا دوستو

.....

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہم بھی لاسکتے ہیں اپنے مصر میں اک انقلاب
راستہ بتلائے جو یوسفؑ سا تارا دیکھئے

میں جناب محمد امین بانہالی کی اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ سحرؔ صاحب ''اردو میں بھی طبع آزمائی کرتے رہیں تو آنے والے وقتوں میں ان کا شمار ریاست کے اچھے اردو شعراء میں ہوسکتا ہے۔ سحرؔ کا اپنا ایک شعر اردو میں لکھنے کے ان کے عزم و ہنر کو اعتبار بخشتا ہے، کہتے ہیں ؎

سحرؔ شاعر ہے کشمیری زبان کا
مگر اُردو میں لکھنے کا ہنر ہے

میں نے بہت سارے اُردو میں لکھنے والے ایسے کشمیری شعراء کو دیکھا ہے جو فطری شاعر ہونے کے باوجود اپنی بات کہنے میں کامیاب نہیں دکھائی دیتے اور اہل زبان نہ ہونے کے ناطے پُر گوئی کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ جو کہنا چاہتے ہیں اس کیلئے الفاظ اور استعارے نہیں ملے۔ اُردو میں شعر کہنے والوں کو عربی اور فارسی زبان پر بھی نظر ہونی چاہئے۔ اُردو زبان ان ہی دو زبانوں سے تشکیل پائی ہے، سحرؔ صاحب اس محاذ پر بڑی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ ان کے کلام میں غالبؔ کی معنی آفرینی، میرؔ کی سادگی اور اقبالؔ کی استعارہ بندی کی خوبصورت مصوّری ہے۔ وجہ یہ کہ وہ فارسی اور عربی زبان کی تشبیہات سے آگاہ ہیں اور انہیں برتنے کا ہنر بھی رکھتے ہیں۔ اُردو غزل اور نظم میں فلمی بول سنجیدہ خیالات اور اعلیٰ مقاصد و مدعا کے اظہار کا حق ادا نہیں کرسکتے ہیں۔

سحرؔ صاحب کے یہ اشعار دیکھئے: ؎

گر عزیمت ہو، توکّل ہو، مسافر کے لئے
برگِ گل سے نرم تر ہے سنگِ خارا دوستو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

چھوڑ کر تسبیح زاہد عاشقِ صادق تو بن
اُس بتِ کافر کی نظروں میں ہے دینداری غلط

شرافت پر نفاست پر ہماری
ثقاہت پر خطِ توثیق دینا

سحرؔ واقعی فطری اور وہبی شاعر لگتے ہیں۔ تخیل پسندی کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ؎

راہِ الفت میں اگر چلنے کی ہمت ہے تو پھر
پیار کی گود میں پیروں کے بھی چھالے رکھنا

ان کی نظموں میں مواد بھی موجود ہے اور قوتِ بیان میں جدت بھی ہے۔ اپنے ایک دوست کے متعلق کہتے ہیں ؎

تعارف کے لئے عنوان دو اِک
بتائے دُوں تو جُزوی حق ادا ہو

''معلم'' چلتا پھرتا اِک کتب گھر
''مربی'' معترف جس کے ہوں سارے
''مقرر'' سحر انگیزی کا مظہر
''مجاہد'' معرکوں کا مردِ میداں

سحرؔ صاحب کے اشعار میں لطف و ادا کی بھی کوئی کمی نہیں۔ کہتے ہیں ؎

ہے کوئی اس شہر میں تیرے بتا سیماب دِل
میرے سینے میں جسے آئے نظر بیتاب دِل

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

رات کی بے خوابیوں کا کون پھر کرتا گلہ
دن کے حصے میں لکھا ہوتا اگر بے خواب دِل

یہ اشعار حسن بیان اور تاثیرِ کلام کا انتخاب ہے لکھتے ہیں ؎

اک ہجومِ غم، کسی کی یاد، اک آشفتہ سر
عالمِ ہو شمعِ سوزاں محفل آرائی ہوئی
پوچھتے کیا ہو سحرؔ سے شبنمِ غم کی خبر
یہ تو بارش ہے مرے اشکوں کی برسائی ہوئی

لطافتِ خیال بھی قابل داد ہے ؎

میرے گھر آنے سے ان کا رتبہ کب کچھ کم ہوا
ہاں مگر بستی میں میری عزت افزائی ہوئی

اور جذبات کا عنصر بھی کچھ کم نہیں ؎

اپنے غم میں ہوں مبتلا انتہا
سہہ رہا ہوں یہ کربلا تنہا

....

ان کے بھی دل تڑپتے ہیں شوقِ وصال میں
کل تک کسی کے بارے میں جو بدگماں رہے

....

مدت سے منتظر ہوں بُلائے گا ایک دن
یا خود ہی میرے پاس وہ آئے گا ایک دن

بہر حال کتاب میں مجموعی طور پر شاعرانہ ہنر اور حسنِ فن سے کام

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

لیا گیا ہے جس کے لئے سحرؔ صاحب قابل مبارک ہیں البتہ شاعری جیسے لطیف ونازک کلام کے ہر پہلوئے فن پر اہلِ زبان کو بھی مکمل عبور نہیں ہوتا، کشمیری شاعر کس طرح یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ فرق صرف کم یا زیادہ جاننے کا ہوتا ہے۔ سحرؔ صاحب کے اشعار میں کہیں کہیں فن کا دم گھٹتا نظر آتا ہے، خصوصاً نظموں میں۔ اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ منظر نگاری اور مرقع نگاری کے لئے الفاظ، استعارات اور تشبیہات کے انتخاب کے لئے سخت محنت کرنا پڑتی ہے، خاص کر آغاز کے اشعار کو بار بار دیکھا جانا چاہیئے تاکہ جو روانی نظم کے درمیانی اور آخری حصے میں آجاتی ہے وہ آغاز میں بھی موجود محسوس ہو۔ بقول حافظؔ ؎

از برائے دیدنِ دیدارِ گل یارِ عزیز
خوارئِ دہقان وجورخارمی باید کشید

گوکہ شاعر کی ذات کا اس کے پیغام کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے تاہم نظام الدین سحرؔ کا کلام ہر ایک کو اپنے ہی تجربوں کا احساس دلا سکتا ہے۔ غزلیں ہوں یا نظمیں ہر جگہ کوئی نہ کوئی اچھا اور صالح پیغام موجود ہے، پاکیزہ حرارت بھی ہے، نیک تمنائیں بھی ہیں، شکوۂ زمانہ بھی ہے، انسانی غفلت پر تنبیہ اور الحادی قوتوں کی زور آواری کے خلاف صدائے احتجاج بھی ہے، ذاتی وارداتوں کا غم بھی ہے اور اجتماعی زندگی میں پیش آنے والے تُند و تلخ رویّوں کی پردہ کشائی بھی ہے۔ نظام صاحب کی صالح سیرت اور بزرگ علمی شخصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی کسی بھی شاعرانہ شوخی میں شائستگی ہی پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ شاعری کے ساتھ دلچسپی رکھنے والوں کو یہ کتاب لازماً پڑھنی چاہیئے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عبدالغنی بیگ اطہرؔ

ہائے یہ سحر خواں بھی سو گیا

سو گئے ۔ایک ایک کر کے سب سو گئے ایک سحر خوان جو ''ندائے سحر'' اور ''صدائے سحر'' دینے کو باقی بچا تھا۔ وہ بھی سو گیا اسے تو حق مغفرت کرے گا ہی ۔مگر ہمارا کیا ہوگا ۔ہمیں بوقت سحر جگانے والا اب کون آئے گا ۔کیا ہم سوئے ہی پڑے رہیں گے ۔کیا ہم سوئے ہی پڑے رہیں گے۔ جب تک کہ بیدار مغز لوگ ہمیں سوتے دیکھ کر ہمارا سب مال چراتے جائیں گے۔ ہمارا عقیدہ ، ہمارا ایمان ، ہمارا تمدن، ہمارے اسلاف ، ہمارا دین ، ہماری زبان اور پھر..... ہماری زمین۔ جب ہم کبھی جاگیں گے تو اپنے اردگرد اندھیرے کے سوا کچھ بھی نہ پائیں گے۔ ہمارا سب کچھ لُٹا ہوا ہوگا۔ ہر طرف گونگے، بہروں، بے گھر خانہ بدوشوں کا انبوہ پائیں گے جنہیں غیر لاٹھیوں، لاتوں سے ہانکتے ہوں گے اور جنہیں اُف تک کرنے کی بھی اجازت نہ ہوگی ۔

تب کریں کیا ہوت
جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

حق مغفرت کرے نظام الدین ایک سحر خوان تھا'' ندائے سحر'' اور ''صدائے سحر'' دے کر سوتے ہوؤں کو جگانے میں مگن تھا۔

؎ لیکے آتا ہوں پیامِ نُور دنیا کے لئے
میں نوید صبح ہوں مجھ کو ہی کہتے ہیں سحرؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اک سحر ہوں نور کا پیغام ہوں سب کے لئے
اس سے بڑھ کر اور تو میرا پتا کچھ بھی نہیں

ضلع کپوارہ کی مرغزار اور دلفریب وادیوں میں پیدا ہونے والے عالمی شہرت کے عالم علامہ انور شاہ کشمیریؒ عظیم صوفی، سماجی کارکن بابا عبداللہ غازیؒ، پینتیس (۳۵) دلکش رزمیہ اور بزمیہ مثنویوں کے خالق علی شاہ ہریل، سلسلۂ نقشبندی کے عظیم عالم اور ''خزینتہ الاسرار'' نامی معروف متوصفانہ موضوع کی کتاب کے خالق مولوی محمد امین اویسی بہت بڑے شعراء، علی محمد شہبازؔ، حسرتؔ کرالہ پوری، میرک شاہ نازکؔ کشمیری، اخترؔ ترہگامی، بسملؔ کامراجی، اعمیٰؔ پنڈت پوری، محمد ماگرے دروگمولی، آفتاب جی بھاسکرؔ، آغہ سبحان، مختار لولابی، قاضی غلام محمد گلشنؔ، نورالدین نورؔ، نیازؔ کامراجی اور دیگر درجنوں نے بھی ضلع کپوارہ میں سحر نواہی کر کے اپنی راہ لی ہے۔ اوران کے چلے جانے سے پیدا شدہ خلاء کو پُر کرنے کے لئے اب مولوی الحاج نظام الدین سحرؔ آئے تھے۔ جو اپنی سحر نواحی سے کبھی عالم بن کر، کبھی خطیب بن کر، کبھی شاعر بن کر، کبھی مقالہ نگار بن کر، کبھی بے ریا دوست بن کر اور کبھی نعت خوان بن کر سوئے ہوؤں کو جگانے کے درپے ہوئے تھے۔ مگر افسوس وہ بھی اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر جنت کو سدھارے۔ سحرؔ ادبی مرکز کمراز اور کئی ادبی تنظیموں سے منسلک رہے لیکن میں فخر سے یہ کہنے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ وہ میری دیرینہ اور ایوارڈ یافتہ ادبی تنظیم کلچرل ٹرسٹ کپوارہ کے بھی ممبر اور روحِ رواں تھے اور میرے بہت ہی اچھے دوست تھے جن کے ساتھ میں راز و نیاز کی باتیں بھی بانٹا کرتا تھا اور وہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ سحرؔ کی بڑائی کا اس سے بہتر ثبوت کیا ہوسکتا ہے کہ وہ بھی دنیا کے عظیم انسانوں کی طرح بچپن ہی میں یتیم بھی ہوئے،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

شہر بدر بھی ہوئے اور اپنی عفت شعار بیوی سے بھی محروم ہوئے ۔

راحت جسم وجاں وہ تھی نہ رہی
رشکِ حور جناں وہ تھی نہ رہی
اب تو بے دل ہوں ، بے زبان ہوں سحرؔ
میرے دل کی زبان وہ تھی نہ رہی

سحرؔ صاحب کو اصلی خدا کی تلاش تھی اور اسی کو ڈھونڈنے کے لئے ہمیں صدائے سحر دے رہے تھے ۔

جسے میں ڈھونڈتا ہوں ''وہ'' نہیں ہے
جو ہے ''وہ'' میرے ہی دل میں کہیں ہے
نظر آتا ہے ہر شے میں سراپا
وہ ہر شے میں مگر خلوت گزیں ہے

اسے طرح طرح کے لبادے بدلنے والوں کی راہبری کی حقیقت معلوم ہو چکی تھی اسی لئے حق تعالیٰ سے دُعا گو تھے اور ہمیں بھی کچھ احساس دلانا چاہتے تھے ۔

بھٹکتا ہوں اندھیری وادیوں میں
اُجالوں کا شناسا راہبر دے
مرے اسلاف پیکر تھے وفا کے
میرے دل میں وہی اخلاص بھر دے

نظام الدین سحرؔ کو دین کی صحیح آگہی تھی کہ ہر نیکی میں خلوص کا ہونا ضروری ہے۔ جو بھی کرو محض خدا کو خوش کرنے کیلئے کرو۔ دنیا والے راضی ہوں یا ناراض اس کا غم نہ کرو اسی لئے وہ دست بدعا ہیں ۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

یہ گردن خم نہ ہو باطل کے آگے
مِرے ہاتھوں میں گر شمس وقمر دے
رضا تیری ہو منزل قافلے کی
مجھے شامل اُسی کے ساتھ کردے

وہ پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ کس درجے کی محبت کے قائل تھے ۔

چاہتا ہوں رُواں رُواں میرا
مدحِ خوانِ رسولؐ ہوجائے
جو بھی فرمانِ مجتبیٰ ہو، مِری
زندگی کا اُصول ہوجائے

وہ سحرؔ تخلص کرتے تھے اور سحر ان کے لئے علامت تھی اتحاد، اتفاق خدا ترسی، اخلاص اور امن وشانتی کے پیغام کی ۔

شب کی تاریکیاں مٹیں ساری
پھر سے ہوجائے اِبتدائے سحر
تازہ دم جس سے زندگی ہوگی
پھر چلی آئے وہ ہوائے سحر
بھول کر اپنے اختلاف سبھی
کیوں نہ ہوجائیں ہم نوائے سحر

سحرؔ عصری آگہی سے بھی بے بہرہ نہ تھے اور حساس ذہن کے مالک تھے ۔

نہ اس یوسفؑ کو یونہی قید کرلو
کسی یعقوبؑ کا نورِ نظر ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

وہ بچہ تتلیوں سے کھیلتا تھا
جنازہ پتھروں کے دوش پر ہے

.....

صبح کو بند شام کو کھلتا
گھر نہیں اب مرا یہ ڈیرا ہے

.....

سحر صاحب اپنے اُجڑے چمن کی ویرانی دیکھنا بھی برداشت نہ کرتے تھے اور خدائے عزوجل سے دعا گو تھے ؎

لوٹ آئیں رونقیں کبھی اُجڑے دیار میں
جیتا ہوں مدتوں سے اِسی انتظار میں
دل کا سکون رُوح کی آسودگی گئی
کیا کیا نہ لٹ گیا مِرا اس کاروبار میں

.....

گھر لُٹے عصمت لٹی باقی بچا کچھ بھی نہیں
ہونے کو کیا کیا ہوا لیکن ہوا کچھ بھی نہیں
میں سزا کا مستحق ہوں یہ مجھے معلوم ہے
یہ خطا کیا کم ہے میری جو خطا کچھ بھی نہیں

المختصر سحر سو گیا۔ لمبی نیند سو گیا۔ اب اس کے جاگنے کے امکان بھی مفقود ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس کی نوائے سحری اور ندائے سحری کس کس کے کان میں پہنچی ہوگی اور اس کا ردعمل کیا ہوگا۔ کیا کوئی اور سحر اذان سحر دینے پیدا ہوگا یا سب سُننے والوں نے سُن کے اَن سُنی کی ہوگی۔ خدا کرے سحر صاحب کے ہر شعر سے ایک ایک اور سحر پیدا ہو۔ اور ہر موڑ ہر نکڑ سے اذانِ سحر بلند ہو۔ آمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ڈاکٹر مشتاق احمد وانی

نظام الدّین سحرؔ کی سحر انگیزی

(''صدائے سحر'' کے حوالے سے)

نظام الدّین سحرؔ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ انھیں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے تقریباً ایک برس کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ان کا تعلق وادی کشمیر سے تھا۔ کشمیری میں شاعری کرتے تھے لیکن اُردو کی ادبی محفلوں میں ان کی شرکت نے انھیں اُردو کی طرف مائل کیا اور اس طرح اُردو میں بھی تادمِ آخر شعر وشاعری کرتے رہے۔ ''ندائے سحر'' کے نام سے ان کا کشمیری مجموعہ کلام 2002 میں چھپا اور ''صدائے سحر'' ان کا اردو مجموعہ کلام ہے جو 2013 میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ ''صدائے سحر'' 176 صفحات پہ مشتمل ہے، جس میں نظام الدّین سحرؔ کی نظمیں کم اور غزلیں زیادہ شامل ہیں۔ موضوعات، فکریات اور خیالات کے اعتبار سے یہ تمام نظمیں اور غزلیں اپنے اندر احساس کی طہارت اور زماں ومکاں کی ناخوشگواری کے ساتھ ساتھ لمحہ بہ لمحہ بدلتے حالات میں شاعر کے داخلی درد وکرب کو آشکار کرتی ہیں۔ اس شعری مجموعے میں حسن وعشق، رقص وسرود، جام ومینا، محبوبہ کے لب ورخسار اور اس کی زلف پیچاں کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔ بس پاکیزہ خیالات کی ایک ایسی روداد ہے جس کا مطالعہ آج کل کے دور میں ناگزیر ہے کیونکہ شعروادب کو جب تک اعلیٰ انسانی کردار سازی کے لیے برتا نہیں جاتا تب تک ادب کی معنویت اور اس کا افادی پہلو پھُسپھُسا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہو کے رہ جاتا ہے۔نظام الدّین سحرؔ نے اپنی شاعری میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ کوئی بھی شعر (چاہے وہ نظمیہ ہو یا غزلیہ) مخرب اخلاق کا سبب نہ بنے۔انھوں نے کلاسیکی شعرا کی طرح اپنے مجموعہ کلام کی شروعات حمدیہ اور نعتیہ اشعار سے کی ہے جو اس بات کا اعتراف ہے کہ ان میں عشق الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ان کی شاعری کے امتیازات پر پروفیسر قدوس جاوید نے بڑی پتے کی بات کہی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''نظام الدّین سحرؔ کی اردو شاعری کے امتیازات کئی ہیں لیکن سب سے بڑی بات یہ کہ ان کی اردو شاعری موضوع اور خیال کے اعتبار سے خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ سامنے آئے شعریت ہر حال میں موجود رہتی ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ سحرؔ نے اردو اور کشمیری کے قدیم اور کلاسیکی شعراء کی طرح اپنے شعری مجموعے کے آغاز میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار شامل کرنے کی سعادت حاصل کرنے میں کسی تساہل سے کام نہیں لیا ہے اور پھر سحرؔ کے حمدیہ اور نعتیہ اشعار میں جو جدت اور ندرت ہے وہ ایک طرف تو ان کے ایمان وایقان کے مظہر ہیں وہیں دوسری جانب ان کی قوت اظہار کی دلیل بھی''
> (مشمولہ۔''صدائے سحر'' کریسنٹ ہاوس پبلی کیشنز جموں 2013 ص26,27)

نظام الدّین سحرؔ نے موضوعاتی اعتبار سے اپنی شاعری میں تنوّع پیدا کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے۔اپنے سماج یعنی کشمیر میں پھیلی بد امنی، ظلم واستبداد اور معاشرتی خرابیوں اور غیر حقیقی مسائل ومعاملات پر ان کا شاعرانہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اظہار دراصل ہمیں ایک خاص طرح کا پیغام دیتا ہے اور وہ پیغام ہے ہماری بے فکری، بے حسی اور غیر سنجیدگی کو ترک کر دینے کا۔ گویا ان کی نظر میں ہماری معاشرتی صورت حال انتہائی مایوس کن اور دل سوز ہے۔ مثلاً ان کے مندرجہ ذیل اشعار پورے طنزیہ ورمزیہ انداز میں ہمیں کچھ اچھا کر گزرنے کی تلقین کرتے معلوم ہوتے ہیں: ؎

بُردبار وحیا کی ہو تو نادان کہیں لوگ
حد سے ہوں جو مکار تو لقمان کہیں لوگ
جھوٹے کی دغاباز کی اوقات بہت ہے
حق گو جو کوئی ہو اُسے شیطان کہیں لوگ
حیوان سے بدتر ہوں خصائل جو کسی کے
محفل میں اسے صاحبِ ایمان کہیں لوگ

بیٹی کا بیاہ اب بڑا دشوار ہوا ہے
ہے ڈاوری کا روگ لگا پریم نگر کو

پھیلائے الحاد اجازت ہے وطن میں
اقدار ہوں برباد اجازت ہے وطن میں
ابلیس کے چیلوں کو میسر ہے رعایت
اللہ کے بندوں سے عداوت ہے وطن میں

نظام الدّین سحر کی نظموں میں ہمیں ان کے عہد کی زبوں حالی کا تذکرہ ملتا ہے کہ جس میں اخلاقی وروحانی اور سماجی اقدار کا فقدان ہے اور جس پر ان کا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

شعری مکالمہ ایک طرح کا نوحہ بن کے رہ گیا ہے۔نظمیہ حصے میں بہت سی نظمیں ایسی ہیں جو ان کے داخلی درد وکرب، عقیدت واحترام، علمی وادبی دانش گاہوں کی عظمت اور کشمیر کی بزرگ ہستیوں سے ان کی والہانہ محبت کا اظہار معلوم ہوتی ہیں ۔مثلاً ''علامہ اقبال کی خدمت میں''، ''شاعر اور نالۂ ماور''، ''سرسید ماور غلام حسن مخدومی کا مرثیہ''، ''ترانہ دانش گاہ نسواں سوپور'' اور ''مرحومہ رفیقۂ حیات شریف النّسا'' کو اسی زمرے میں رکھا جاسکتا ہے۔

میرا یہ ماننا ہے کہ شاعری میں شعریت اور ادب میں ادبیت نہ ہو تو سب بیکار ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ میں اس بات کا بھی قائل ہوں بلکہ زور دیتا ہوں کہ ایک بڑے ادیب وشاعر میں اوصاف حمیدہ کا پایا جانا نہایت ضروری ہے۔اسی بات کو طول نہ دیتے ہوئے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک اچھے ادیب وشاعر کو اپنی عملی زندگی میں اچھا ہونا چاہیے۔اس اعتبار سے دیکھیں تو نظام الدّین سحرؔ اپنی پوری مومنانہ وضع قطع اور شریفانہ مزاج میں ان کے معاصرین کو نظر آتے رہے ہیں۔یعنی ان کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں رہا ہے۔ہر دور کا شعر وادب چونکہ اپنے عہد اور سماج کا عکس ہوتا ہی ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ اس سے ادیب وشاعر کی داخلی کائنات بھی منعکس ہوتی رہتی ہے۔نظام الدّین سحرؔ اپنے شاعرانہ لب ولہجے اور فکر وخیال کے اعتبار سے اللہ والے معلوم ہوتے ہیں۔ان کے بہت سے اشعار اس بات کی تصدیق ہیں کہ وہ شرافت، دیانتداری، خوش اخلاقی اور منکسر المزاجی کو عزیز رکھتے ہیں۔وقت کی نزاکت کو جانتے ہیں اور ان کا متصوفانہ مزاج ان سے اس طرح کے اشعار کہلواتا ہے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جسے وہ دے اسے روکے نہ کوئی
جسے روکے اسے ملتا نہیں ہے

.....

اسی کی حکمرانی حق بجانب
وہی تو ایک ربِ العالمین ہے
اسی میں ہے سحرؔ راہ ہدایت
جو تیرے پاس قرآنِ مبین ہے

.....

مرے اسلاف پیکر تھے وفا کے
میرے دل میں وہی اخلاص بھردے
یہ گردن خم نہ ہو باطل کے آگے
مرے ہاتھوں میں گر شمس و قمر دے

جہاں تک نظام الدّین سحرؔ کی غزلیہ شاعری کا تعلق ہے۔اس میں بھی ہمیں ان کی مدرسانہ ذہنیت کارفرما نظر آتی ہے۔ان کے بہت سے اشعار ہمیں غور وتدبر کی دعوت دینے کے ساتھ حقیقت حیات وکائنات سے باخبر کرتے ہیں۔ کچھ اشعار میں جدید شاعری کی خوشبو نظر آتی ہے اور کچھ اشعار ایسے بھی پڑھنے کو ملے جو پند ونصائح سے تعلق رکھتے ہیں یا جن میں ضرب المثل کا سا طمطراق موجود ہے۔ثبوت کے طور پر نظام الدّین سحرؔ کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجیے:۔

وہ بچہ تتلیوں سے کھیلتا تھا
جنازہ پتھروں کے دوش پر ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جو اولادوں کی خاطر عاقبت کو
کرے برباد وہ کوتاہ نظر ہے
جو ظالم کی اطاعت پر ہو راضی
وہ انساں بھی تو مثلِ گاؤ خر ہے

نہ کیوں اُس پیڑ کو جڑ سے اُکھاڑوں
یہاں جو مدتوں سے بے ثمر ہے

مندرجہ بالا اشعار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا یقین کرنا پڑے گا کہ نظام الدّین سحرؔ کی شاعری عرفان وآگہی کی شاعری ہے۔تشبیہات واستعارات، رمز وکنایے اور شعری صنعتیں اپنے اپنے انداز میں شاعری میں جان ڈال دیتی ہیں۔سحرؔ کی غزلوں اور نظموں میں کسی حد تک ان تمام شعری زیورات کا التزام کہیں نہ کہیں ضرور نظر آتا ہے۔انھوں نے شعری زبان اور بالخصوص مناسب لفظیات کو استعمال کرنے کی شعوری کوشش کی ہے۔شاعری میں وزن وبحور اور آہنگ یہ تمام باتیں لازمی اور بنیادی ہیں۔شاعری کی باریکیاں جاننا ایک شعری ذوق رکھنے والے شخص کے لیے نہایت ضروری ہے۔ خیال کو جب تک صحیح اور مناسب بلکہ پُر لطف انداز بیان نہیں ملتا تب تک کوئی بھی فن پارہ معراج کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔نظام الدّین سحرؔ کو اللہ جنت نصیب کرے۔انھوں نے محنت ولگن اور ذوق وشوق سے ''صدائے سحر'' دی ہے جو انشاءاللہ ریاست کے شعری حلقوں میں شوق سے سنی جائے گی۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ضمیرؔ انصاری

صدائے سحر۔ایک سرسری تبصرہ

شمالی کشمیر علاقہ کمراز کلیتاً ایک وسیع خوبصورت پہاڑیوں اور قدرت کی حسین وادیوں کا علاقہ ہے۔قبل از تقسیم ہند اس علاقے کو تعلیمی لحاظ سے نہایت ہی پسماندہ علاقوں میں شمار کیا جاتا تھا مگر کئی ایسے گھرانے اس کے باوجود علاقہ کمراز میں بود وباش کرتے تھے جو علم وادب کے ساتھ جُڑے ہوئے تھے اور جن میں فارسی اور اُردو کی درس وتدریس کا سلسلہ عملی طور پر جاری وساری تھا۔ان ہی گھرانوں سے کمزار علاقے کے اولین اُردو اور کشمیری شعراء تعلق رکھتے تھے جن میں میر غلام رسول نازکی، سید میر نازک لولابی، تنہاؔ انصاری، سیف الدین سیفیؔ، عبدالغفار تائبؔ، ثناء اللہ کریری، علی شاہ ہریل وغیرہ شعراء شامل ہیں۔

بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں اگرچہ اس علاقے میں خاص طور اردو شاعری کا رجحان کم نظر آتا ہے لیکن پھر بھی کئی ایسے کشمیری شعراء کمراز کے وہ ہیں جو کشمیری زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی شعر کہنے کا ہُنر رکھتے ہیں۔ان میں پروفیسر مشعلؔ سلطانپوری، نشاطؔ انصاری، منظور ہاشمیؔ، علی محمد شہبازؔ، قاضی ہلال دلنوی اور دیگر کئی جواں سال شاعر بھی شامل ہیں، لیکن عصری دور کے جو کمرازی اُردو شعراء اس زبان میں خاص طور پر اپنی طبع آزمائی کر کے صاحبِ تصنیف ہوئے ان میں قاضی ہلال دلنوی، شفقؔ سوپوری اور نظام الدین سحرؔ بھی شامل ہیں۔

جس بستی کے ساتھ نظام الدین سحرؔ کا پیدائشی تعلق ہے وہ خوبصورت دیہی علاقہ شہرۂ آفاق عالم دین مولانا انور شاہ کشمیری کا بھی پیدائشی مسکن ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اور جس گھرانے کے ساتھ نظام الدین سحرؔ کا حسب اور نسب جُڑا ہوا ہے وہ گھرانہ سلطان العارفین حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کا گھرانہ ہے۔ اس لحاظ سے نظام الدین مخدومی (سحرؔ) کی رگوں میں درس وتدریس کے ساتھ ایک باطنی لگاؤ بھی موجود تھا جس کے سبب ہی اُن میں وہ سادگی اور پاکیزگی نمو کر گئی کہ پھر عملی طور سحرؔ زندگی میں اُس شعبے کے ساتھ وابستہ ہوئے جسے درس وتدریس کا شعبہ کہا جاتا ہے۔ اِسی تربیت کے نتیجے میں سحرؔ نے ریاستی محکمہ تعلیم میں ایک اچھے اُستاد کی طرح اپنا لوہا منوایا جس کے ثبوت میں وہ شاگرد سماج میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں جن کو سحرؔ نے تدریسی عمل میں تیار کیا ہے۔

سحرؔ کی شاعری کا آغاز یوں تو بیسویں صدی کے آٹھویں دہے میں ہوا مگر قیامِ ادبی مرکز کمراز کے بعد کشمیری میں شعر کہنے کو ترجیح دی اور کشمیری زبان کی ترقی اور ترویجی تحریک کے ساتھ جڑ گئے لیکن پھر بھی اردو زبان کے ساتھ اُن کے باطنی لگاؤ نے اُن کو کبھی کبھی اس زبان میں شعر کہنے پر مجبور ہی کر دیا۔

''صدائے سحر'' کتاب کے ابتداء میں ''اپنی بات'' عنوان سے سحرؔ نے اس بات کا اظہار خود کیا ہے کہ ان کی بیاض میں اگرچہ اردو میں لکھا ہوا کلام موجود تھا لیکن ان کی اردو شاعری کا بیشتر حصہ انہوں نے اپنے جموں میں قیام کے دوران تخلیق کیا ہے۔ اس ضمن میں وہ انجمن فروغِ اردو جموں اور اس تنظیم کے سیکریٹری خورشید کاظمی کا نام لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُن کے ساتھ جڑنے کے سبب وہ اردو مشاعروں میں شرکت کرتے رہے اور یوں ''صدائے سحر'' سامنے آئی۔

خوش خیال، نیک سیرت اور خوش پوشاک شخصیت کے مالک نظام الدین سحرؔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ حمدیہ اور نعتیہ کلام میں کسی بھی قسم کی بے رنگی کو خلافِ عقیدہ سمجھنا ان کا شعار رہا ہے۔ سحرؔ نے حمدیہ نظم کا لہجہ جدید

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

پیرائے میں پیش کیا لیکن نعتیہ سخن میں روایت کو برقرار رکھتے ہوئے انکساری اور عجز کو سلیقے کے ساتھ بلند کیا۔

جسے میں ڈھونڈتا ہوں 'وہ' نہیں ہے
جو ہے 'وہ' میرے ہی دل میں کہیں ہے

حمد

چٹک میں وہی، گُل کی مہک میں
اُسی کا آئینہ رویِ حسیں ہے

نظریں تکتی رہیں بس اُن کی راہ
اک ذرا سی نہ بھول ہوجائے

نعت

خستہ ہوکے سحؔر تمنا ہے
اُن کی گلیوں کی دُھول ہوجائے

اس کتاب میں دو نظمیں ایسی ہیں جو ہیئت اور اسلوب کے اعتبار سے یکسان تخلیقی حُسن رکھتی ہیں لیکن موضوع کی بناوٹ میں الگ الگ جذبات اور احساسات کا آئینہ پیش کرتی ہیں ''اسلام اور مومن'' اور ''علامہ اقبال کی خدمت میں'' یہ دو نظمیں پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سحؔر ان نظموں کو تخلیق کرنے کے دوران شاعرِ مشرق کے کلام کا رسدار انداز ان میں بھرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ان دونوں نظموں میں ان کی دانشمندانہ کیفیات اور شعری حسیات کا بھرپور اظہار موجود ہے۔

''اسلام اور مومن''

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بُلبلیں نغمہ سنج ہیں کتنی
ہوش میں ہے مگر نہ دل نہ دماغ
کوئی شاہین نظر نہیں آتا
اِن فضاؤں میں اُڑ رہے ہیں زاغ

''علامہ اقبال کی خدمت میں'' سے

کچھ کر نہیں پاتا ہے جو اخلاق کا پابند
اُنگشت بدنداں ہے زمانے کا خرد مند
انسان ہیں مگر اُن کو سمجھتے نہیں انساں
زردار اُنہیں کرتے ہیں ہر طرح سے پامال

مرثیہ صنف میں شاعر مرنے والے کے اوصاف بیان کرتا ہے اور اُس احساس کو رقم کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے وہ مرنے والے کے ساتھ رشتے یا کسی بھی عقیدتی یا روحانی اعتبار سے جُڑا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اس احساس میں درد بھی ہوگا اور کلیجہ منہ کو آنے کی خلش بھی ہوگی۔ سحرؔ نے بھی اس کتاب میں چار نظمیں مرثیہ صنف کی شامل کی ہیں۔ جن میں سحرؔ نے لفظوں کا انتخاب اور فن، دونوں معاملوں میں خود کو کشمیر کے اردو مرثیہ نگاروں میں شامل کروانے کی تخلیقی کوشش کی۔ جس کی مثال ''حسین علیہ السلام'' مرثیہ میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

نغمۂ توحید کا مقبول نعرہ ہے حسینؓ
سرورِ کونینؐ کی آنکھوں کا تارا ہے حسینؓ
مہرِ تاباں ہے محمدؐ ماہِ کامل ہے علیؓ
بالیقین عرشِ معلیٰ کا ستارا ہے حسینؓ

مرثیہ میں درد اور بین کی صورت گری بھی اہم ہے اس ضمن میں انہوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

نے اپنی شریکِ حیات مرحومہ شریفہ کی یاد میں جو مرثیہ تحریر کیا ہے وہ بھی اُن کی اس صنف میں کامیاب طبع آزمائی کی مثال ہے۔

ہاں مری زیست کے فسانے کی
ایک ہی رازداں وہ تھی نہ رہی
مجھ سے پہلے وہ کیوں ہوئی رُخصت
عمر سے تو جواں وہ تھی نہ رہی

دعا، الوداعی نظمیں، دعوت نامہ، صدائے سحر اور ترانہ جیسی خوبصورت نظمیں لکھنے کے باوجود سحر کی قلم کا جھکاؤ صرف اور صرف غزل کے لئے ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کے لئے غزل کہنے کا مزاج ہی موزوں ہے ان کی غزلوں میں بیان کی سادگی، عربی وفارسی الفاظ کی رنگینیت، جدید اور قدیم لہجے کا امتزاج، جذبات کی ترکیبیں رواں دواں ہے۔

گر عزیمت ہو توکّل ہو مسافر کے لئے
برگِ گل سے نرم تر ہے سنگِ خارا دوستو

.....

اُن حکیموں سے کوئی کہہ دے مریضِ عشق ہوں
ٹھیک ہوجائے دواؤں سے یہ بیماری غلط

.....

تیغِ ستم ہے کب سے تعاقب میں رات دن
اب تک ہوا ہے سرمرا پھر بھی قلم نہیں

.....

دل کا سکون روح کی آسودگی گئی
کیا کیا نہ لُٹ گیا مِرا اس کاروبار میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

غزل میں شاعر خاص طور سے اپنے جذبات اور درد کو چھپانے کے لئے لباسِ ابہام پہنا کر قارئین کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ مگر درد وفراقِ سحر کچھ اور ہی ہے جو چھُپا چھُپا کے بھی چھُپا نہیں ۔

ہم چھپائے ہی تو رکھتے تھے غمِ درد وفراق
وائے آنکھوں میں اُمڈ لاتا نہ جو سیلاب دِل

''صدائے سحر'' کتاب کے پیش لفظ میں اسیر کشتواڑی جن کو سحرؔ کے نزدیک رہنے کا شرف بھی حاصل تھا اُن کی اوصاف حمیدہ اور شاعرانہ برتری کے اعتراف میں کہہ گئے کہ ''اگر سحرؔ نے اردو میں شاعری کی طرف اور زیادہ توجہ دی ہوتی اُن کے قلم سے کئی شعری کارنامے شائع ہو چکے ہوتے''۔ ایک تاثر عنوان سے محمد امینؔ بانہالی صدرِ انجمن فروغ اردو جموں کا کہنا ہے کہ ''سحرؔ کے کشمیری کلام سے متاثر ہو کر ہم نے اُن سے اصرار کیا کہ وہ انجمن کی ہفتہ وار نشست میں شرکت کرنے کی غرض اردو میں طبع آزمائی کریں اور چند ہی نشستوں میں انہوں نے اس زبان میں بھی اپنے کلام سے سب کو محفوظ کیا''۔ سابق سربراہ صدر شعبہ اردو پروفیسر قدوس جاوید نے بھی کتاب کے تئیں اپنی آرا محفوظ کر کے یوں کہہ دیا کہ'' نظام الدین سحرؔ اپنی نظموں کے برعکس اپنی غزلوں میں زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں''۔ بہر حال اللہ نظام الدین سحرؔ کو کروٹ کروٹ باغِ ارم میں ہی قیام عطا کرے اگر کچھ اور دن جی لیتے ان کی اردو شاعری میں غزل کے حوالے کئی اور بہترین غزلیں جنم لیتیں۔ بہر حال جو محفوظ کیا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ڈاکٹر ریاض توحیدی

صدائے سحرؔ.....ایک مطالعہ

''صدائے سحرؔ'' محترم نظام الدّین سحرؔ (۱۹۴۶ء - ۲۰۱۷ء) کا شعری مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ ۲۰۱۳ء میں شائع ہوکر قارئین سے دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ نظام الدّین سحرؔ صاحب صاحبِ ذوق شاعر تھے۔ وہ کشمیری اور اردو زبان پر کامل عبور رکھتے تھے اور دونوں زبانوں کے لسانی و فنی مضمرات سے واقف تھے۔ جس کا ثبوت پیش نظر اردو مجموعہ ''صدائے سحرؔ'' اور کشمیری شعری مجموعہ ''ندائے سحرؔ'' (۲۰۰۲ء) ہیں اور جس کی طرف وہ خود بھی اشارہ کرتے ہیں ؎

سحرؔ شاعر ہے کشمیری زبان کا
مگر اُردو میں لکھنے کا ہُنر ہے

سحرؔ صاحب کا زیرِ نظر مجموعہ حمد و نعت، دعا، غزلوں، نظموں اور قطعات پر مشتمل ہے۔ حمدیہ کلام کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ اس میں نہ صرف خالق کائنات کی قدرت کاملہ کی شعری توصیف بیان ہوئی ہے بلکہ نظام کائنات میں اس کی حاکمیت کا اعتراف بھی نظر آتا ہے: ؎

اُسے ہر شے پہ قدرت ہے مکمل
کہ عالم اُس کے ہی زیرِ نگیں ہے
جلاتا بھی وہی اور مارتا بھی
ازل سے تا ابد خود بالیقیں ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

اُسی کی حکمرانی حق بجانب
وہی تو ایک ربّ العالمیں ہے

اسی طرح نعتِ نبی ﷺ میں بھی عشق رسول ﷺ کا عاشقانہ اظہار یوں متاثر کرتا ہے: ؎

جو بھی فرمانِ مجتبیٰ ﷺ ہو، مری
زندگی کا اصول ہو جائے
چاہتا ہوں رُواں رُواں میرا
مدحِ خوانِ رسول ﷺ ہو جائے

نظموں میں دو نظمیں ''شاعر اور نالۂ ماور'' اور ''سرسید ماور غلام حسن مخدومی کا مرثیہ'' اس وجہ سے بھی خاص توجہ کی حامل ہیں کہ ایک تو ان میں شاعر کے آبائی علاقے 'علاقہ ماور' کی علمی و ثقافتی عکاسی نظر آتی ہے اور دوسرا ایک فن کار کی سماجی ذمہ داری کا احساس بھی نمایاں ہوتا ہے۔ ''نالۂ ماور'' علاقہ ماور کے لئے کسی قدرتی تحفہ سے کم نہیں ہے۔ یہ نالہ نہ صرف علاقے کے لوگوں کو صاف وشفاف پانی فراہم کرتا ہے بلکہ علاقے کے کھیت کھلیانوں اور باغات کو بھی سیراب کرتا رہتا ہے۔ شاعر ایک شام ''نالہ ماور'' کے کنارے بیٹھ کر ندی کے نظارے میں کھو جاتا ہے اور مسحور کن نظارہ شاعر کے تخیل کو پرواز دیتا ہے اور یہ خوبصورت نظم وجود میں آتی ہے۔ اگر شاعر کی فن کاری نالہ ماور کے خوبصورت منظر کو شعری لباس میں قارئین کے سامنے نہ لاتی تو ندی کا ذکر بمشکل علاقے ماور سے باہر ہو پاتا۔ یہ شعری مجموعہ جہاں جہاں پہنچے گا تو نالہ ماور اور سرسید ماور کا نام بھی وہاں وہاں تک پہنچے گا۔ ؎

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بھاتی ہے بہت خوب تری نغمہ سرائی
یہ ہجر نہیں وصل کے سامان ہیں سارے
پوچھے یہ تڑپنا ترا اے نالۂ ماور
بولے کہ بس اِک شوخ کی اُلفت کے ہیں مارے
ہاں باعثِ تسکین یہ زرخیز زمیں ہے
شاداب میرے خونِ جگر کے ہی سہارے

نظم ''سرسید ماور'' علاقہ ماور کی ایک علم دوست شخصیت جناب غلام حسن مخدومی کی علمی وادبی اور سماجی خدمات کے تئیں خراج تحسین ہے۔ موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ علم وادب کے پھیلاو اور فروغ میں صرف ہوا اور فروغ علم وادب کے ضمن میں آپ کی فکری وعملی کاوشوں کا اعتراف ہر کوئی باشعور انسان کرتا آیا ہے۔ ان ہی خصوصیات کے پیش نظر انہیں ''سرسید ماور'' بھی کہا جاتا ہے۔ شاعر اس نظم میں ''سرسید ماور'' کی علمی وادبی خدمات کا اعتراف یوں کرتا ہے: ؎

اُسی دیئے کی ضوفشانیاں نمایاں ہیں
ماور کے گردوں پر
قسم ہے ان بجھتے، ٹمٹماتے، جھلملاتے تاروں کی
اُسی شخص نے یکہ وتنہا
گھٹاٹوپ اندھیروں اور طوفانوں کے بھنور میں
خونِ جگر سے اپنے
اک دِیا جلایا ہے

یہ نظم چار بندوں پر مشتمل ہے اور فنی طور پر یہ فن کاری کا مثالی نمونہ معلوم ہوتی ہے۔ نظمیات میں کئی اور بھی دلچسپ نظمیں موجود ہیں، جو مختلف

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

موضوعات پر لکھی گئیں ہیں۔ ان میں ایک نظم بعنوان ''علاّمہ اقبالؔ کی خدمت میں'' بھی شامل ہے۔ یہ ایک طویل نظم ہے جو تصوراتی پیکر میں لکھی گئی ہے۔ شاعر عالم تصور میں علامہ اقبالؔ سے مخاطب ہوکر موجودہ زمانے کے مسلمانوں کی اندوہ ناک صورت حال کا احوال سنا تا ہے کہ آج کے مسلمان تو خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن ان کے افکار و اعمال میں تعلیم اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔ یہاں تو لوگ اپنے مطلب کی خاطر انسانی اقدار کا بھی پاس ولحاظ نہیں رکھتے اور زردار غریبوں کو انسان بھی نہیں سمجھتے ہیں:۔

کہنے کو یہاں لوگ مسلمان سبھی ہیں
شاید ہی کوئی رہ روِ اسلام بھی ہوگا

اس نظم میں شاعر کے دردمندانہ احساس اور کلام اقبالؔ کے اثرات کا جو تاثر نظر آتا ہے اس کی عکاسی غزلیات میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے۔ کتاب کا زیادہ تر حصہ غزلوں پر مشتمل ہے۔ شاعری دراصل مخصوص ذہنی کیفیت کا فن کارانہ اظہار ہے اور اس کیفیت کو مہمیز دینے میں فکری و سماجی ماحول بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ شاعر کا ذہن جس چیز کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کے خیالات وتصورات میں بھی اس کی عکاسی ضرور نظر آتی ہے۔ اب غزل کی بات کریں تو اس میں بھی یہ صورتحال موجود ہوتی ہے اور یہی صورتحال' شاعر کی پہچان بھی بن جاتی ہے۔ نظام الدین سحرؔ ایک استاد ہونے کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر بھی اچھی دسترس رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے تو ظاہر ہے کہ ان کے کلام میں بھی اصلاحی و مقصدی پہلو کا جذبہ ضرور نظر آئے گا۔ اس مناسبت سے درجہ ذیل اشعار پر نظر ڈالیں: ۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تم نہ ڈھونڈو میرے اشعار میں معنی
کہ شکل لا میں الا اللہ کا پھل ہے
وفا کی آرزو ان سے نہ کرنا
کہ ان کا دل نہیں مثلِ حجر ہے
کونے کونے سے صدائے لاالہ آتی ہے اب
زور باطل صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کو ہے
باپ کی اُس نے سنی تھی کب جوانی میں بھلا
اُس کی بیٹا جو نہیں سنتا تو شرماتا ہے آج
وعظ ہیں پُر اثر ترے ناصح
ہم کو جچتے ہیں ہست و بود اپنے
خدا کی یاد سے غافل ہوا ہے یوں انساں
سکوں و چیں نہیں اسے قرار نہیں

اسی طرح سے بہت سارے اشعار میں اصلاحی و تعمیری پیام نظر آتا ہے۔ اب اگر غزلیہ اشعار کے دوسرے موضوعات پر ارتکاز کریں تو ان میں رومانوی تخیل بھی ہے، احتجاجی لے بھی اور متصوفانہ افکار کا شعری بیان بھی۔ یہ اشعار غزل کے روایتی مزاج کی پاسداری بھی کرتے ہیں اور عصری زندگی کے مسائل و موضوعات کی عکاسی بھی۔ ؎

تصور میں سماتا جو نہیں ہے
مرا محبوب ایسا بے بدل ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جانے خدا پیام میں کیا کیا ملا دیا
کس کو ملا زمانے میں قاصد ہے معتبر

تمہاری محفلوں میں جو میری تحقیر ہوتی ہے
بجا ہے یوں بھی میرے عشق کی تشہیر ہوتی ہے

جو ظالم کی اطاعت پر ہو راضی
وہ انساں بھی تو مثلِ گاؤ خر ہے

مجموعی طور پر دیکھیں تو ''صدائے سحر'' کا بیشتر کلام فنی، تخلیقی اور موضوعاتی طور پر ایک کہنہ مشق شاعر کی شعری صلاحیتوں کا عمدہ ثبوت پیش کر رہا ہے اور قرأت کے دوران قاری شعوری سطح پر حسی لطافت سے بھی محظوظ ہو جاتا ہے۔ ؎

بستیٔ جہلاء میں عاقل تیری دانائی فضول
بے سمجھ لوگوں میں ہوتی ہے سمجھ داری غلط

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

پروفیسر میر محی الدین

''صدائے سحر'' سحر کی آغوش میں

جب سے ریاست جموں وکشمیر میں اردو اور کشمیری شاعری محض سرکاری خوش آمد، قصیدہ خوانی، تک بندی تک محدود رہ گئی ہے، تب سے شاعری کے لیل ونہار پر ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا کہ رات کی تاریکی چھٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے اور سحر ہونا ناممکن سا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ صورتحال صرف ریاستی سطح پر ہی نہیں بلکہ قومی سطح پر اُردو شاعری کو دبستانوں سے گھسیٹ کر بازاروں کی نہ صرف رنڈی بنا دیا گیا بلکہ بقول فرائڈ ''یہ اب جدید گالی گلوچ کا مہذب طریقہ بن گیا ہے''۔ ایسے میں مقصدیت اور اخلاقی شاعری کا نہ صرف دم گھٹ گیا بلکہ یہ شاعر حضرات وقت کی زہریلی شعاعوں میں ایسے جھلس گئے جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

چنانچہ شاعری میں مرزا اسد اللہ خان غالبؔ نے جس علامت نگاری (Symbol) کو استعمال میں لاکر اُردو ادب کو ایک نئی جہت دی تھی وہ آہستہ آہستہ روبہ زوال ہوکر محض انعامات حاصل کرنے تک محدود رہ گئی۔ علامہ اقبالؔ نے ''شاعر کو آنکھ کا درجہ دے کر اس کو تمام جسم کا درد محسوس کرنے والا رفیق وشفیق قرار دے'' کر اسے جس مقصدیت کے اعلیٰ عہدے پر براجمان کیا تھا وہ اب روبہ زوال ہوتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ اس تناظر میں جب ہم نظام الدین سحرؔ کی شاعری کا مطالعہ کریں تو یہ کہنا چاہتا ہوں اور دعویٰ کے ساتھ کہہ بھی سکتا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ہوں کہ وہ اپنے اشعار میں ایک مقصدیت کی شمع فروزاں روشن کرنے کی تگ ودو نہایت رومانی اور شاعرانہ انداز میں کرنے میں نہ صرف کامیاب ہوئے ہیں بلکہ قارئین اور ناقدین کا دل بھی موہ لینے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ چونکہ سحرؔ صاحب اخلاقی، مذہبی اور نظریاتی شاعر ہیں۔ لہٰذا ان کے مقاصد ایک خاص دائرے میں ہی گھوم کر اپنی بات قارئین تک پہنچانے کی سعی کررہے ہیں۔ انہوں نے شاعری کو بے لگام گھوڑے کی طرح آزاد چھوڑ کر انسانی احساسات، اخلاقیات اور جذبات کو دوسرے شعراء کی طرح محض مادیت کیلئے استعمال نہیں کیا بلکہ خداپرستی، انسان دوستی اور آخرت پسندی کے سانچے میں ڈال کر ایک پیغام دینے کی کوشش کی ہے ؎

رہنے کے نئے طور ہیں انداز نئے ہیں
نغمے میں نئے راگ نئے ساز نئے ہیں

ہے عالم حیرت کے یہ حالات ہیں کیسے
اس دور کے انسان کے خیالات ہیں کیسے

چنانچہ موجودہ دور کے مادہ پرست انسان خیالاتِ شیطانی کے پنجرے میں جڑے ہوئے ہیں اور سحرؔ صاحب میں انہیں آزاد کرنے کی فکر لاحق ہوگئی اور شاعر کا روپ اختیار کر گئے ؎

بستی میں ہیں مکان ہی مکان کوئی گھر نہیں
چاروں طرف ہیں پیڑ ہی سایہ ثمر نہیں

اس غزل میں سحرؔ صاحب نے جس طرح گھروں کے اُجڑنے اور انسانی رشتوں کے ٹوٹنے کا طلسماتی ڈرامہ پیش کیا ہے۔ وہ میری نظر میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سحرؔ صاحب طرۂ امتیاز ہے ؎

جادو ہماری بات کا چلتا تھا دُہر میں
یہ کیا ہوا کہ اس میں بھی کوئی اثر نہ رہا

سحرؔ نے اپنی شاعری نہ صرف مقصدیت اور اخلاقیت بلکہ جوانوں کو جھنجھوڑ کر ان کو علامہ اقبالؔ کی صحبگا ہی یاد دلا کر پیغامِ سحر سے بدلنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں الفاظ کو تراشنے اور گلابی پیرہن میں لپٹانے کا قدرتی فن موجود ہے ؎

مہک جائے، مہک، اپنی مہک سے
اُجالا عام ہو، اس کی دمک سے

میں اپنی بات اس نقطہ پر ختم کروں گا کہ کشمیر میں اُردو ادب میں سحرؔ صاحب جیسے بہت کم شعراء ہیں جو کوئی نظریہ یا تحریک لے کر شاعری کو اخلاقی قدروں کو اونچا کرنے کے لئے سعی کر رہے ہیں۔ سحرؔ نے جس سحرؔ کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے وہ علامہ اقبالؔ، سرسید اور ابو اعلیٰ مودودیؒ کی تحریکوں میں صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

حصّہ چھارم

یادیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

؎ دوستو یہ میری وصیت ہے
جب کبھی تم کو یاد آؤں گا
مغفرت کی مری دُعا کرنا
جو بھی مجھ سے خطا ہوئی ہوگی
ہے قسم تم اُسے بُھلا دینا
وہ دیا اک میری نشانی ہے
خونِ دل سے اُسے جلا دینا
کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے
جی پہ اپنے کو "الوداع" لکھوں
(سحرؔ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

محمد شعبان ڈار

کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

زندگی خدا کی سب سے عظیم نعمت ہے۔ اسی ایک نعمت سے انسان کسی بھی دوسری نعمت کا فائدہ یا لطف حاصل کرسکتا ہے۔ زندگی ہے تو اہل وعیال سے انسان کا رشتہ ہے، زندگی ہے تو مال ودولت سے انسان لذت حاصل کرسکتا ہے۔ زندگی ہے تو دوستی ہے، زندگی ہے تو قوت وطاقت حاصل ہے لیکن زندگی کے بعد موت ایک عیاں چیز ہے۔ موت ایک ایسی ناگزیر حقیقت ہے جس سے کسی بھی انسان کو استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ جو بھی انسان اس دنیا میں آتا ہے۔ موت کے بے رحم ہاتھ تو اس کو ایک نہ ایک دن دبوچ ہی لیتے ہیں۔ موت کا نہ کوئی انکار کرسکتا ہے اور نہ اس سے فرار کی کوئی راہ ہے۔ موت کیسی کیسی عظیم شخصیات کو اپنی آغوش میں لیتی ہے اور کتنے ہی پیاروں، دوستوں اور چاہنے والوں کو ایک دوسرے سے جُدا کردیتی ہے۔ موت کتنی فلک بوس عمارتوں اور عالیشان گھروں کو ویران کھنڈروں میں تبدیل کردیتی ہے۔ موت کے اثر سے دنیا کا کوئی چپہ اور قریہ خالی نہیں ہے ؎

کلۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت در میں شہر میں گلشن میں ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آراء قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موت کی آغوش میں (اقبالؒ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

موت وحیات کا سلسلہ ازل سے شروع ہو چکا ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ انسان آتے ہیں اور اپنا کارنامۂ حیات انجام دے کر اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ کوئی انسان اپنی زندگی میں مال ودولت کا متمنی ہوتا ہے، اور کوئی جاہ وحشمت کا آرزومند ہوتا ہے۔ کوئی اقتدار وحکومت کی تمنا رکھتا ہے اور کوئی شہرت وناموری کا خواہشمند ہوتا ہے۔ غرض ہر کوئی انسان اپنے ارادوں، اغراض اور مقاصد کے حصول کے لئے زندگی بھر مشغول ومحور ہتا ہے لیکن جب اس کی موت واقع ہوجاتی ہے تو دنیا کے لوگ اسکو اس طرح بُھلا دیتے ہیں جیسے کہ وہ اس دنیا میں آیا ہی نہ تھا ؎

بہ شکل رنگ وگل پر حقیقت میں خار ہے دنیا
ایک پَل میں اِدھر سے ہے اُدھر چار دن کی بہار ہے دنیا

بہت سارے انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی اس مختصر زندگی کو خدا کی سب سے انمول نعمت سمجھتے ہیں۔ اور اس فانی زندگی میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں کہ دنیا تادیر ان کو نہ صرف یاد رکھتی ہے بلکہ ان کے احسانات کی مُعترف ہوتی ہے اور جب جب ان عظیم شخصیات کا تذکرہ آتا ہے تو اُن کی یاد میں دل خون کے آنسوں روتا رہتا ہے۔ ان اہم ہستیوں کی اموات سے دنیا اپنے محسنوں کے احسانات سے محروم ہوجاتی ہے ؎

موت اُسکی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

جماعت اسلامی جموں وکشمیر ایک داعی تنظیم ہے۔ اقامت دینِ اسلام اس جماعت کا نصب العین ہے۔ یہ تنظیم گذشتہ سات عشروں سے اس پوری ریاست میں اپنے نصب العین (اقامت دین) کے لئے مجد وجہد ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تنظیم افراد سے بنتی ہے۔ جس طرح ایک عمارت اینٹ گاڑے سے بنتی ہے۔ تنظیم میں افراد کی حیثیت یہی ہوتی ہے۔ کوئی فردِ واحد اقامت دین کا عظیم کام تنہا انجام نہیں دے سکتا۔ اس بڑے مقصد کے لئے کارآمد اور باصلاحیت افراد اور کارکنان کی ضرورت ہوتی ہے۔ ضلع بارہمولہ میں جماعت اسلامی کے قیام سے اب تک دیگر زعماء کے علاوہ جو اہم شخصیات اس انقلابی تحریک کے ساتھ وابستہ رہی ہیں ان میں مرحوم غلام محی الدین بٹ صاحب سوپور، مرحوم میر غلام رسول صاحب سوپور، مرحوم سلیمان صاحب زالورہ، مرحوم غلام حسن ڈار صاحب ڈورو، مرحوم عبدالغفار ریشی صاحب منڈ جی، مرحوم محمد جمال میر صاحب بہرام پورہ، مرحوم شیخ علام محی الدین صاحب مازبگ، مرحوم حبیب اللہ حجام صاحب مازبگ، مرحوم علی محمد ڈار صاحب ڈورو، مرحوم عبدالصمد شاہ صاحب تارزوہ، مرحوم غلام محمد لون صاحب ڈنگی وچہ، مرحوم محمد مقبول ماگرے صاحب ڈوگری پورہ اور مرحوم پیر نظام الدین صاحب سوپور کا تحریک اسلامی کے قیام میں مرکزی رول رہا ہے۔ یہ ایسی ہستیاں تھیں جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے تحریکِ اسلامی کے پودے کو سینچا ہے اور آج یہ پودا ایک تناور درخت کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اللہ ان تمام مرحومین کو جنت نصیب کرے۔ آمین

ان بزرگ شخصیات میں ایک نام محترم پیر نظام الدین سحرؔ صاحب کا ہے۔ وہ مورخہ ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء بروز بدھ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گئے۔ ان کی رحلت سے جماعت اسلامی ضلع بارہمولہ میں جو خلا پیدا ہوا اس کو پاٹنا بہت ہی مشکل ہے۔ مرحوم کا مسکن نسیم باغ سوپور میں تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے وہ ایک سرکاری اُستاد تھے۔ وہ بیک وقت ایک قلم کار، دانشور، خطیب، مقرر، داعی، شاعر، عالم دین اور اسلام کے مجاہد تھے۔ وہ بچپن

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سے ہی تحریکِ اسلامی کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے۔ تحریکی فکر ان کے رگ وپے میں رچ بس گئی تھی۔ دعوتِ دین اور اقامت دین کا کام موصوف کا مشغلہ اور اُوڑنا بچھونا تھا۔ ان کی شخصیت مقناطیسی کشش رکھتی تھی۔ وہ دعوتِ دین کے لئے ہر ایک شخص کے پاس جاتے تھے اور اس کو خدا کا کلام سننے اور دین حق پر چلنے کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ انسان کو اپنی بات پر قائل کرنے کا فن اُن میں موجود تھا۔ مسکراہٹ ہر وقت ان کے چہرے پہ موجود ہوتی تھی۔ تُند خوئی اور ترش روی کا ان میں نام ونشان نہ تھا اور نہ وہ کبھی کسی سے غصہ کرتے تھے۔ وہ شرافت کے پیکر تھے۔ مرحوم کا انتقال جس روز ہوا راقم اس وقت سوپور پولیس اسٹیشن میں اسیری کے ایام کاٹ رہا تھا ان کے انتقال سے قبل ان کے ساتھ ملاقات نہ ہونے کا اور ان کے جنازہ میں شریک ہونے کا راقم کو بے حد قلق ہے۔

مرحوم سحر صاحب کو دعوتِ دین اور ابلاغ دین کے لئے اپنی پیرانہ سالی کے باوصف جو بات تڑپاتی تھی وہ دورِ حاضر کے انسان کی خود فراموشی اور خدا فراموشی تھی۔ وہ ہر نشست اور اجتماع میں موجودہ دور کی بے راہ روی کا تذکرہ کرتے تھے اور اس کے بھیانک نتائج سے عوام الناس کو واقف کراتے رہتے تھے۔ وہ عوام الناس کی دین سے بے زاری سے زنجیدہ ہوجاتے تھے۔ وہ نوجوانوں کی موجودہ بے حیائی اور اخلاق سوز طرزِ عمل سے ہمہ وقت پریشان رہتے تھے۔ وہ نہ صرف اپنے دروس اور تقاریر میں موجودہ بے دینی اور بے راہ روی کے اسباب وعلاج کا تذکرہ کرتے تھے بلکہ مرحوم نے اپنی شاعری میں بھی ملتِ اسلامیہ اور خاص کر اسلامیان کشمیر کے مسائل کو ابھارا ہے اور ان کا حل بھی بتلایا ہے۔ انہیں معلوم تھا اور یقین بھی کہ ہماری ملت، سماج اور معاشرے کو اس تباہی اور بربادی سے اگر کوئی چیز بچا اور نجات دے سکتی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تو وہ دینِ اسلام اور رسول رحمتؐ کے اسوہ حسنہ کی مکمل پیروی ہے۔

قرآن مجید کے ساتھ مرحوم نظام الدین صاحب کو بے حد لگاؤ تھا۔ وہ اس بابرکت کلام اللہ کے مطالعے کے ساتھ گھنٹوں گزارتے تھے اور پھر متنوع قسم کے اجتماعات اور نشستوں کا از خود انعقاد کرا کے درس وتدریس کے ذریعے عوام الناس تک خدائے بزرگ وبرتر کا کلام پہنچانے کی مقدور بھر سعی کرتے تھے۔ راقم خود اس بات کا شاہد ہے کہ موصوف ہر ایک شخص کے پاس دینِ حق کی دعوت لے کر جاتے تھے۔ وہ ہرگز یہ چیز نہیں دیکھتے تھے کہ میں جس شخص کے پاس تحریکِ اسلامی کی دعوت لیکر جاتا ہوں اس شخص کا تعلق کس فکر، مسلک یا جماعت سے ہے۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ قرآن مجید (ھدیً للنّاس) کتاب ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض اور ذمہ داری ہے کہ اس مبارک اور انقلابی پیغام کو مسلکی اور جماعتی نظریوں سے بالاتر نظریہ کی حیثیت سے جملہ انسانیت کے سامنے پیش کیا جائے۔ ان کے درس وتدریس اور سمجھانے کا انداز اور طریقہ بہت ہی مشفقانہ اور نرالا ہوتا تھا۔ وہ اپنے حُسن انداز اور حُسن کلام اور حُسن اخلاق سے غیروں کو مانوس اور دشمنوں کو رفیق اور دوست بناتے تھے اور اس کا سلیقہ بھی خوب رکھتے تھے۔ راقم کئی بار ان کے حلقہ میں کئی اجتماعات میں شرکت کے لئے جب گیا تو وہ گھر گھر جا کر لوگوں کو اجتماع میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ میں نے جب ایک بار ان سے سوال کیا کہ محترم آپ پیرانہ سالی کے باوجود اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

میری زندگی کا مقصد، تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان، میں اسی لئے نمازی

مرحوم سحرؔ صاحب جہاں ایک داعیٔ دین تھے وہاں خدمتِ خلق کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

شعبہ میں اُن کا گراں قدر کام تھا۔ وہ یتیموں، محتاجوں، بیواؤں، بے کسوں اور ناداروں کی امداد کے لئے ہر وقت نہ صرف چوکنا رہتے تھے بلکہ یہ عظیم کام ان کی زندگی کا مقصد ہی تھا۔ وہ اپنے رفقائے جماعت کو اس کام کی اہمیت بار بار سمجھاتے رہتے تھے۔ مریضوں کی عیادت، مصیبت کے ماروں کی امداد، بے کس اور محتاج انسانوں کی خبر گیری اور مساکین کی داد رسی کو وہ اپنا وظیفۂ حیات سمجھتے تھے۔ جب بھی ان کی بستی یا علاقے میں کوئی حادثہ پیش آتا تھا یا کوئی فرد کسی مصیبت کا شکار ہوجاتا تھا تو وہ سب سے پہلے وہاں امداد اور خبر گیری کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ مرحوم نے اپنے مقامی حلقہ میں جو بیت المال قائم کیا تھا وہ اس وقت سب سے مستحکم اور فعال ہے۔ وہ صاحبِ ثروت لوگوں کے پاس جا کر ضرورت مندوں کیلئے امداد جمع کرتے تھے اور کمزور اور محتاج لوگوں کے پاس ان کے گھروں میں جا کر ان کی معاونت کرتے تھے۔ وہ میر درد مرحوم کے اس شعر کو اکثر گن گنایا کرتے تھے ؎

دردِ دلِ کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

وہ عیادت اور تعزیت اور لوگوں کی خوشی وغمی میں شرکت کو دعوتِ دین کا لازمی جُز سمجھتے تھے۔ اور اپنے رفقاء وہمدردان کو اس اہم کام کی تلقین وتاکید کرتے رہتے تھے۔ ان کے علاقے کے بہت سارے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے غمخوار اور ہمدرد سے محروم ہوگئے ہیں۔

مرحوم نظام الدین صاحب خود ایک عالم دین تھے لہٰذا وہ ہر وقت اپنے رفقاء کو علم کی اہمیت وافادیت سے واقف کراتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ کسی بھی فرد کے لئے علم کا حاصل کرنا بے حد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ضروری ہے۔ وہ نبی رحمتؐ کی یہ حدیث مبارک بار بار دہراتے تھے کہ (العلم سلاچی) علم میرا کارگر ہتھیار ہے۔ وہ جماعت اسلامی کو ایک علمی تحریک مانتے تھے اور کہتے تھے یہ تحریک اپنے رفقاء جماعت کو علم دین سے مزین کرنا چاہتی ہے۔ وہ علم قرآن اور علم حدیث سے ہی انسانی دلوں کو فتح کرنے پر یقین رکھتے تھے۔ وہ اپنے تقاریر اور دروس کے دوران قرآن وحدیث اور تاریخی دلائل سے سامعین کو قائل کر دیتے تھے۔ خود صاحبِ علم ہونے کے باوجود دوسروں سے سیکھنے میں وہ کبھی شرم نہ محسوس کرتے تھے۔ کسی بھی اجتماع میں درس وتدریس کے بعد شرکاء اجتماع سے فرماتے تھے کہ درس یا تقریر کے متعلق کوئی استفسار کرنا چاہے تو وہ بلا جھجک پوچھ لیں اور پھر سامعین کے پوچھے گئے سوالات کے اطمینان بخش انداز سے جواب دے کر انہیں مطمئن کر دیتے تھے۔

جماعت اسلامی جموں وکشمیر ایک منظّم دینی تنظیم ہے۔ اس تنظیم سے وابستہ ہر ایک فرد کو نظم وضبط اور امر واطاعت کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ مرحوم سحر صاحب نظم وضبط اور امر واطاعت کے لحاظ سے ہماری تنظیم میں ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتے تھے۔ راقم نہ صرف عمر کے لحاظ سے ان سے چھوٹا تھا بلکہ علم وعمل کے معاملہ میں بھی ان سے کوسوں پیچھے ہے، لیکن مرحوم کو جب بھی ہماری جانب سے کوئی بلاوا آجاتا تھا تو کیا مجال؟ کہ وہ تعمیل حکم میں ایک منٹ کی دیر کرتے۔ قرآن مجید کا یہ ارشاد ہر دم ان کے وردِ زبان ہوتا تھا کہ "یا ایھاالذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"۔ جب تنظیم کی جانب سے اُن پر کوئی بھی ذمہ داری عائد کی جاتی تھی تو وہ اپنی نجی اور ذاتی مشغولیات کو فوراً ترک کر کے اس مفوضہ ذمہ داری کو اپنے اوپر فرض سمجھ کر انجام دیتے تھے اور پھر کام کی انجام آوری کے بعد خوشی ومسرت محسوس کرتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

وہ ایک مہمان نواز انسان تھے۔ مہمان کی تشریف آوری سے وہ انتہائی خوشی محسوس کرتے تھے۔ مہمان کی خاطر تواضع کرنے میں وہ کوئی فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ مہمان نوازی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص اور اہم سنت ہے۔ وہ تحریک اسلامی میں نیا اور جوان خون داخل کرنے کے بے حد متمنی تھے۔ وہ اس غرض سے نو جوانوں کی بے حد حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ جس جواں سال فرد میں وہ کوئی صلاحیت دیکھتے تھے تو وہ فوراً اس کے ساتھ رابطہ کرتے تھے اور اس کو تحریک کی جانب راغب کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ اپنی سرپرستی اور سربراہی میں نو جوانوں کی صلاحیتوں کو نکھارتے تھے۔ اپنے مقامی علاقہ میں موصوف نے کئی ایسے ذہین، قابل اور باصلاحیت نوجوانوں کو تحریک اسلامی کے ساتھ وابستہ کردیا ہے جو کہ مستقبل میں تحریک اسلامی کے لئے انمول اثاثہ ثابت ہوسکتے ہیں۔ وہ ایک انسان شناس شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک ہی مجلس میں کسی بھی فرد کی خوبیوں اور خامیوں کو پڑھ لینے کا ادراک رکھتے تھے۔ دینی اوصاف سے آراستہ نوجوانوں سے وہ زبردست محبت رکھتے تھے۔

محترم نظام الدین سحر صاحب کے انتقال سے تحریک اسلامی جموں وکشمیر اور خصوصاً جماعت اسلامی (ضلع بارہمولہ) میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کو پاٹنا اور پُر کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ بقول اقبالؒ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ سے ہماری دُعا ہے کہ وہ مرحوم سحر صاحب سے بحیثیت بشر ہوئی سہو وخطا کو معاف فرمائے اور اللہ کے دینِ حق کی اقامت وسربلندی کے لئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

موصوف کی سعی وجہد اوران کی حسنات کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں تحریک اسلامی کے نصب العین اقامت دین کے لئے سحرؔ صاحب جیسا جوش وجذبہ اور ولولہ عطا کرے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین ؎

زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا
آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اُس گھر کی نگہبانی کرے
(اقبالؒ)

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی

آہ! نظام الدین سحرؔ بھی فوت ہو گئے

''ندائے سحرؔ'' اور ''صدائے سحرؔ'' نام کے دو کشمیری اور اُردو شعری مجموعات کے خالق، عالمِ دین، ماہرِ تعلیم اور بلند اخلاق بزرگ قلمکار جناب نظام الدین سحرؔ ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو طویل علالت کے بعد اپنی رہائش گاہ واقع نسیم باغ سوپور ضلع بارہمولہ کشمیر میں انتقال کر گئے۔ یہ خبر اُن کی وفات کے فوراً بعد اُن کے فرزندِ ارجمند ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی صاحب (جو گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج سوپور میں اُردو کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں) نے دی جنھیں سحرؔ صاحب اور میری دیرینہ قرابتداری کا بھرپور علم ہے۔ میں جانتا تھا کہ میرے بزرگ دوست سحرؔ صاحب گذشتہ کئی ماہ سے معدے میں کینسر کی مہلک بیماری کے سبب زندگی اور موت کی کشمکش میں مُبتلا تھے مگر اُن کے ارتحال کی خبر سُن کر میری آنکھوں میں یکایک آنسوں چھلک آئے اور کانوں میں اُن کے یہ کہے ہوئے آخری الفاظ کی صدائے بازگشت سنائی دینے لگی۔ ''اللہ ہمیں دوبارہ ملاقات کا موقعہ بخشے''۔ ۲۲/فروری ۲۰۱۷ء کو ظہور صاحب نے مجھے فون پر بتایا کہ سحرؔ صاحب سرینگر جا رہے ہیں۔ اگر ملاقات کرنے کی فرصت ہو تو جامع مسجد فردوس آباد بٹہ وارہ (?) کے پاس پہنچ جائیں۔ میں جلدی جلدی سڑک پر جا پہنچا بلکہ اپنے ایک دوست غلام رسول ملک صاحب کو بھی اپنے ہمراہ کر لیا۔ چند ہی منٹوں کے بعد ظہور صاحب نے میرے قریب اپنی گاڑی روک دی۔ سحرؔ صاحب ہمیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دیکھ کر مُسکرائے۔ میں نے انھیں پیار بھری نظروں سے دیکھا تو احساس ہوا کہ سحر صاحب اپنی صحت کے بارے میں کافی فکر مند تھے۔ انھوں نے ہمیں ڈھیر ساری دُعائیں دیں اور پُرنم آنکھوں سے ہماری طرف دیکھتے ہوئے وہ جُملہ کہا جس کا متن میں نے پہلے ہی دیا ہے۔ اُس روز میں دن بھر سحر صاحب کے گھر پہنچنے کی فکر میں رہا۔ شام کو ظہور صاحب نے مطلع کیا کہ سحر صاحب صحیح وسلامت سوپور پہنچ گئے ہیں۔ بیچ بیچ میں فون پر ہی اُن کی مزاج پُرسی ہوتی رہی۔ ایک روز ظہور صاحب نے میرے استفسار کرنے پر بتایا کہ سحر صاحب کی طبیعت زیادہ ہی خراب ہوگئی تھی اس لئے ہم نے انھیں شیر کشمیر انسٹی چیوٹ آف میڈیکل سائنسز صورہ (سرینگر) میں مُنتقل کیا ہے۔ اُن کی زبانی اب طبیعت سنبھل جانے کی اطلاع سے تھوڑی بہت راحت تو ملی ہی مگر ۲۶ راپریل کو وہی بُری خبر سُنائی گئی جس کو سُننے کی ہمت نہ تھی۔ مارے غم کے میں اُس وقت ظہور احمد صاحب کو تعزیت تک نہ کرسکا۔ البتہ میں نے نمازِ ظہر پر اپنی جامع مسجد کے امام مُفتی منظور احمد سے سحر صاحب کی خاطر دُعائے مغفرت کرنے کی اپیل کی۔ مُفتی صاحب موصوف نے دو تین بار سحر صاحب کی دینداری اور پرہیزگاری کا تذکرہ کرتے ہوئے تفصیلاً دُعائیں کیں۔ اس خبر نے جموں کے سارے ادبی حلقوں میں ایک ہلچل سی مچادی اور جگہ جگہ تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے جن میں کلچرل اکادمی، رسا جاودانی میموریل لٹریری سوسائٹی، جموں وکشمیر اُردو فورم، آزاد فاؤنڈیشن، انجمن فروغِ اُردو اور ادبی کُنج وغیرہ تنظیمیں شامل تھیں۔ سحر صاحب اپنے کشمیری اور اُردو کلام کی بدولت یہاں جموں میں بھی اچھی طرح متعارف تھے۔ تبلیغِ دین سے منسلک اداروں نے بھی اُن کے واصلِ بحق ہونے پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے زبردست

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انجمنِ فروغ اُردو کے صدر امینؔ بانہالی صاحب نے ایک دلدوز نظم لکھی جس میں مرحوم سحرؔ کی شخصیت اور شاعری کی ہو بہو عکاسی ہوئی ہے۔ میری چُپی کو توڑنے کے لئے روزنامہ ''اُڑان'' کے جناب تنویر احمد خطیب صاحب نے پہل کی۔ انھوں نے مجھے سحرؔ صاحب کے بارے میں یہ مضمون لکھنے پر آمادہ کیا مگر میں داغِ مفارقت کا مارا ''کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں''۔ کے چکر میں پڑا ہوا ہوں۔ سب سے بڑی مُشکل یہ ہے کہ میں کیسے اُس قریب ترین ہمسائے، دوست، شاعر، ادیب، مبلغِ دین اور خوش خلق سحرؔ کے نام کے ساتھ لفظِ ''مرحوم'' پیوست کروں جو ابھی بھی میری نگاہوں کے سامنے پُھرتی سے چلتے، مُسکراتے اور بات کرتے ہوئے بار بار آرہے ہیں۔ مجبوراً میں اُن کی رحلت سے پیدا شُدہ جذبات کو اُن کے اپنے ہی شعروں میں بیان کرنے کی جسارت کرتا ہوں ؎

سب کچھ یہیں ہے پروہ نہیں ہے
پیروں تلے سے کھسکی زمیں ہے
کس کو بُھلاؤں کیونکر بُھلاؤں
نظروں میں پل پل خندہ جبیں ہے

مرحوم سحرؔ صاحب کا پورا نام نظام الدین مخدومی تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام پیر محمد یوسف تھا۔ آپ کا نسب نامہ سلطان العارفین حضرت شیخ حمزہ مخدوم صاحبؒ سے جا ملتا ہے جنھیں کشمیر کا روحانی شہنشاہ بھی کہتے ہیں۔ حضرت مخدوم صاحبؒ تُجر شریف، تحصیل سوپور ضلع بارہمولہ (کشمیر) کے بلند و بالا صوفی بزرگ اور ولی اللہ تھے جن کا آستانۂ عالیہ ہاری پربت سرینگر میں مرجعِ خلائق ہے۔ اس اعتبار سے نظام الدین مخدومی کو امامت، خطابت، مُدرسِ قرآن

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

واحادیث اور وعظ وتبلیغ کی ذمہ داریاں وراثت میں ملی تھیں۔ انہی فرائض کی انجام دہی کے لئے اُن کا دینی مطالعہ کافی وسیع رہا ہے۔ سحرؔ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۶ء کو ہندواڑہ قصبہ (ضلع کپواڑہ) کے جنوب میں واقع عشہ پورہ نامی ایک خوبصورت گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی سارہ بیگم تھا۔ سحرؔ کے والدِ مرحوم اُس وقت اپنے آس پاس کے دیہات میں واحد تعلیم یافتہ دینی عالم، امام، مُدرّس اور سماجی وسیاسی کارکُن تھے۔ مرحوم پیر محمد یوسف صاحب کے دو بیٹے عبدالرشید اور نظام الدین تھے۔ عبدالرشید مخدومی صاحب محکمہ تعلیم میں اُستاد تھے اور وہ عالمِ شباب ہی میں ۱۹۸۴ء میں فوت ہوگئے۔

۱۹۹۱ء میں سحرؔ صاحب عشہ پورہ کو خیرباد کہتے ہوئے نسیم باغ سیر روڈ سوپور ضلع بارہمولہ (کشمیر) میں آبسے۔ سحرؔ صاحب کو سوپور میں بھی اپنی جائے ولادت کی یاد ستاتی رہی۔ چنانچہ ان جذبات کو انھوں نے اس انداز سے شعری سانچے میں ڈھالا ہے

کُچھ نہ پوچھو کہ کیا گُذرتی ہے
جی پہ اپنے کہ الوداع لکھوں
یہ زمیں باعثِ وجود تو ہے
اس فضانے حیات بخشی ہے
سرد، شیریں، صاف پانی سے
اس ندی نے بدن نکھارا ہے

نظام الدین مخدومی وجہامہ، عشہ پورہ، بومئی، قلم آباد سکولوں اور گورنمنٹ ڈگری کالج سوپور سے تعلیم حاصل کی۔ خانگی مشکلات کی بناء پر حصولِ تعلیم کا سلسلہ بادلِ نخواستہ منقطع کرنا پڑا۔ دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ نظام الدین سحرؔ نے دینی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تعلیم کا آغاز اپنے چچا غلام محمد مخدومی صاحب سے کیا۔ ۱۱/نومبر ۱۹۶۴ء کو وہ بحیثیتِ سرکاری ٹیچر گورنمنٹ پرائمری سکول سنزی پورہ (کپواڑہ) تعینات ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں تبدیل ہوکر گورنمنٹ ہائی سکول قلم آباد آئے جہاں سے اُن کی اُردو شعر گوئی کا سفر شروع ہوگیا۔ ۱۹۶۸ء میں جامعہ اُردو علی گڑھ سے ادیبِ کامل کا امتحان پاس کیا۔ اسی دوران کشمیری میں شعر موزوں کرنے کی بھی شروعات ہوئیں۔ ۱۹۶۸ء ہی میں انھوں نے گورنمنٹ ٹیچرس سکول کپواڑہ سے بیسک ایجوکیشن ٹریننگ کورس مکمل کیا۔ ۱۹۷۰ء میں ماہرِ دینیات اُردو کا امتحان دارالعلوم دیوبند (اُتر پردیش) سے پاس کیا۔ ۱۹۷۱ء میں شریف النساء سے آپ کی شادی ہوئی جن کے بطن سے چار بچے ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی، رفعت جبیں، درخشندہ جبیں اور شگفتہ جبیں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۷۴ء میں بطورِ پرائیویٹ اُمیدوار بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۶ء میں بی۔ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۷ء میں فارسی میں ایم۔اے کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ ستمبر ۲۰۰۴ء میں نظام الدین سرکاری نوکری سے سبکدوش ہوگئے۔ ۲۰۰۷ء میں آپ کی رفیقۂ حیات کا انتقال ہوگیا جس سے نازک مزاج سحرؔ کو کافی صدمہ پہنچا تھا۔ چنانچہ انھوں نے مرحومہ کی یاد میں دو طویل نظمیں کہی ہیں جن میں سے ایک نظم کے کچھ اشعار اس طرح ہیں

راحتِ جسم وجاں تھی نہ رہی
رشکِ حورِ جناں وہ تھی نہ رہی
اُس کی ہر بات اُترتی تھی دِل میں
کتنی شیریں بیاں وہ تھی نہ رہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

مُجھ سے پہلے وہ کیوں ہوئی رُخصت
عمر سے نوجواں وہ تھی نہ رہی
اب تو بیدل ہوں بے زباں سحر
میرے دِل کی زباں وہ تھی نہ رہی

نظام الدین سحر نے لگ بھگ تیس برس تک امامت، خطابت اور درسِ قرآن کے فرائض بطریقۂ احسن انجام دیئے۔ ایک سماجی کارکُن کی حیثیت سے انھوں نے قاضی آباد (کپواڑہ) کے بالائی دیہات میں کافی کام کیا۔ آپ نے ہی اقبال میموریل اسلامیہ سکول عشہ پورہ کی بنیاد ڈالی۔ آس پاس کے دیہات میں تبلیغِ دین کا سلسلہ جاری رکھا۔ ملازمت سے فراغت پانے کے بعد سحر صاحب ۲۰۰۵ء میں مخطوطات سے متعلق قومی مشن کے ساتھ بطورِ عربی، فارسی اور کشمیری اسکالر وابستہ ہوگئے تو انھوں نے آخری دم تک پانچ اضلاع میں مخطوطات کا سروے مکمل کیا۔ اگر اُن کی صحت ٹھیک رہتی تو یہ اہم کام بہرصورت اختتام پذیر بھی ہوجاتا۔ سحر صاحب ایک شیریں بیان کشمیری اور اُردو شاعر تھے۔ چنانچہ اُن کی شاعری کے دو عمدہ مجموعے ''ندائے سحر'' اور ''صدائے سحر'' بالترتیب ۲۰۰۲ء اور ۲۰۱۳ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوگئے۔ اول الذکر مجموعہ کشمیری کلام پر مشتمل ہے جس کا دیباچہ ڈاکٹر شاد رمضان صاحب نے ''بیا کھ سحر تہ پھول'' کے عنوان سے قلمبند کیا ہے جبکہ اُن کے اُردو شعری مجموعے کی ابتداء میں اسیر کشتواڑی کا پیش لفظ، پروفیسر قدوس جاوید کا ''صدائے سحر'' اور امین بانہالی کا ''ایک تاثر'' وغیرہ تین نوشتے ملتے ہیں جن میں مصنف کی شخصیت اور شاعری پر وضاحت سے بات ہوئی ہے۔ مگر میں وادیٔ کشمیر کے اطراف واکناف پر نظر ڈالنے کے بعد اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سحر صاحب کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کشمیری شاعری کم ازکم ریاستی اکادمی کے ایوارڈ کی مستحق تھی جس سے انھیں محروم رکھا گیا۔ تاہم درویش صفت سحرؔ کو ان اعزازات وانعامات کی کوئی تمنا نہ تھی اور نہ ہی انھیں اس ضمن میں کسی سے کوئی شکوہ یا شکایت تھی۔

نظام الدین سحرؔ اب ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن اُن کی علمی اور دینی جانکاری کے اثرات کافی دیر تک قائم رہیں گے۔ وہ ایک سچے مومن، متقی اور پرہیز گار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نیک لوگوں کو پہلے ہی جنت کی بشارت دی ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ پیٹ کی تکلیف سے مرنے والے کو مختلف احادیث مبارکہ میں شہید کا درجہ دیئے جانے کا اشارہ بھی موجود ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے یہی عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ مرحوم نظام الدین سحرؔ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین۔ میں گذشتہ کئی سالوں سے نومبر۔ دسمبر کا بے تابی کے ساتھ انتظار کرتا رہتا کہ سحرؔ صاحب جموں آئیں گے اور ہماری ملاقاتوں کا سلسلہ بحال ہوجائے گا لیکن اب میں کچھ بھی کروں مگر سحرؔ صاحب کبھی جموں نہیں آئیں گے کیونکہ وہ اب سوپور میں ہی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ البتہ اُن کی یادیں ستاتی اور تڑپاتی رہیں گی۔

؎ کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

غلام قادر لون

داعیٔ تحریک چل بسا

نظام الدین صاحب اصل میں راقم کے علاقہ یعنی عشہ پورہ قاضی آباد کے رہنے والے تھے۔ نظام الدین پیشہ کے لحاظ سے سرکاری اُستاد تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں سرینگر میں مرکزی دفتر مائسمہ سے واپس گھر آرہا تھا۔ جب میں سوپرنا گام پہنچا تو دیکھا ایک جلسہ ہورہا ہے۔ گانا بجانا اور ڈول بانسری کا تماشا تھا۔ میں نے اندازہ کیا کہ کسی سیاسی پارٹی کا جلسہ ہے وہی اس بدتمیزی کا مظاہرہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔ میرے وہاں پہنچنے سے چند منٹ پہلے کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ مقررین میں محمد ابراہیم گیلانی ایڈوکیٹ مرحوم بھی تھے جو کونیل کے رہنے والے تھے۔ بہت ہی ذہین اور باصلاحیت تھے۔ انہوں نے زوردار انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ جلسہ غالباً قاضی آباد ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے منظم کیا گیا تھا۔ دیکھنے کے لائق یہ چیز تھی کہ صاحبِ صدر ایک ہنس مکھ چہرہ رکھے ہوئے صدارت کی کرسی پر براجمان تھے۔ میں نے قریب سے دیکھ لیا یہ نظام الدین صاحب مرحوم تھے۔ کسی وجہ سے مجھے بھی تقریر کے لئے بلایا گیا غالباً اس وجہ سے کہ میں جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ تھا اور قاضی آباد کے ہر گاؤں میں بشمول عشہ پورہ بار بار جانا ہوا تھا میں نے اس موقعہ پر تعاونوعلی البر وتقویٰ جو اس فورم کے بینر پر لکھا تھا اس کی وضاحت کی اور ناچ گانے، نماز کا خیال نہ رکھنے پر ٹوکا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بعد میں نے نظام الدین صاحب کو ایک تحصیل اجتماع میں (جو غالباً ہندواڑہ میں تھا) دیکھا۔ ان سے مختصر سی گفتگو ہوئی معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے ہی گیلانی صاحب کے ذریعہ جماعت اسلامی سے متعارف ہیں۔ انہیں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ عشہ پورہ جہاں وہ رہتے تھے اس کے اردگرد کا علاقہ تحریکِ اسلامی کے نام سے تو آگاہ تھا مگر کوئی پُر اثر شخص جو دعوت دین پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، ابھی سامنے نہیں آیا تھا۔ نظام الدین اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا۔ نہایت ہی شریف، مخلص اور داعی تھا۔ اس کی دعوتی کوشش سے کئی نوجوان جماعت کے ساتھ وابستہ ہوئے۔ وہ اردگرد کی بستیوں میں جماعت اسلامی کی دعوت پہنچانے کے لئے مصروف جدوجہد رہا۔ ان کی زبان سے کئی دفعہ درسِ قرآن سننے کا موقعہ ملا۔ وہ قرآن پاک کی آیات کو ٹھیک طرح سمجھاتے تھے۔ وہ رقیق القلب تھے۔ نبی برحق ﷺ کی سیرت سے خاصا شغف رکھتے تھے۔ سیرتی واقعات وہ خود بیان کرتے یا کوئی اور بیان کرتا میں نے کئی دفعہ انہیں اشک بار دیکھا۔ میں ان کے بہت قریب رہا ہوں لیکن کبھی مجھے نہیں بتایا کہ میں شاعر ہوں۔ غالباً مجھے کونیل کے عبدالرشید جوہر نے ایک دفعہ ان کے شاعر ہونے کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اور ایک دفعہ اچانک ٹیلی ویژن پر ایک مشاعرے میں ان کو دیکھا۔ ان کا کلام سننے کے بعد مسرت ہوئی کہ ہماری تحریک سے تعلق رکھنے والے نظام صاحب شعراء کی محفلوں میں اسلام کی صداقت پر لب کشا رہیں گے۔ عشہ پورہ سے انہوں نے سوپور ہجرت کی۔ سوپور میں بھی نظام الدین نے تحریک جماعت اسلامی کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ جمعہ پر خطابات کے ذریعہ جماعت اسلامی کے پروگرام سے عوام کو آگاہ کرتے تھے۔ ان کا حلقہ احباب بہت ہی وسیع تھا۔ وہ جہاں جاتے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دین کی خدمت کا کام طاقت کی مطابق کرتے تھے۔ نظم وضبط کے پابند تھے۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے بجائے افہام وتفہیم اور باہم خیر سگالی کو اپنانے کا درس دیتے تھے۔ وہ گذشتہ دنوں بیمار تھے۔ آخر کار اس جہاں فانی سے رخصت ہوئے۔ میں ذاتی طور اور جماعت اسلامی کی طرف سے ان کے فرزند اور بچیوں کے ساتھ ساتھ ان کے تمام رشتہ داروں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ متاثرہ افراد خانہ کو اپنے فضل وکرم سے نوازے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین!

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

محمد امین بانہالی

سحر ایک منفرد شاعر

جناب نظام الدین سحر صاحب سے میرا تعارف نہ تو بہت پرانا ہے اور بدقسمتی سے نہ ہی ان کے ساتھ مجھے بہت زیادہ وقت گذارنے کا موقعہ ملا۔ وہ سردی کے موسم میں جب جموں رہنے کے لئے آتے تو ان کے دل میں یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ ادبی محافل میں جایا کریں جب کہ انہیں ایسی کسی بھی ادبی تنظیم کا علم نہیں تھا، خیر کسی طرح انہوں نے انجمن فروغ اردو تک رسائی کی جس کے نتیجے میں ان کی بیش قیمتی اور لگاتار شمولیت ہماری انجمن فروغ اُردو کے حصے میں آئی۔ حالانکہ وہ جموں کی ایک سرکردہ ادبی تنظیم ادبی کنج میں بھی جاتے رہے مگر کبھی کبھار ہی ایسا ہوا۔ اس وقت تک مرحوم زیادہ تر کشمیری ہی کے شاعر تھے لیکن انہوں نے اپنے اردو کلام کو انکشاف بھی انجمن میں کیا جو کہ بقول ان کے اصلاح طلب تھا۔ اس طرح انجمن کو ان کے کشمیری کلام کے ساتھ بہت ہی سلجھا ہوا اردو کلام بھی سننے اور دیکھنے کا موقع ملا یہاں تک کہ ان کے اُردو کلام کو کتابی شکل میں لانے کے سلسلے میں بھی انجمن کا ایک ہاتھ رہا کیوں کہ یہاں ان کے کلام پر سیر حاصل گفتگو ہوتی تھی اور نوک پلک پر بھی انہیں مشورے دیئے جاتے تھے حالاں کہ کچھ لوگوں نے ان کو انجمن فروغ اُردو سے وابستہ ہونے پر ناخوشی کا اظہار بھی کیا لیکن کیوں؟ اِس سے ان لوگوں کی ذاتی اغراض تھیں اس لئے سحر صاحب نے پرواہ نہ کی اور ہر سرما میں جموں آنے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کے بعد وہ فوراً ہماری نشستوں میں جڑ جاتے رہے اور دو سے تین برس تک یہ سلسلہ قائم ودائم رہا۔لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ وہ اردو میں کوئی بہت زیادہ کام نہیں کر پائے تاہم میں یہ کہوں گا یہ اس قلیل عرصے میں انہوں نے اردو ادب کو جو کچھ دیا وہ اپنے آپ میں ایک مثال ہے اور جب تک اردو ادب کے شائقین رہیں گے سحر صاحب کا نام کشمیری کے ساتھ ساتھ اُردو ادب میں بھی رہے گا گذشتہ سال یعنی ۲۰۱۶-۱۷ء کے موسم سرما میں جب وہ یہاں آئے تو انجمن تک نہیں پہنچے۔ اچانک مجھے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں۔ پھر کیا تھا میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ سنجواں ان کے دولت خانے پر ان کی مزاج پرسی کے لئے چلا گیا۔ ملاقات پر معلوم ہوا کہ وہ معدے کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ نیز انہوں نے دعاؤں کے لئے بھی کہا۔

بعدازاں جب میں نے فون پر ان کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے پھر ایک بار دعاؤں کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ ان کی تکلیف میں اب کچھ افاقہ ہے۔اچانک ایک دن مجھے پتہ چلا کہ وہ کشمیر واپس چلے گئے ہیں۔ میں یہ جان کر پریشان ہوگیا کہ وہ ایسے اچانک ہی کیوں چلے گئے۔ بہر حال میں انہیں مسلسل فون کرتا رہا لیکن بدقسمتی سے یا تو ان کا نمبر بند ہوتا تھا یا کوئی جواب نہیں ملتا تھا جس نے مجھے اور بھی پریشان کر دیا کہ آخر بات کیا ہے؟ میں نے یہ سب باتیں انجمن میں بھی کہہ دی تھیں۔

یہ سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ ایک دن ریڈیو کشمیر نے یہ دل سوز خبر دی کہ سحر صاحب نہیں رہے نہ صرف انجمن کے لئے بلکہ ساری ریاست کے ادبی حلقوں کے لئے ایک بہت بڑا المیہ تھا۔مرحوم آج ہمیں یاد آتے ہیں جو ایک قلم کار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی اچھے انسان اور پھر مومن کامل تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ویسے تو ہم سب جانے ہی کیلئے آئے ہیں لیکن ایسی شخصیات کا جانا ان کے متعلقہ شعبہ جات میں ایسا خلا پیدا ہوتا ہے جو پُر ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ اُن کی روح کو سکونِ ابدی عطا فرمائے اور اُن کی نیک نیتی پر مبنی ادبی خدمات کا بھی انہیں بہترین صلہ عطا کرے۔ آمین

دُکھتی آنکھوں سے چبھن جاتی رہی
ذہن و دل سے فکر فن جاتی رہی
موت نے جب در پہ دستک دی امینؔ
زندگی بھر کی تھکن جاتی رہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

خورشید کاظمی

نظام الدین سحر ایک بلند پایہ شاعر

جموں کی سب سے پرانی اُردو تنظیم فروغِ اُردو جو ممبران کے اِدھر اُدھر منتقل ہو جانے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ نوئے کی دہائی کے آخر میں ایک بار پھر اِستادہ کی گئی جس کے صدر جناب مرحوم نور صدیقی مقرر ہوئے۔ تاہم اب اس کا نام انجمن فروغ اردو رکھا گیا۔ اُس وقت انجمن کے خزانچی مرحوم عبداللطیف ملک مقرر ہوئے جو کہ پبلسٹی سکریٹری بھی تھے۔ تب سے آج تک بہت سے اہل قلم اس انجمن سے وابستہ ہوئے۔ تنظیم کی بنیادی ممبروں میں نور صدیقی، مالک رام آنند، نثار دہلوی اور راقم الحروف ہیں تاہم امینؔ بانہالی کی اردو ادب کے تئیں خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور موصوف بنیادی ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ اس وقت انجمن کے صدر ہیں۔ نور صدیقی کے انتقال کے بعد انجمن کے نائب صدر مالک رام آنند کو صدر بنایا گیا اور آنجہانی نثار دہلوی کو نائب صدر، مالک رام کے انتقال کے بعد مارچ ۲۰۰۴ء کے اوائل میں امینؔ صاحب کو صدر اور نثار دہلوی صاحب کو نائب صدر طے پائے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد نثار دہلوی بھی چل بسے۔ وقتاً فوقتاً انجمن سے جڑنے والوں میں نظام الدین سحر بھی شامل ہیں جن کی زندگی نے وفا نہیں کی ورنہ انجمن کے لئے وہ ایک بہت ہی سلجھے ہوئے اور بلند قامت شاعر تھے۔ انجمن سے جڑنے کے بعد مرحوم نے اپنا کشمیری کلام سنانے کے بعد فرمایا کہ آپ اُردو میں بھی کلام کہتے ہیں اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بہت کچھ کہا ہے کہ جو شاید اصطلاح طلب ہو۔ انجمن کے صدر نے ان سے گذارش کی کہ وہ جب بھی آئیں اپنا اُردو کلام بھی سنایا کریں، نوک پلک کے بارے میں اگر محسوس ہوا تو انجمن آپ کی پوری مدد کرے گی۔ ان کا اردو کلام اتنا زیادہ اصلاح طلب تو نہیں تھا پھر بھی نوک پلک میں امینؔ صاحب نے کافی حد تک ان کی اعانت کر کے ان کے کلام کی فنی لغزشوں کو دور کر دیا جس کے نتیجہ میں ان کے کشمیری کلام کے ساتھ ساتھ اُردو کلام کا کتابی شکل میں آنے کا راستہ ہموار ہو گیا اور ایسا ہوا بھی جس سے کشمیری کے ساتھ ساتھ مرحوم نے اردو زبان وادب کو بھی نایاب کلام سے نوازا۔ موصوف نے اپنی اردو شاعری میں زبان وبیان کا خاص خیال رکھا ہے۔ اور ان کو پڑھنے والا اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ اچھا اثر ہی قبول کرے گا جیسا کہ میں نے ان کی تخلیقات کے مطالعے سے محسوس کیا ہے۔ ان کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی میں نے یہ دیکھی کہ انہوں نے اپنے کلام کے مقطوں میں سحرؔ کو برائے تخلص ہی نہیں بلکہ بمعانی سحر ہی کیا ہے جس سے کہ وہ اپنے کلام کا صحیح طور پر حق ادا کرنے میں کسی بھی بڑے شاعر سے پیچھے نہیں۔ حالاں کہ ان کی انجمن سے وابستگی کا سلسلہ بہت ہی مختصر ہے لیکن انجمن کو آج بھی ان کی کمی کھلتی ہے۔ راقم الحروف کو امینؔ بانہالی (صدر انجمن) نے یہاں سے کشمیر میں مجھے بذریعہ فون اطلاع دی کہ انہیں گذشتہ شام یہ خبر ریڈیو پر سننے کو ملی کہ سحرؔ صاحب رحلت فرما گئے ہیں تو میرا دل بھر آیا۔ بعد ازاں انجمن کے تعزیتی اجلاس بھی کیا جو کہ میڈیا پر بھی آیا۔ ویسے تو ہم سب کو ایک نہ ایک دن باری باری کر کے جانا ہی ہے اتنے جانے والے کا غم اس کے اپنوں کے ساتھ ساتھ انہیں بھی ہوتا ہے۔ جن کا اس سے کسی نہ کسی درجے میں کوئی واسطہ ہو۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

مقام عطا فرمائے۔ دنیا میں جب تک ادبی ہلچل باقی رہے گی مرحوم کا نام پوری آب وتاب کے ساتھ زندہ رہے گا۔ حالانکہ ان کی علالت کا سلسلہ طویل نہ تھا لیکن بیماری نامراد تھی جو آخر انسان کو لے ہی جاتی ہے۔ خدا ہر کسی کو ایسی نامراد بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین

خورشیدؔ اب بھی یاد ہے وہ دن مجھے کہ جب
دی تھی امینؔ نے یہ خبر، چل دیئے سحرؔ
بھر آیا میرا دل، مری آنکھیں چھلک اُٹھیں
دے کر ہمیں اُمیدِ سحر، چل دیئے سحرؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی

ماسٹر نظام الدّین سحرؔ

ایک متحرک وجود رکھنے والے داعیٔ دین کا اجمالی تعارف

مرحوم ماسٹر نظام الدین سحرؔ کا دیدار مجھے پہلی بار جون ۲۰۰۰ء میں اُس وقت نصیب ہوا جب آپ جامعہ کشمیر میں ادارۂ اقبالیات کی طرف سے منعقدہ دوروزہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں مرحوم عبدالرحمٰن مخلصؔ صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ یوں تو اُن کا غائبانہ تعارف مجھے کافی عرصہ سے تھا کیونکہ آپ ہمارے علاقے ہی کے گورنمنٹ ہائی سکول میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر تعینات تھے۔ اپنی تحریکی وابستگی اور تبلیغی مشن کے حوالے سے آپ اکثر و بیشتر ہمارے علاقے میں کہیں کسی دینی جلسہ اور کہیں مسجد وغیرہ میں پروگرام دیتے رہتے تھے لیکن بالمشافہ مجھے اُن کے ساتھ پہلی ملاقات کا شرف جامعہ کشمیر میں ہی ہوا۔

دراصل بچپن سے ہی مجھے تحریک اسلامی سے وابستہ رہنے والی علمی شخصیات سے ملنے، اُن کے ساتھ علمی، تحریکی اور ادبی گفتگو کرنے کا بے حد شوق رہا ہے لہٰذا جب بھی کبھی کسی علمی وادبی شخصیت سے مجھے تعارف کا موقعہ نصیب ہوتا ہے، تو میں اُس کے ساتھ نہایت بے تکلفی سے کمال ادب واحترام کے ساتھ محوِ گفتگو رہنا پسند کرتا ہوں اور یوں اُن سے اخذ وفیض ہی حاصل کرتا ہوں۔ میں اپنے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت مندی سمجھتا ہوں کہ میں نے کئی اہم ترین علمی شخصیات سے ملاقات کی ہے، جن میں مرحوم مولانا پروفیسر

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید لطیف بیگ صاحب، مرحوم سیفیؔ سوپوری صاحب، مرحوم مولانا حبیب اللہ شاہ صاحب، مرحوم قاری سیف الدین صاحب، مرحوم سعد الدین تارہ بلی صاحب جیسی بزرگ ہستیاں بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ میں پروفیسر عبدالمغنی مرحوم اور پروفیسر عبدالحق صاحب وغیرہ سے بھی ملاقی ہوا ہوں۔ مرحوم نظام الدین سحرؔ کو بھی میں مذکورہ بالا علمی شخصیات کے قبیل سے ہی گردانتا ہوں۔

۲۰۰۰ء میں سحرؔ صاحب سے ملاقی ہونے کے بعد، میں پھر بار بار اُن سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا رہا۔ ۲۰۱۴ء کے ماہِ ستمبر میں میرے ایک قریب ترین دوست بلکہ بھائی ڈاکٹر پیر نصیر احمد (ڈپٹی رجسٹرار اکیڈیمک کشمیر یونیورسٹی) کی والدہ ماجدہ کا انتقالِ پُر ملال اُن کے آبائی گاؤں عشپورہ قاضی آباد ہندوارہ میں ہُوا۔ تعزیت پرسی کے لیے میں بھی اپنی اہلیہ سمیت عشپورہ قاضی آباد پہنچا تو وہاں مجھ سے پہلے ہی مرحوم نظام الدّین سحرؔ پہنچے تھے۔ آپ کی یہ ایک انتہائی خوبی میں نے دیکھی ہے کہ آپ تعزیت پرسی اور خبر گیری کے لئے اپنے تمام رفیقوں اور ہم خیالوں تک، سُرعت کے ساتھ پہنچتے تھے۔

عشپورہ میں اتفاق سے ہم اکٹھے کافی دیر تک بیٹھے اور پھر اکٹھے میری ہی گاڑی میں آپ سوار بھی ہوئے، ہندوارہ میں میرے ہم زلف بھی ہیں، اسلئے میری اہلیہ سمیت سحرؔ صاحب اور میں نے اُنہی کے گھر میں چائے نوش کی، پھر اہلیہ وہیں اپنی بہن جی کے پاس بیٹھی اور ہم دونوں اکٹھے سوپور کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس طویل یادگار ملاقات میں سحرؔ صاحب نے مجھے اپنی ساری تحریکی داستان بیان کرتے ہوئے یہ جان کاری دلائی کہ کس طرح وہ عشپورہ قاضی آباد سے ہجرت کر کے نسیم باغ سیر روڈ سوپور میں سکونت کرنے پر راضی ہُوئے۔ شام کے پانچ بجے میں نے انہیں اُن کے گھر سیر روڈ پر چھوڑا اور خود

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سرینگر کی طرف روانہ ہوا، مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری اور اُن کی آخری ملاقات ثابت ہوگی۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے میں اُن کی رحلت تک پھر اُن سے نہیں مل سکا۔ یہاں تک کہ خوش قسمتی سے میں اُس دن سوپور ہی میں تھا جب اُن کا جسد خاکی شہید مرغزار سوپور لایا گیا اور یوں مجھے بھی اُن کی نماز جنازہ نصیب ہوئی۔ اللہ انھیں مغفرت فرمائے۔

دراصل اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ہی انسانوں کی قدر و منزلت پہچانی جاتی ہے اُن کے تعزیتی جلسے میں معروف اسلامی شاعر مشتاق کاشمیری اور مرکز سے جماعت اسلامی جموں و کشمیر کے کئی زعماء بھی تشریف لائے تھے جن میں جناب فہیم رمضان صاحب بھی شامل تھے۔

مرحوم ماسٹر نظام الدّین سحر جماعت اسلامی جموں و کشمیر کے باضابطہ ایک رکن تھے اور میں یہاں یہ بات تمام پڑھے لکھے افراد کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ تحریکِ اسلامی اپنی ہمعصر اسلامی تحریکات میں ثرّوت علمی اور متانتِ فکری کے لحاظ سے سب سے مقدم رہی ہے بلکہ براعظم جنوبی ایشیاء کی اسلامسٹ تحریکوں میں اب تک یہی تحریک سب سے زیادہ دیرپا ثابت ہوئی ہے۔ قدیم طرز کے علماء اور مغرب زدہ حضرات کی ناکامی کے بعد اس خلیج کو پاٹنے اور صحیح اسلامی قیادت فراہم کرنے کے لئے سید ابو الاعلیٰ مودودی کی قیادت میں یہ تحریک ۱۹۴۱ء سے باضابطہ طور پر معرض وجود میں آئی۔ دراصل اس تحریک کا آغاز ۱۹۳۳ء میں اس وقت ہوا جب سید مودودیؒ نے اپنے اردو ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' میں اسلامی نظام حیات کے موضوع پر باقاعدہ خامہ فرسائی شروع کی۔ اس وقت جدید مغربی تہذیب مسلمانوں پر جس طرح اثر انداز ہو رہی تھی اور اس کے نتیجے میں جو مسائل پیدا ہو رہے تھے، سید مودودیؒ نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

''ترجمان القرآن'' میں ان پر بطور خاص توجہ کی ۔ اپنے پُر زور استدلال اور واضح ادبی اسلوب سے آپ نے اس مادہ پرستانہ فلسفے کی مؤثر تردید کی جو مسلمانوں کے اذہان کو ایک عرصہ سے مرعوب کر رہا تھا۔ اس طرح سے سید مودودی ابتداء ہی سے زندگی کے جملہ شعبوں میں جدید انداز سے اسلامی نظامِ حیات کی برتری ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔

تقسیم کے بعد جماعت اسلامی جموں وکشمیر نے باضابطہ طور پر اپنا دینی دعوتی پروگرام علاحدہ طور پر جاری رکھا۔ مرحوم ومغفور حضرت سعد الدین تارہ بلی کی امارت میں اس تحریک نے جموں وکشمیر میں اپنی دینی سرگرمیاں جاری رکھیں ۔اُن کے ہم دوش مرحوم قاری سیف الدین، مرحوم غلام احمد احرار، مرحوم حکیم غلام نبی اور مرحوم محمد امین شوپیانی رہے بعد میں قبلہ سید علی گیلانی اور باقی حضرات نے بھی اسی مشن کو آگے بڑھایا۔ دراصل جماعت کے یہ السّابقون الاولون لوگ دینی تربیت کے ساتھ ساتھ مروجّہ علوم سے بھی مزیّن تھے، لہٰذا انھوں نے جدید علمی انداز میں اس دینی مشن کو آگے بڑھا کر یہاں سکولوں کا جال بچھایا۔ اس طرح انھوں نے پر امن طریقے سے یہاں تحریک اسلامی کو ایک علمی تحریک کے طور پر متعارف کرایا۔ نتیجے کے طور پر آگے چل کر دیگر تعلیم یافتہ افراد کے ساتھ ساتھ اکثر اساتذہ صاحبان ہی اس تحریک سے متاثر ہوئے اور اِن اساتذہ صاحبان نے یہاں تحریک اسلامی کو درو تدریس اور تبلیغ کے ذریعے گھر گھر پہنچایا۔ مرحوم نظام الدین سحؔر بھی اسی قافلے کے ایک سپاہی تھے۔آپ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد باضابطہ طور پر تحریکِ اسلامی میں جٹ گئے ۔آپ غالباً بحیثیت امیرِ حلقہ سوپور بھی کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ اپنی مقامی مسجد میں آپ جمعۃ المبارک کے خطبات دیتے رہتے تھے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

جماعت کے حلقۂ ادب کے آپ ایک متحرک کارکن تھے۔ تبلیغِ دین اور ماہرِ تعلیم کے علاوہ آپ اردو اور کشمیری کے ایک جیّد شاعر و ادیب ثابت ہوئے۔ انہوں نے باضابطہ طور پر اپنا کشمیری شاعری مجموعہ ''ندائے سحر'' (کاشر شعر سومبرن) کے حوالے سے ۲۰۰۲ء میں منظر عام پر لایا، جس کا تقریظ شعبۂ کشمیری، کشمیر یونیورسٹی کے ہیڈ پروفیسر ڈاکٹر شاد رمضان نے ''بیاکھ سحر پھول'' کے نام سے رقم کیا ہے۔ اس مجموعہ شعر میں سحرؔ صاحب نے مقصدی شاعری ہی کو پیش نظر رکھا ہے پہلے حمد باری تعالیٰ پھر مناجات۔ دُعا پھر نعت رسول ﷺ پر مختلف عنوانات کے تحت رسول رحمت ﷺ پر درود سلام پہنچایا ہے۔ اسی طرح اُردو زبان و ادب میں بھی آپ نے بھرپور شعر و شاعری کی ہے اور اس سلسلے میں ''صدائے سحر'' کے نام سے ایک مجموعہ ترتیب دیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کو محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ایک بڑا پروجیکٹ بھی ملا تھا، اس سلسلے میں آپ پورے کشمیر میں اپنے آخری دم تک مصروف سفر رہ کر علم و ادب کے جوہر پارے جمع کرتے رہے۔ یقیناً آپ ایک متحرک دینی وجود رکھتے تھے۔ اسی لئے مرتے دم تک علم و ادب اور تبلیغ دین آپ کا اوڑھنا بچھونا ثابت ہُوا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے کر اُن کا دینی تحرک ہم سبُوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو جائے۔

ایں دُعا از من و جملہ جہاں آمین باد

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

غلام نبی بٹ

میرے دوست اور میرے مربی

؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

کوئی بھی باشعور انسان اسی وقت کسی شخصیت سے متاثر ہوتا ہے جب اس کا واسطہ کسی ایسی علمی شخصیت سے ہو جو اپنی پوری زندگی میں ذکر و عبادت کی پابندی کے ساتھ اس منزل پر پہنچ چکا ہو جہاں فہم و بصیرت کے تقاضے موجود ہوں، جہاں دینی حمیت و بیدارگی کی فکر ظاہر ہو، جہاں خداداد قوتِ فیصلے کی صلاحیت موجود ہو، جہاں تنقیدی سوچ و فکر کے بجائے اصلاحی مزاج نے جگہ لے لی ہو، جہاں خود نمائی اور خود غرضی کے بجائے عجز و انکساری ہو، جہاں علوم و فنون کا بہتا ہوا سمندر ہو، جہاں کسی کی تُند و تیز اور سخت لہجہ پر سکوت اور خاموشی ہو، جہاں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں پر محبت کے پھول نچھاور ہوں، جہاں احترام و اکرام موجود ہو، جہاں فکر و شعور کی ہر منزل پُختہ ہو، جہاں مسلک پرستی، نام و نمود اور فرقہ پرستی کا نام و نشان نہ ہو، ایسے ہی لوگوں میں میرے دوست اور مربی نظام الدین سحؔر مرحوم کا شمار ہوتا ہے۔

یہ ۵/ مارچ ۱۹۸۹ء کی بات ہے جب راقم کو اس مردِ مومن سے پہلی ملاقات ان کے آبائی گاؤں عشہ پورہ کے ہائی اسکول میں اس وقت ہوئی جب میرا تبادلہ لارنو اسلام آباد کے ہائی اسکول سے ہوا۔ دراصل اس وقت ماسٹر گریڈ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

میں میری پرموش ہوئی تھی۔اس لئے ضلع اسلام آباد سے ضلع کپوارہ میرا تبادلہ ہوا۔جب ان پر پہلی نظر پڑی تو ایک پُرکشش شخصیت کے مالک، باریش، نورانی چہرہ، سفید جادہ میں لپٹے ہوئے اور سر پر قراقلی پہنے ہوئے نظر آئے۔ پہلی ہی ملاقات میں اُس نے میرا دل موہ لیا اور یوں میرا ان سے دوستی کا رشتہ قائم ہوا۔ یہ ناطہ تب تک جاری رہا جب تک میرے دوست کے بدن میں زندگی کی حرکت موجود تھی اس دوران مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔

سحر صاحب داعیٔ تحریکِ اسلامی، ادیب وشاعر، مصنف، مفکر، دانشور ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو، عربی، فارسی اور کشمیری زبانوں کے ماہر بھی تھے۔ آپ کے کلام کے دو مجموعے ''ندائے سحر'' اور ''صدائے سحر'' اردو اور کشمیری زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔اللہ نے آپ کو گونا گوں صلاحیتوں سے نوازا تھا۔آپ آزادیِ وطن کے پیکر اور اتحاد واتفاق کے علمبردار تھے۔وہ بڑوں سے نہایت ادب واحترام اور چھوٹوں سے پیار وشفقت سے کلام کرتے تھے۔آپ نہایت وسیع الاخلاق، مہمان نواز، علم وادب کے شیدائی ہونے کے ساتھ ساتھ پرانی قدروں کے محافظ بھی تھے۔مہمان نوازی کو آپ عین عبادت سمجھتے تھے۔ آپ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مقرر بھی تھے۔آپ جب بھی تقریر کرتے تو پہلے ایک پُرکشش ماحول تیار کرتے کہ سامعین آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ جہاں پر بھی آپ دعوتِ دین کے سلسلے میں جاتے آپ کے خطاب میں ایسی مقناطیسی کشش ہوتی کہ سُننے والا بار بار آپ کو سُننے کا عادی بن جاتا تھا۔

راقم کو نہ صرف آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا بلکہ آپ کے گھریلو ماحول کو بھی دیکھنے کا موقعہ ملا۔ سحر صاحب نے گھر میں ایک ایسا ماحول تیار

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کیا تھا جس نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا۔ آپ کی اہلیہ مرحوم شریفہ جی واقعی شریف النفس اور نیک سیرت خاتون تھی۔ اگر چہ وہ آپ کو دس سال پہلے ہی داغِ مفارقت دے کر چلی گئی مگر بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت میں جو رول انہوں نے نبھایا اس کا سحر صاحب بار بار ذکر کرتے تھے۔ آپ کی تین بٹیاں اور ایک صالح بیٹا ہیں جس کو آپ نے دینی اور دنیاوی علوم سے آراستہ کیا ہے۔ آپ کا فرزند ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ یہ آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آپ کے بچوں میں خوش خلقی، مہمان نوازی کا جذبہ موجود ہے۔ سحر صاحب اپنے اہل خانہ سے ہمیشہ خندہ پیشانی اور پیار ومحبت سے پیش آتے تھے۔ میں نے کبھی آپ کو بچوں کیساتھ ناراضگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

آپ ہمیشہ دعوتِ دین کی سرگرمیوں میں مشغول رہتے تھے۔ آپ جماعت اسلامی کے سرگرم رُکن تھے۔ تحریکِ اسلامی کے ساتھ آپ کا رشتہ بہت گہرا تھا۔ یہ ستمبر ۲۰۱۴ء کی بات ہے جب سحر صاحب راقم کے گھر تشریف فرما تھے۔ رات بھر بارش کا نہ رُکنے والا سلسلہ جاری تھا، دوسرے دن راقم کے کافی اصرار پر آپ ہمارے گھر ٹھہرے۔ تیسرے دن پوری وادی سیلاب کی زد میں آگئی ہر طرف پانی ہی پانی، سڑکیں پانی سے بھری ہوئی تھی جس کی وجہ سے ٹرانسپورٹ بھی معطل تھا۔ اس لئے مجبوراً آپ کو ہمارے گھر پر ٹھہرنا پڑا۔ سحر صاحب نے راقم سے کہا گھر جانا مشکل ہے اس لئے دعوتِ دین کا کام شروع کرتے ہیں۔ برستی بارش میں ہم نے کئی لوگوں سے انفرادی ملاقات کی اور اجتماعی طور پر کئی مساجد میں صبح وشام کے پروگراموں میں شرکت کی اور وہاں پر آپ نے وعظ فرمایا۔ ہمارے قریب کی جتنی بھی مساجد ہیں وہاں پر آپ نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

دعوتِ حق کا پیغام لوگوں کو سنایا۔ ایک دفعہ ایک متاثر رفیق نے آپ کو چائے کی دعوت دی آپ نے نہ صرف ان کی دعوت قبول کی بلکہ وہاں جا کر دس پندرہ لوگوں کے مجمع میں درسِ قرآن بھی دے دیا۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر اس وقت آپ نے ایک حلقے کی تشکیل بھی عمل میں لائی۔ اللہ کے فضل وکرم سے وہ حلقہ اب بھی دعوتِ دین میں مصروف عمل ہے۔

سحرؔ صاحب نے اپنی خداداد صلاحیتوں، پاکیزہ کردار، مُومنانہ فراست اور قرآنی بصیرت کے ساتھ تقریباً پچاس برس تک جماعت اسلامی میں ایک فعال رُکن کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے بالآخر ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء کو اپنے ہی گھر میں اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آخر میں چند اشعار کی صورت میں انہیں منظوم خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں ؎

علم والے علم کا دریا بہا کر چل دیئے
واعظانِ قوم سوتوں کو جگا کر چل دیئے
کچھ سخنور تھے سحرؔ اپنا دکھا کر چل دیئے
کچھ مسیحا تھے کہ مُردوں کو جِلا کر چل دیئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید اعجاز گیلانی

نظام الدین سحرؔ: علم و عمل کا پیکر

مرحوم نظام الدین سحرؔ صاحب کے ساتھ میرا قریبی تعلق رہا ہے۔ ایک تو میں نے ان کے ساتھ بحیثیت اُستاد کام کیا ہے اور دوسرا تحریکی لحاظ سے ان کے ساتھ وابستگی رہی ہے۔ میں واقعی ان کی بے داغ شخصیت سے بہت ہی متاثر رہا ہوں۔ وہ ایک اعلیٰ پایہ اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ بحیثیت اُستاد انہوں نے اپنا لوہا منوایا تھا۔ اُردو پڑھانے میں ان کو خاص دسترس حاصل تھی۔ ایک شاعر، ادیب اور مصنف ہونے کی وجہ سے وہ واقعی زبان دان تھے۔ بچوں کے ساتھ ان کو خاصا لگاؤ رہتا تھا۔ وہ ایک فرض شناس اُستاد ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے اساتذہ کو فرض شناسی کی ترغیب دلاتے تھے۔ نچلے کلاسوں میں اکثر چھوٹے بچوں کے ساتھ نیچے بیٹھ کر بڑے شفقت اور پیار سے پڑھاتے تھے۔ بچوں کو بھی ان کے ساتھ بہت لگاؤ رہتا تھا۔ کیونکہ وہ واقعی ایک پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک استاد اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ایمانداری اور دیانتداری اُن کا شیوہ تھا۔ اُن کی شاعری میں عشقِ مجازی کے بجائے عشقِ حقیقی نظر آتا ہے۔ بے باک انداز میں حالات و واقعات کی منظر کشی ان کے اشعار میں دیکھنے کو ملتی تھی۔ حالات کے ساتھ انہوں نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ تو بازمانہ بہ ساز کے بجائے ہمیشہ تو بازمانہ بستیز پر یقین رکھتے تھے۔ حالانکہ کئی بار حوادثاتِ زمانہ کے شکار بھی ہوئے لیکن ان کو اللہ پر بھروسہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تھا۔ محکمہ تعلیم میں مختلف عہدوں پر فائز رہ کر آپ نے کافی نام کمایا، ایک کامیاب استاد، ایک تجربہ کار منتظم مانے اور جانے جاتے تھے۔

دینی لحاظ سے بھی انہوں نے نہ صرف اپنے گاؤں میں بلکہ سارے علاقے میں کافی خدمت کی ہے۔ اپنے گاؤں میں تادمِ ہجرت وعظ وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے جہاں جمعہ کے موقع پر علاقے بھر کے لوگ شوق سے ان کی تبلیغ سننے کے لئے آتے تھے۔ ان کا وعظ وتبلیغ منفرد اور پُر اثر ہوتا تھا۔ وہ اکثر قرآن کا درس دیا کرتے تھے اور ان کی کوشش یہ رہتی تھی کہ آسان طریقے سے لوگوں تک خالص دین پہنچایا جائے۔ وہ خود بھی ایک موحد تھے اور وعظ وتبلیغ میں توحید اور خوفِ آخرت کی طرف زیادہ توجہ رہتی تھی۔ وعظ وتبلیغ میں ان کی آنکھیں اکثر پُرنم رہتی تھیں۔ محترم سحر صاحب مرحوم واقعی ایک عظیم خُدا ترس، مُتقی، انسان دوست، بے باک، صادق القول، صاف گو، راست باز اور باکردار انسان تھے۔ یقین محکم اور عملِ پیہم ان کا شیوہ تھا۔ عشپورہ گاؤں میں ایک اسلامی درس گاہ کے قیام کے لئے انہوں نے سارے علاقے میں گھر گھر جا کر چندہ جمع کیا اور انکی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ وہ درس گاہ آج ایک اچھا خاصا اسلامی ماڈل پبلک اسکول بن کر ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ جس میں بچے مروّجہ تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ ہو رہے ہیں۔

تحریکِ اسلامی کے ساتھ وابستگی کی بنا پر میرا ان کے ساتھ قریبی رابطہ رہا۔ حق تو یہ ہے کہ انہی کی وجہ سے میں بھی تحریکِ اسلامی سے وابستہ ہوا ہوں۔ وہ ایک انقلابی ذہن کے مالک تھے۔ دوسروں کو بھی کام کرنے کے لئے مؤثر انداز میں تحریک دیتے تھے۔ اکثر علاقے بھر کے گاؤں کے مسجدوں میں جا کر درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ خاص کر جوانوں کی طرف اُن کی زیادہ توجہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

رہتی تھی ان کا یقین تھا کہ نوجوان قوم اور ملت کا سرمایہ ہوتا ہے، لہٰذا ان پر کام کرنا چاہیئے ۔ تحریکِ اسلامی میں بھی اپنی فرض شناسی امرواطاعت اور علمی بصیرت کی بناء پر ان کا خاص مقام حاصل تھا۔ اُن کی وجہ سے اس علاقے میں اکثر جوان تحریک اسلامی کے ساتھ وابستہ ہوئے ہیں ۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے ۔ ہجرت کے بعد جب بھی عشہ پورہ آتے تھے تو ہر ایک مرد وزن کی خواہش رہتی تھی کہ محترم نظام صاحب مرحوم سے ملاقات کروں ۔ وہ گھر گھر جا کر لوگوں سے ملتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں نے اس گاؤں میں جنم لیا ہے ان بزرگوں کے سایہ میں پلا بڑا ہوں لہٰذا آخر تک اس گاؤں کے ساتھ ایک خاص لگاؤ اور عقیدت رہی ۔ ایسے انسان واقعی دنیا میں بہت کم ہی نظر آتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوروی پہ روتی ہے
بڑی مُشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

معراج الدین گیلانی

جناب نظام الدین سحرؔ میری نظر میں

؎ شب گریزاں ہوگئی آخر جلوۂ خورشید سے
اور آسماں ہوگا سحر کے نُور سے آئینہ پوش

جناب نظام الدین سحرؔ جیسے اعلیٰ پایہ شخصیت پر رقمطراز کرنا شاید میرے بس کی بات نہیں لیکن ان کے ساتھ گزارے ہوئے زندگی کے وہ حسین لمحات، چند الفاظ رقم کرنے کی ہمت دے رہے ہیں۔ سحرؔ صاحب کا تعلق بالائی قاضی آباد کے سب سے بڑے گاؤں عشہ پورہ سے تھا۔ وہ ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے جن کے بزرگوں نے ہمیشہ لوگوں کو قرآنی تعلیم کے نُور سے آراستہ کرنے میں اپنی زندگی صرف کردی تھی۔ جناب سحرؔ صاحب نے بھی مرتے دم تک اس مقدس کام کو انجام دینے کی کافی سعی کی۔ جناب نظام الدین سحرؔ صاحب ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ایک کامیاب مدرس، منتظم، امام وخطیب ہونے کے علاوہ اعلیٰ پائے کے ادیب وشاعر تھے۔ سحرؔ صاحب اپنی منفرد شخصیت اور اوصافِ حمیدہ کے لئے نہ صرف جانے جاتے تھے بلکہ ہر دلعزیز تھے۔ راقم بھی ان ہی منفرد خصوصیات کی وجہ سے ان سے شناسا تھا لیکن سال ۸۹۔۱۹۸۸ء میں مجھے گورنمنٹ ہائی سکول عشہ پورہ میں ایک نوآموز مدرس کی حیثیت سے ان کی سرپرستی میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔

محترم سحرؔ صاحب کا تبلیغ دین کے سلسلے میں ہمارے گاؤں اور ہمارے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

گھر آنا جانا لگا رہتا تھا لیکن سکول میں ایک ساتھ کام کرنے کے دوران انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ ایک مدّرس کی حیثیت سے اگر انہیں دیکھا جائے تو ایک کامیاب مدّرس تھے۔ ہر وقت معصوم بچوں کی فکر تھی کہ وہ صحیح ڈھنگ سے پڑھیں۔ ان کی اخلاقی تربیت کی ہمیشہ فکر رہتی تھی۔ ایک سربراہ کی حیثیت سے بھی انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ سب کو ساتھ لے کر چلنے کا ہُنر کوئی تو ان سے سیکھے۔ اعلیٰ انتظامیہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ سال ۱۹۹۰ء میں کشمیر میں نامساعد حالات نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا اور کوئی بھی شخص عذاب وعتاب سے بچ نہ سکا لیکن ان مشکلات کا سحرؔ صاحب نے اللہ کے فضل وکرم سے مقابلہ کیا اور بچوں کی تعلیم کو کبھی متاثر نہیں ہونے دیا۔

سحرؔ صاحب ایک بارُعب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی خُندہ پیشانی اور ان کا اندازِ گفتگو لوگوں کے دل موہ لیتا تھا۔ اعتدال پسندی اور میانہ روی انہیں کافی پسند تھی۔ یہی اعتدال پسندی اور میانہ روی ان کی رفتار، گفتار اور کردار کے اندر بھی موجود تھی۔ دردمندی، غمگساری، مروت اور خلوص کے پیکر تھے۔ نفاست پسند تھے اور یہ نفاست پسندی ان کے کردار، گفتار اور عادات اور اطوار میں نظر آتی تھی۔ محترم سحرؔ صاحب ایک سچے دین پسند شخص تھے۔ پاکیزہ صفت اور خداترس تھے۔ اپنی ہی آخرت سنوارنے کی فکر نہ تھی بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے بارے میں بھی ہر وقت فکر مند رہتے تھے۔ ایک دینی عالم کی حیثیت سے تبلیغ دین کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔ تحریکِ اسلامی کا بنیادی رکن ہونے کے ساتھ ساتھ اس تحریک کے کئی اہم منصوبوں پر اپنی ذمہ داریوں کو کامیابی کے ساتھ نبھایا۔ تبلیغِ دین کی خاطر مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ ایک عالم باعمل ہونے کی وجہ سے ان کی تبلیغ میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کافی اثر تھا اور سُننے والے نہ صرف متاثر ہوتے بلکہ فی الفور عمل کرنے میں ہی اپنی کامیابی سمجھتے تھے۔ راقم نے بھی متعدد باران کا درسِ قرآن سنا۔ درس دیتے وقت اکثر خوفِ خدا از برنظر رہتا تھا اور آنکھیں اکثر اشکبار ہوتی تھیں۔ امام وخطیب کی حیثیت سے کافی عرصے تک جامع مسجد عشہ پورہ میں فریضہ انجام دیتے رہے۔ عشہ پورہ میں ایک دینی درسگاہ قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مروّجہ تعلیم بھی دی جارہی ہے۔ ایک مرکزی بیت المال قائم کرنے میں کافی محنت کی جہاں آج بھی بہت سے نادار اور مفلس افراد کی معاونت کی جاتی ہے۔ قرآنی تعلیم عام کرنے میں انتھک محنت کی اور انہی کوششوں کی بدولت پورے علاقے میں قرآنی تعلیم کا نور پھیلا جس کا اعتراف علاقہ کے بچے، جوان، بوڑھے بزرگ اور مرد و زن کرتے رہتے ہیں۔ دینی اور فلاحی کاموں کو انجام دینے کے دوران کئی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن صبر کا دامن کبھی نہیں چھوڑا اور ہمیشہ اللہ پر بھروسہ کرکے مشکلات کے پہاڑوں کے سامنے ڈٹے رہے۔ کبھی بھی حالات سے سمجھوتہ کرکے اپنے مشن پر آنچ آنے نہیں دی۔

سحر صاحب ایک عالیٰ پائے کے ادیب وشاعر تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے بھی دین کی خدمت کی۔ اردو، فارسی اور کشمیری زبانوں پر انہیں کافی عبور تھا۔ ان کی شاعری اور ان کی تصانیف کو علمی اور ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

سحر صاحب نے ۱۹۹۰ء میں عشہ پورہ سے ہجرت کی اور نسیم باغ سوپور میں سکونت اختیار کی۔ ہجرت کے باوجود بھی اپنے علاقے یا علاقے کے لوگوں کو بھول نہیں گئے، بلکہ اکثر یہاں آنا جانا رہتا تھا۔ جمعہ کے مبارک دن

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عشہ پورہ آنا انہیں زیادہ پسند تھا۔ اکثر فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں علاقے کے مختلف گاؤں کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ علاقے بھر کے لوگوں کو بھی ان سے والہانہ عقیدت تھی اور ان سے مل کر خوشی اور سکونِ قلب حاصل کرتے تھے۔ سحرؔ صاحب اکثر علاقے کے لوگوں کی بالعموم اور عشپورہ کے بزرگوں کی بالخصوص ذکر کرتے رہتے تھے۔ کسی بزرگ کے متعلق فرماتے تھے کہ میں ان کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے قرآن شریف پڑھایا ہے۔ سردی کے دوران وضو بنانے اور نماز پڑھنے میں ہم کبھی تساہل سے کام لیتے تو اکثر اپنے ایک ہمسایہ بزرگ کے متعلق فرماتے کہ وہ بزرگ چلہ کلان کی سردی میں بھی چشمے پر جا کر یخ توڑ کر وضو بناتے اور نماز ادا کرتے اور اس طرح سب کو نماز کا پابند بناتے۔ جوانوں پر ان کی نظر خاص طور سے مرکوز تھی۔ وہ انہیں قوم کا مستقبل تصور کر کے انہیں دینی تعلیم سے آراستہ کرنے پر زور دیتے تا کہ وہ کل قوم کے لئے بہترین سرمایہ ثابت ہوں۔ جوانوں کو بھی ان سے کافی محبت تھی۔

راقم کے غریب خانے پر جب بھی سحرؔ صاحب تشریف فرما ہوتے تو گھر میں ایک عجیب قسم کی رونق آتی تھی۔ گھر کے سبھی افراد ان کی تشریف آوری کو خوش قسمتی سمجھتے تھے۔ اکثر ان کے ساتھ دین کی باتیں ہوتی تھیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا ذکر ہوتا تھا۔ بچوں کو قرآن پڑھنے کی تلقین کرتے، گفتگو کے دوران کبھی کبھار ظرافت سے بھی کام لیتے تھے لیکن اس ظرافت میں بھی کوئی نہ کوئی اچھی بات سیکھنے کو ملتی۔

سحرؔ صاحب دینی حلقوں کے علاوہ شعری اور ادبی حلقوں میں بھی کافی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کا حلقۂ یاراں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کافی وسیع ہے۔ سرکاری ملازمت سے سبکدوشی کے بعد بھی انہوں نے محکمہ آثارِ قدیمہ جموں وکشمیر کے لئے نادر قلمی نسخوں کو تلاش اور جمع کر کے ایک غیر معمولی کام انجام دیا۔ سحرؔ صاحب اپنی آخرت پسندی ، خوفِ خدا ، انسان دوستی، راست بازی اور بے لوث دینی اور سماجی خدمات کے لئے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔ انہوں نے واقعی ہمارے ذہنوں اور دلوں پر بہت سے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

نظام الدین سحرؔ صاحب سے راقم کی آخری ملاقات ۲۲/ اپریل ۲۰۱۷ء کو ان کے دولت خانے واقع نسیم باغ سوپور میں ہوئی۔ سحرؔ صاحب اُن دنوں کافی علیل تھے لیکن علالت کے باوجود ہم سے بات کی اور رخصت کے وقت ٹھہرنے کے لئے کافی اصرار کیا۔ علاج ومعالجے کے باوجود بھی بیماری میں کچھ افاقہ نہ ہوا اور بالآخر ۲۶/ اپریل ۲۰۱۷ء بروز بدھ ساڑھے دس بجے اللہ کی مرضی کے مطابق اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ عیدگاہ قدیم اقبال مارکیٹ سوپور میں نماز جنازہ ادا کی گئی جہاں لوگوں کے ایک جمِ غفیر نے شرکت کی۔ جنازے میں زندگی کے مختلف طبقہ ہائے فکر نے شرکت کی اور مرحوم کی خدمات کو یاد کیا۔ اس طرح علم کی یہ مشعل ہمیشہ کے لئے اگرچہ گُل ہوگئی لیکن انہوں نے علم وعمل کے ذریعے جو رہنمائی کی وہ ہمارے لئے ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہوگی۔ بقول حالیؔ

شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا
اک روشن دماغ تھا نہ رہا

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید جاوید مسرورؔ

نظام الدین سحرؔ: میرے اُستاد اور رہبر

رات کی تاریکی کو اگر چہ آفتاب کی شعاعیں ہی قطعہ کرتی ہے۔ تاہم چادرِ نُور کو فروغ پانے تک روزن سازی کا کام وہ ستارے انجام دیتے ہیں جن کی لَو مدھم ہونے کے باوجود بھی روشنی کے احساس کو برقرار رکھتی ہے۔ یہ بات میرے لیے باعثِ افتخار ہے کہ مجھے میرے اُستاد محترم الحاج نظام الدین سحرؔ (مرحوم) کی ہم جہت شخصیت پر اظہار خیال کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ تاہم مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ میں ضلع کپواڑہ کے ایک معروف عالمِ دین، ایک بہترین اُستاد، شُعلہ بیان مقرر، ایک منفرد سماجی کارکن، مخلص انسان دوست شخصیت اور شیرین بیان شاعر کے بارے میں اپنے تاثرات صفحۂ قرطاس پر رقم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ جنہوں نے اپنا تعارف اپنے ایک شعر میں یوں کیا ہے ؎

اک سحر ہوں، نُور کا پیغام ہوں سب کے لئے
اس سے بڑھ کر اور تو میرا اپنا پتا کچھ بھی نہیں

یہ برگزیدہ شخصیت ۱۳ر ستمبر ۱۹۴۶ء کو ہندوارہ کے جنوب میں واقع عشہ پورہ نامی گاؤں میں تولد ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام پیر محمد یوسف اور والدہ ماجدہ کا نام سارہ بیگم تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب وادی کشمیر کے ایک روحانی بزرگ سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدومی سے جاملتا ہے۔ آپ پیشے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

لحاظ سے مدرّس تھے۔ تاہم آپ نے بحیثیت ایک سماجی کارکن، ایک شُعلہ بیان مقرر اور ایک عالمِ دین کی حیثیت سے پورے ضلع میں اپنی پہچان بنائی تھی۔ بحیثیت سماجی کارکن کے آپ نے عشہ پورہ کی بستی میں اقبال میموریل اسلامیہ اسکول کے علاوہ ایک فلاحی بیت المال کی بنیاد بھی ڈالی۔ آپ زندگی کے بیشتر وقت میں جہاں درس وتدریس سے منسلک رہے وہیں تبلیغِ دین کے ساتھ ہمہ وقت مصروف عمل بھی رہے۔ شعروادب کے ساتھ غیر معمولی دلچسپی کے سبب آپ کے اب تک دو شعری مجموعے ''ندائے شعر'' اور ''صدائے سحرؔ'' ادبی دنیا میں اپنی ایک چھاپ ڈال چکے ہیں۔ ان شعری مجموعوں میں آپ نے توحید، رسالت، اصلاحِ معاشرہ کا وہ کام انجام دیا ہے جس کو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا۔ ''صدائے سحر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے سابقِ صدر شعبہ اُردو کشمیر یونیورسٹی پروفیسر قدوس جاوید لکھتے ہیں:۔

> ''نظام الدین سحرؔ غزل گوئی میں زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں ان کی بیشتر غزلوں کے اشعار میں بیان کردہ افکار الفاظ کے انتخاب اور برتاؤ کے سبب ایسے جمالیاتی محاسن کا اخراج کرتے ہیں جو قرأت کے ساتھ ہی قارئین کے دل ودماغ میں اُتر جاتے ہیں۔''

اسیرؔ کشتواڑی آپ کے اوصاف حمیدہ اور شاعرانہ برتری کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

> ''سحرؔ ایک کامیاب شاعر ہیں جو اپنے احساسات اور جذبات کے مناسب الفاظ میں پیش کرکے ساحری بھی کررہے ہیں۔''

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

امینؔ بانہالی نظموں اور غزلوں سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں:۔

''اگر وہ اردو میں طبع آزمائی کرتے رہیں تو آنے
والے وقتوں میں ان کا شمار ریاست کے اچھے اُردو شعراء
میں ہوسکتا ہے''۔

چونکہ راقم سحرؔ صاحب کا شاگرد رہا ہوں اس لئے اگر میں بحیثیت اُستاد ان کے بارے میں نہ لکھوں تو یہ انتہائی بے ادبی ہوگی۔ یوں اُستاد کا پیشہ سب سے عظیم اور مقدس پیشہ ہے تمام پیغمبروں، مفکروں، پرہیز گاروں اور اولیائے کرام نے اَساتذہ کی عزت اور احترام پر زور دیا ہے۔ اُستاد ہی انسان کو بے خبری کے عالم سے نکال کر جان پہچان کی دنیا میں لاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے جنہوں نے اپنے اَساتذہ کے ساتھ احترام اور محبت کا رشتہ قائم کر کے مشکل سے مشکل راہوں کا سفر آسانی سے طے کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ اس لئے مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ نظام الدین سحرؔ ایک مُحب، بے لوث، باعمل اور راست گو اُستاد تھے۔ مجھے مروجہ تعلیم کی پہلی سڑھی سے ہی سحرؔ صاحب کی رہبری اور رہنمائی نصیب ہوئی۔ تاہم یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کی باقاعدہ سرپرستی ہمیں تب تک نصیب ہوئی جب تک انہوں نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اُن کا کردار، اُن کا گفتار، اُن کی تصانیف اور ان کے اقوال زرّین میرے جیسے لاکھوں طالب علموں کی رہنمائی تب تک کرتے رہیں گے جب تک دنیائے ہست و بود پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

سحرؔ صاحب ایک رفیق و شفیق اُستاد تھے ہی لیکن دانش گاہ ہریل،

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عشہ پورہ اور سنزی پورہ میں جو نقوش انہوں نے چھوڑے ہیں وہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہیں۔ مارنگ اسمبلی میں اخلاقیات پر روزانہ گفتگو کی بات ہو یا قابل اور غریب طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کی بات ہو، محفل آرائی ہو یا علمی بحث و تمحیص، اسکول میں ڈرامہ نگاری کا فن ہو یا بحیثیت کردار کام کرنے کی صلاحیت ہو، وہ ہر شعبے میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے لکھے ہوئے ڈراموں (جو انہوں نے اسکول کے مختلف پروگراموں کے لئے لکھے) نے ہمارے سماج میں تعلیمی رجحان، قومی یکجہتی، ایثار و محبت، عدل و انصاف اور بھائی چارے کو اس قدر فروغ ملا جس کی نظیر ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ میرے خیال میں وہ ایک پھول کی مانند تھے جس کے رنگ میں شوخی بھی ہے اور گہرائی بھی، جس کی خوشبو سے سارا ماحول مُعطّر ہے۔ چونکہ میں بھی اسی پیشے سے منسلک ہوں اور اسی برگزیدہ اُستاد کے سایے میں پروان چڑھا ہوں اس لئے کشمیری زبان میں لکھے ہوئے چند اشعار شاید ان کے نذرانۂ عقیدت اور میرے احساسات و جذبات کی کما حقہ تشفی کر سکیں گے۔

ے ژکوتاہ جان زبر معمار قومک ہار اُستادو
ژلأ جیتھ شوب کمہ انہار اے ماہ پارِ اُستادو
ژصحراون، بٹھین بالن تھزر بخشان دوہے روّدکھ
ژ محصومن دوہے بخشاں الگ کردار اُستادو
ژ شاہین چھکھ صفت چأنی یوانِ زیر بحث ہردم
دوان ییلہ چھکھ سیدین سادن نوے افکار اُستادو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ولی محمد میر

نظام الدین سحرؔ: میری نظر میں

یوں تو میں ۲۰۱۶ء سے پہلے مرحوم نظام الدین سحرؔ صاحب سے متعارف نہ تھا۔ یہ دسمبر ۲۰۱۶ء کی بات ہے کہ سحرؔ صاحب سے ملاقات اُن کے دولت خانے واقع سنجواں جموں میں ہوئی۔ آج میں ایک ایسی شخصیت سے متعارف ہوا جس کے بارے میں کچھ قلم زَنی کرنا میرے لئے آسان نہیں۔ مرحوم ان دنوں کچھ زیادہ ہی علیل تھے۔ چند ایک باران کے دولت خانے پر ان سے ملنے کا موقع ملا۔ آپ کی سادگی، خداترسی، قرآن فہمی، اخلاص و اثیار، تدبر اور توکّل علی اللہ نے مجھے حد درجہ متاثر کیا۔ ایک بار ملاقات کے دوران میری شعر ادب سے دلچسپی کو دیکھتے ہوئے مجھے اپنا کشمیری مجموعہ کلام ''ندائے سحرؔ'' عنایت فرمایا، تب مجھے معلوم ہوا کہ سحرؔ صاحب کا علمی مطالع کافی وسیع ہے اور انہوں نے علمی و ادبی دنیا میں کافی نام کمایا ہے۔

''ندائے سحرؔ'' کے مطالعے کے دوران ان کی ایک نظم ''کہنہ چار کریو'' میں کس طرح بڑی خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے موجودہ دور کی غیر مستحکمی، بربادی اور بڑھتی ہوئی تباہی کو دکھانے کی کوشش کی ہے۔ نظم میں انسانوں کی پریشانیوں اور مجبوریوں کو پیش کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔ ؎

یتہٕ منہٕ امانکی راکھٕ وُچھم نیاین ہندی جنگل ٹُو راواں

یتہٕ نار ژھوِن وائی توبۂ چھ نار دوال کہنہ چار کرو

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اس نظم میں سحرؔ صاحب نے خوبصورت انداز میں پھیلی بدعنوانیوں ، بدحالی اور کسمپرسی کا خاکہ پیش کیا ہے۔قدرت نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔آپ کے دوستوں اور حباب سے معلوم ہو کہ آپ شُعلہ بیان مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باعمل انسان بھی تھے۔''نِدائے سحرؔ'' کی ایک دُعا میں نہایت معصومیت اور انکساری سے اللہ کے حضور یوں دعا گو ہیں:

یمہِ وزنے بُلاوکھ تہ ژھوُرے آسہ ہلم میٔون
رچھ نظر کرٔی زٕم ، ینگ سامان سفردم
پرژھ گاٗر کرٕنی چھے مگر کرئ زٕم نہ یمن تھی
پناہ! از آزرد گئے خیرِ بشیرؐ دم

سحرؔ صاحب بنیادی طور پر کشمیری زبان کے شاعر تھے مگر بعد میں اُردو کی طرف متوجہ ہوئے اور اُردو میں ایک مجموعے کلام ''صدائے سحرؔ'' کے عنوان سے شائع کیاہے۔ایک عالم اور باصلاحیت مفکر ہونے کے ناطے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا، حکم خدا کے سامنے جھکتے ہوئے سحرؔ صاحب ۲۶/اپریل ۲۰۱۷ء میں دارِفانی سے رخصت ہوئے ۔ اللہ سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔آمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اعجاز احمد وانی

میرے محسن و مشفق اُستاد

تعلیمی سفر کے دوران جن عظیم اَساتذہ نے میرے وجود پر ایک نہایت خوشگوار گہرا اور دیرپا اثر ڈالا ہے ان میں مرحوم نظام الدین سحرؔ سرفہرست ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اپنی عظمت کے اونچے ایوان سے اُتر کر تمام انسانوں کو گلے لگا کر ان کے اپنے ہو جاتے ہیں۔ یہ وصف مرحوم و مغفور سحرؔ صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ میں جب چھٹی جماعت میں پہنچا تو میرا داخلہ عشہ پورہ کے ہائی اسکول میں کیا گیا۔ انہی دنوں میری ملاقات محترم سحرؔ صاحب کے ساتھ ہوئی۔ سحرؔ صاحب ہر روز مارننگ اسمبلی میں بچوں سے مخاطب ہوتے تھے۔ شرمیلے پن کی وجہ سے میں کسی بھی پروگرام میں شریک نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز سحرؔ صاحب نے مارننگ اسمبلی کے دوران میرا نام لیا اور کہا یہاں ایک طالب علم اعجاز نامی ہے وہ ترگپورہ کے ایک معزز علمی اور بڑے خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنی کاہلی اور سُستی کی وجہ سے یہاں اسٹیج سے دور بھاگتا ہے۔ حساس طالب علم ہونے کے ناطے اُستادِ محترم کی یہ باتیں اس وقت مجھے بہت ناگوار لگی۔ لیکن بعد میں جب میں نے اپنے خاندان کے بارے میں جانکاری حاصل کی یقیناً میرے اُستاد کے کلمات صحیح ثابت ہوئے۔ دراصل میرے والد کی سکونت یہاں (اوٹینگرو) میں حادثاتی طور ہوئی ہے جس کا خمیازہ ہمیں آج بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

آج جب بھی کسی یونیورسٹی یا ریاستی سطح کے سیمینار میں شرکت کا موقع ملتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ میرے اُستاد محترم میرے بارے میں کیا سوچ رکھتے تھے اور مجھے کس اُونچے مقام پر دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن بدقسمتی کی وجہ سے لوگ ایسے عظیم اَساتذہ اور محسن شخصیات کو وقت پر سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

سحر صاحب مطالعے کے بے حد شوقین تھے جب بھی انہیں فرصت کے لمحات میسر ہوتے تو مطالعہ کرتے دیکھے جاسکتے تھے۔ ایک بار جموں میں ان سے ان کے دولت خانے پر ملاقات ہوئی۔ پہلی بات جو آپ نے مجھ سے پوچھی وہ یہی تھی آج کل کون کون سی کتابیں آپ کے زیرِ مطالعہ ہیں؟ اور جب کلامِ پاک کی بات آئی تو پوچھا کون سا تفسیر آج کل پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''بیان القرآن'' پڑھ رہا ہوں تو بہت خوش ہوئے۔ دوسرے دن میں نے اُستادِ محترم کے ہاتھ میں ''کنز الایمان'' دیکھا تو میں چونک گیا کیونکہ یہ تفسیر احمد رضا خان بریلوی کا تھا۔ جب میں نے پوچھا، تو کہنے لگے، ''رضا خاں صاحب بڑے عالم دین تھے ان کی تفسیر کے مطالعے سے مجھے بہت کچھ نیا سیکھنے کو ملا۔'' اس سے ان کی علم دوستی اور حق شناسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اختلاف رائے ہونے کے باوجود آپ اپنے مطالعے کی وسعت کے لئے کسی بھی تفسیر کو پڑھتے۔ آپ سے جب بھی ملاقات ہوتی تو کہتے کسی بھی کتاب کے مطالعے کے بعد کچھ لکھنے کی عادت بناؤ۔ مشق بھی ہوجائے گی اور ایک اچھے لکھاری بھی بن جاؤ گے۔ اُستادِ محترم نے میری ہمیشہ حوصلہ افزائی کی۔ اسے مجھ میں وہ چیزیں نظر آتی تھی جو میری ناسمجھی اور ناعقلی کی وجہ سے مجھے معلوم نہ تھی۔

اپنے آبائی گاؤں عشہ پورہ سے آپ کو کافی لگاؤ تھا۔ آپ ہر مہینے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

یہاں آتے اور عشہ پورہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے موقع پر لوگوں سے مخاطب ہوتے تھے۔ لوگ آپ کی تقریر سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک بار جمعہ کے موقعے پر آپ نے فرمایا کہ ''مصروفیات کی وجہ سے دو مہینوں تک یہاں نہ آسکا۔ آج میں نے یہاں کے کچھ بزرگوں کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے مجھ سے شکایت کی کہ آپ کچھ عرصے سے یہاں کیوں نہیں آرہے ہو''، یہ بات بیان کرتے کرتے آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ اُس وقت میرے ذہن میں یہ بات آگئی کہ میرے اُستادِ محترم کی کمی نہ صرف ہم زندہ لوگ محسوس کرتے ہیں بلکہ یہاں کے مُردوں کو بھی آپ کے دعائے مغفرت سے راحت مل جاتی ہے۔ آپ کی عادت تھی جب بھی آپ یہاں آتے سب سے پہلے یہاں کے مقامی قبرستان جا کر دعائے مغفرت کرنے جاتے تھے۔

اُستادِ محترم سماجی کاموں میں بھی ہمیشہ پیش پیش ہوتے تھے۔ ایثار وقربانی کا جذبہ آپ کے رَگ وپے میں پیوستہ تھا۔ آپ ہمیشہ ضرورت مندوں اور غریبوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ عشہ پورہ بستی کے کئی لوگوں کو آپ نے ناظرہ قرآن پڑھایا تھا۔ محمد سلطان تیلی نے راقم سے کہا کہ ''سحرؔ صاحب نے مجھے تیس سال کی عمر میں قرآن پڑھایا۔ چونکہ قرآن پڑھنے کی میری عمل نکل چکی تھی مگر سحرؔ صاحب نے مجھ جیسے کئی لڑکوں کو جمع کیا اور قرآن شریف کی تلاوت کی اہمیت اور عظمت کو بیان کر کے ہمیں قرآن پاک سکھایا۔'' ہمارے علاقے میں آج جو بھی دینی سرگرمیاں چل رہی ہے یہ میرے شفیق اُستادِ مکرم کی بدولت ہی ہو رہی ہے۔ اگر اُستادِ محترم نے یہاں کی نوجوان میں دینی فہم کو اُجاگر نہ کیا ہوتا تو شاید ایسا ممکن نہ تھا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سید عبدالمجید

میرے اُستادِ محترم

ایک اچھا استاد بے غرض ہو کے اپنے پیشے کے ساتھ وفاداری کرتا ہے اور حق ادا کرتا ہے، اسی لئے اُستاد کو روحانی ماں اور باپ کا درجہ دیا گیا ہے۔ تمام پیشوں میں اُستاد کا رتبہ سب سے معتبر ہے۔ ایک اچھا اُستاد اپنے طالب علم کا اچھا دوست بھی ہوتا ہے۔ وہ اس کی ہر ضرورت کو سمجھتا ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ آدمی کے تین والد ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو آپ کو دنیا میں لانے کا سبب بنے، دوسرے جنہوں نے اپنی بیٹی آپ کے نکاح میں دی اور تیسرے والد آپ کے اُستاد جنہوں نے آپ کو تعلیم دی۔ دورانِ تعلیم میرا واسطہ کئی اَساتذہ سے پڑا مگر ان سب اَساتذہ میں جس نے مجھے متاثر کیا ان میں نظام الدین سحرؔ سرفہرست ہیں۔ وہ منظر آج بھی میرے آنکھوں کے سامنے ہیں جب سحرؔ صاحب کا تبادلہ ہمارے اسکول ہریل ہوا۔ میں اس وقت پانچویں کا طالب علم تھا۔ سحرؔ صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں لیکن میں ان کے بارے میں کچھ لکھ کر انہیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سحرؔ صاحب ایک متبحر عالم دین، معروف ادیب، بہترین شاعرانہ صلاحیتوں کے مالک، مذہبی حقائق میں مثلِ چٹان اور پتھر کو موم کر دینے والے خطیب و مقرر تھے۔ حُسنِ اخلاق، خیر خواہی، وسعت ظرف، دریا دلی، ملنساری

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ان کی بنیادی خصوصیات تھیں۔ مرحوم وہ بے ضرر شخصیت کے مالک تھے جس کے کردار سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ پڑھنے والے بچوں کو نہ صرف یہ کہ بالکل مارتے نہیں تھے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی زیادہ پسند کرتے تھے۔ طالب علموں کو کوئی مسئلہ ہوتا تو اسے حتی الامکان حل کرنے کی کوشش کرتے، کبھی کوئی پرُانا شاگرد ملنے آجاتا تو اس کی بہت عزت وتکریم کرتے۔ طبیعت میں خشکی نام کی کوئی شئے نہ تھی۔ طلباء کو علم کے نور سے آراستہ کرنے کے لئے بہت خلوص اور لگن سے ہر پل کوشاں رہتے تھے۔

سحر صاحب کا مارنگ اسمبلی پر بچوں کے سامنے نماز، روزہ، صفائی ستھرائی اور بنیادی اخلاقیات پر درس دینے کا انداز ہ ہی نرالا تھا۔ ان کی ہر بات بچوں کے دل ودماغ پر گہرا اثر کرتی تھی۔ پڑھاتے وقت طلباء کے ذہنی اور علمی سطح کا آپ خاص خیال رکھتے تھے۔ میں ناچیز ان کا ایک منظورِ نظر طالب علم تھا۔ وہ نہ صرف ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کرتا بلکہ وہ چاہتے کہ میں تعلیم کے میدان میں دیگر ہم جماعت طالب علموں سے ہمیشہ آگے رہوں۔

بہر حال موت کا وقت مقرر ہے، جب آجائے تو کوئی روک نہیں سکتا، اُستادِ محترم چلے گئے لیکن اپنے صدقہ جاریہ کی صورت نہریں بہا گئے۔ مرحوم کو قناعت کی صفت سے وافر حصہ ملا ہوا تھا۔ اس خاص وصف جس کی وجہ سے وہ دیگر ہم عصروں میں ممتاز نظر آتے تھے وہ ان کی انکساری اور تواضع تھی۔ اللہ میرے اُستادِ محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عاشق کاشمیری

ادارۂ فکر وادب کی تعزیتی قرارداد

ادارۂ فکر وادب جموں وکشمیر کی ایک تنظیمی نشست چیئرمین ادارہ عاشق کاشمیری کی صدارت میں مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے مرکزی ہال میں منعقد ہوئی۔ نشست میں مرکزی ذمہ داروں کے علاوہ اضلاع کے نمائندوں نے شرکت کی۔ قیم جماعت اسلامی جموں وکشمیر غلام قادر لون مہمان خصوصی کی حیثیت سے نشست میں شریک ہوئے۔ نشست میں تنظیمی معاملات کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ لائحہ عمل کے حوالے سے صلاح مشورے ہوئے۔ ۲۴ رمئی بدھ وار کو ہندواڑہ میں ایک ادبی نشست منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نشست میں مہمان خصوصی قیم جماعت اسلامی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قوموں کی ذہنی وفکری تعمیر میں تعمیری ادب کا رول نمایاں ہوتا ہے۔ ادیبوں اور شاعروں نے ہر دور میں انسانیت کی رہنمائی کی اور موجودہ دور اپنے شاعروں اور ادیبوں سے یہی امید وابستہ کئے ہوئے ہے کہ وہ تعمیری انداز میں اپنی قلمی کاوشوں کے ذریعے سے ملت کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ ادارۂ فکر وادب سے وابستہ ایک اہم رکن واساسی ممبر نظام الدین سحر ساکن سوپور جو حال ہی میں رحلت کر چکے ہیں کی وفات پر تعزیتی قرارداد بھی پاس کی گئی۔ اُدھر ۶ رمئی کو ادارۂ فکر وادب کے چیئرمین عاشق کاشمیری کی صدارت میں ایک چار نفری وفد نظام الدین سحر کے گھر تعزیت کے لئے گیا جہاں ایک تعزیتی مجلس منعقد ہوئی جس میں چیئرمین

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

کے علاوہ خاکی محمد فاروقی ،ایس احمد پیرزادہ ، غازی امتیاز ، عبدالرشید (امیر تحصیل سوپور)،عبدالرحیم لنگو کے علاوہ دیگر کئی احباب شریک رہے۔اس نشست میں چیئر مین عاشق کاشمیری نے تحریری تعزیتی بیان میں کہا''مرحوم نظام الدین سحر کی رحلت کی خبر بہت پریشان کن تھی ۔ظہر کی نماز سے گھر واپس آرہا تھا کہ موبائل فون پر کی گئی کال دیکھ کر رابطہ قائم کیا تو جناب فہیم عرفانی سیکریٹری جنرل ''ادارۂ فکر وادب جموں وکشمیر'' نے جواباً فرمایا کہ سحر صاحب داغِ مفارقت دے گئے ہیں اور وہ مرکزی جماعت اسلامی کے وفد کے ساتھ نمازہ جنازہ میں شامل ہونے کیلئے سوپور جارہے ہیں اور چند کلومیٹر کا سفر طے کرنے کی وجہ سے واپس آکر احقر کو ساتھ لینا اب ممکن نہیں، بات مناسب تھی ۔ ایک دیرینہ ادبی اور تحریکی دوست کے جنازہ میں شامل ہونے کی تمنا دل میں ہی رہی۔

۳رمئی کو ادارۂ فکر وادب کی مجلس عاملہ کی خصوصی میٹنگ منعقد کی گئی۔ ادارہ کے اس سرکردہ رکن کی وفات پر دلی صدمے کا اظہار کیا گیا اور تمام شرکاء نے ایک قرارداد کے ذریعے مرحوم کی ناقابل فراموش ادبی، دینی، فکری اور علمی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ سے مرحوم کی مغفرت اور جنت میں جگہ پانے کے لئے مخلصانہ اور عاجزانہ دعا کی گئی۔ مرحوم سحر صاحب اُردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں لکھتے تھے اور بہت عمدہ شعر لکھتے تھے۔ پُر گو اور پختہ مشق شاعر تھے۔اپنے کسی شعر، غزل یا نظم کو حرفِ آخری نہیں سمجھتے ، کسی تصحیح کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھ کر متبادل اور زیادہ موزوں الفاظ کے استعمال کا مشورہ فوراً اور تہہِ دل سے قبول کرتے تھے ۔ یہ صفت بہت کم سخنوروں میں پائی جاتی ہے۔احقر کو اپنی چند تصانیف پر تحریری تبصرہ کرنے کا بارہا اصرار کیا حالانکہ میں خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ ان کی فرمائش خلوص اور بے نفسی سے پُر ہوتی

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

تھی۔ کشمیری سادات نے فارسی اور عربی علوم کی ترویج واشاعت میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔ ان علمی خاندانوں کے تحریر کردہ غیر مطبوعہ مسودے جمع کرنے کے لئے مرحوم سحر صاحب کو ایک سرکاری ادارے نے منتخب کیا تھا۔ اسی تناظر میں مرحوم کا احقر کے ساتھ بہت پہلے سے رابطہ قائم تھا۔ یہ مرحوم کا بڑا پن تھا کہ ان مخطوطات کے بارے میں میری رائے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ سحر صاحب پیشے کے لحاظ سے ایک کامیاب اُستاد تھے اور بحیثیت ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے تھے۔ درس وتدریس کے دوران ساتھیوں اور شاگردوں پر اپنے اعلیٰ کردار کے گہرے نقوش چھوڑ دیئے۔ اُستاد ہونے کے ساتھ ساتھ مرحوم ایک محقق، شاعر اور ادیب بھی تھے۔ ان کی شاعرانہ فکر سراسر اسلامی، اصلاحی، تعمیری اور انقلابی تھی۔

۲۰۰۹ء میں ہم نے ''ادارۂ فکر وادب'' کے نام سے صالح اور تعمیری ادب کو فروغ دینے کے لئے ایک ادبی تنظیم کی بنیادی ڈالی تو اس کا اعلان سنتے ہی موصوف نے تنظیم کے اساسی ارکان میں اپنی جگہ بنالی۔ مرحوم ان چند گنے چنے افراد میں سے تھے جنہوں نے ادارۂ فکر وادب جموں وکشمیر کے کسی بھی اجلاس، اس کی کسی بھی ادبی نشست، اس کی کسی بھی شعری محفل اور اس کے کسی بھی پروگرام کو اپنی شرکت سے محروم نہیں رکھا۔ حالانکہ ادارہ کے ساتھ وابستہ ارکان میں مرحوم عمر کے لحاظ سے بزرگ ترین، صحت کے لحاظ سے علیل اور مسافت کے لحاظ سے دور دراز علاقے کے رہنے والے تھے۔ متحرک شخصیت کے مالک تھے اور ادارہ کے ذمہ داروں کے پاس موسم سرما کی ٹھٹھرا دینے والی سردی اور برف وباراں کے دوران بھی تشریف لاتے تھے۔ تر دماغ تھے اور بہترین مشوروں سے نوازتے اور ٹھوس تجاویز سامنے رکھتے تھے۔ بہر حال موت ایک ابدی حقیقت ہے، ہر متنفس کو اس کا مزہ چکھنا ہے، مشہور ہے کہ کسی بُرے آدمی کے مرنے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

بعد اس کے تئیں نفرتوں کے ذکر کا دفتر بند ہو جاتا ہے اور کسی صالح فرد کی رحلت کے بعد اس کی نیکیوں اور اچھائیوں کے ذکر کا دفتر کھل جاتا ہے۔ سحرؔ صاحب نے بہت ساری نیکیاں اپنے پیچھے چھوڑ دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سیّات کو بخش دے اور حسّنات کو قبول فرمائے۔ وہ چلے گئے اور ہم جانے والے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

محمد امین بانہالیؔ

آہ! نظام الدین سحرؔ

مضمون آفرینی سے لبریز شاعری　　نکلے نہ دل سے جو وہ دل آویز شاعری
سوئے ہوئے ضمیروں کو بے دار جو کرے　　کرتے تھے ایسی ولولہ انگیز شاعری

اِک زندہ دِل تھے صاحبِ کردار تھے سحرؔ
بدعات ، کُفر وشرک سے بے زار تھے سحرؔ

اپنے پرائے کرتے تھے ان کا احترام　　سب کے دِلوں میں اُن کا تھا اک خاص ہی مقام
باقی نہیں جہاں میں رہا جن کا اب قیام　　اب ان کے قبر ورُوح کو کہتے ہیں سب سلام

اِک زندہ دِل تھے صاحبِ کردار تھے سحرؔ
بدعات ، کُفر وشرک سے بے زار تھے سحرؔ

اک بہتری کا خواب تھا ان کے کلام میں　　اشکوں کا ایک چناب تھا ان کے کلام میں
ہر ظلم کا جواب تھا اُن کے کلام میں　　کب پردہ وحجاب تھا اُن کے کلام میں

اِک زندہ دِل تھے صاحبِ کردار تھے سحرؔ
بدعات، کُفر وشرک سے بے زار تھے سحرؔ

کہتے ہیں بار بار خدا مغفرت کرے　　سب انکے دوست یار خدا مغفرت کرے
سب کے تھے غم گُسار خدا مغفرت کرے　　سب ان پہ تھے نثار، خدا مغفرت کرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

اِک زندہ دِل تھے صاحبِ کردار تھے سحرؔ
بدعات، کُفر و شرک سے بے زار تھے سحرؔ

ہر محفلِ سخن میں وہ یاد آئیں گے امینؔ اُن کو دلوں سے ہم نہ بھُلا پائیں گے امینؔ
معلوم کس کو تھا وہ چلے جائیں گے امینؔ واپس ہمارے پاس نہیں آئیں گے امینؔ

اِک زندہ دل تھے صاحبِ کردار تھے سحرؔ
بدعات، کُفر و شرک سے بے زار تھے سحرؔ

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

عشاق کشتواڑی

آہ! نظام الدین سحرؔ سوپوری

آہ	آہ! مردِ دیدور کشمیر تو		ہوگیا کیا تابع تقدیر تو؟
ن	نازش اہلِ سخن اے فکر وفن		وقت سے پہلے گیا تو دفعتاً
ظ	ظفریابی موت کے طالع میں ہے		مرنا جینا اُس کے ہی پالے میں ہے
ظ	ظلم رحلت ہے نہیں ہے یہ نجات		بابصر رہتے ہیں لیکن باحیات
ا	اعدا پہ جب گرے برقِ اجل		دیکھتی وہ پھر نہ مطلق آج وکل
م	مردِ کامل یا کہ ہو پھر نیم خام		بعد مردن سب کا ہے یکسان مقام
ا	القصہ ہر فرد نے مرنا ہے دوست		موت سے پھر کس لیے ڈرنا ہے دوست
ل	لائق تعظیم ہے حکمِ خدا		مردِ حق کی ہے یہی رسمِ بدا
د	دولت ایمان لیکر جو مرا		جانتا ہے بس وہی کھوٹا کھرا
ی	یہ کہ تو تھا دوست میرا ہمعصر		کچھ نہ کچھ تمکو زباں کی تھی خبر
ن	نابلد ہوتے ہوئے بھی تھا بلد		نکتہ رس کو بھانپ لیتا تھا جلد
س	سب کے طالع میں نہیں ہوتا ہے فن		تو کہ تھا فنکار واقع جانِ من
ح	حسرتا! اب عاشقانِ ریختہ		ہیں کہاں اب پاسبانِ ریختہ
ح	حیرتی تھا میں تیرے افکار پر		داد دیتا تھا تیرے اشعار پر
ر	روبہ روئے اب ہو تم جنت مقام		اے نظام الدین مردِ نیک نام

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سحر صاحب ایام دیگر میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

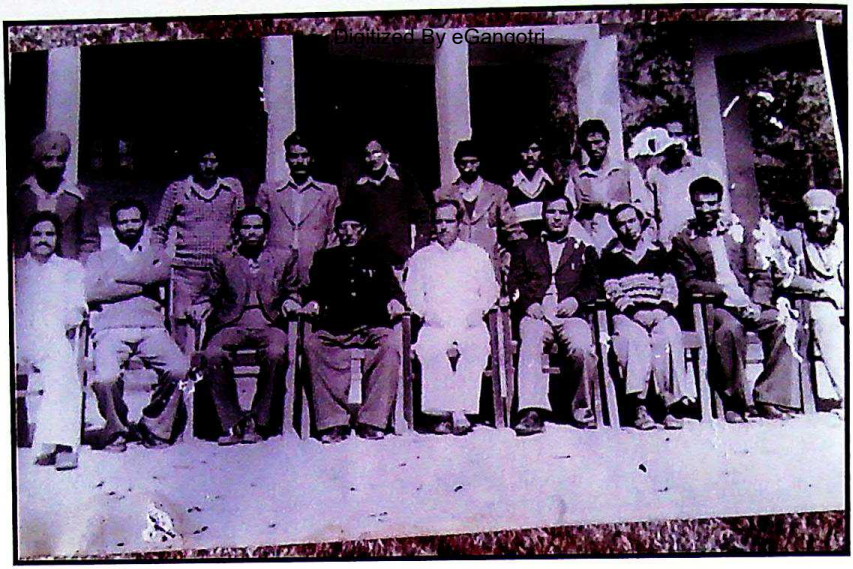

سحرؔ صاحب ہائی اسکول قلم آباد ماور ہندواڑہ کے اسٹاف کے ساتھ ۱۹۸۰ء

سحرؔ صاحب کی ایک یادگار تصور ۱۹۸۵ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

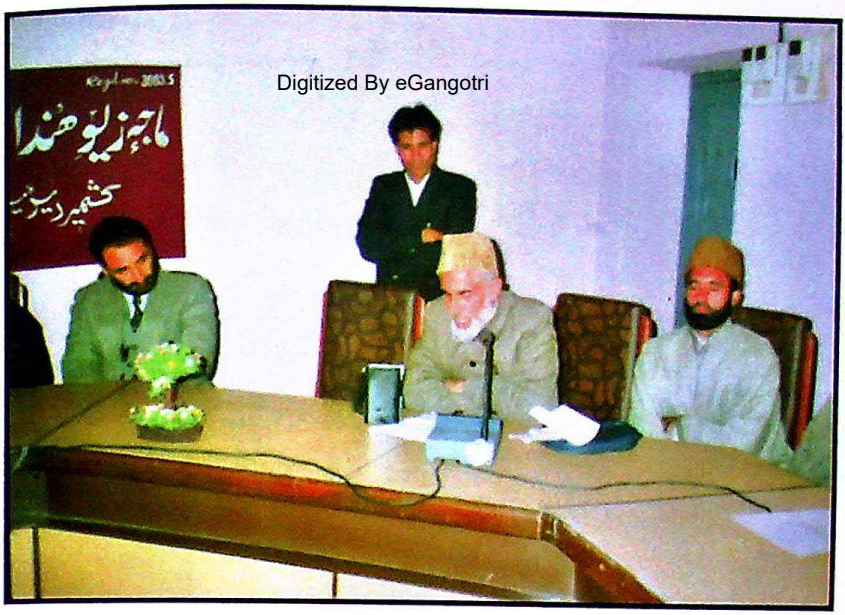

گورنمنٹ ڈگری کالج سوپور میں ایک مشاعرہ کے دوران سحرؔ صاحب کلام پیش کرتے ہوئے ۲۰۰۲ء

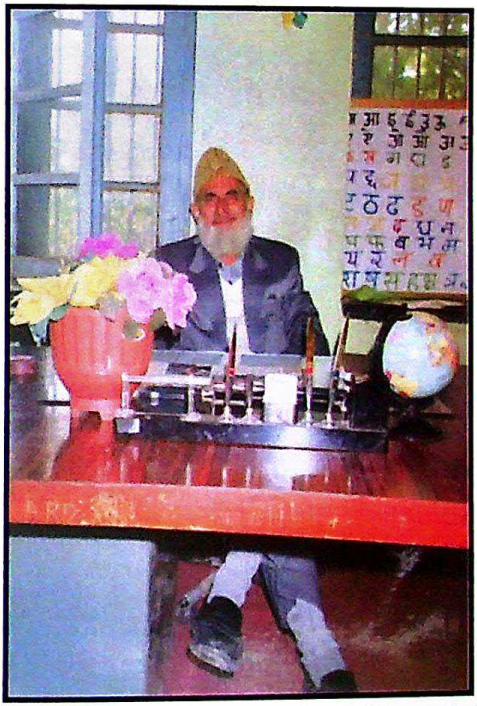

ہائی اسکول سیر جاگیر میں بطور ہیڈ ماسٹر ۲۰۰۳ء جوائن کرتے ہوئے

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

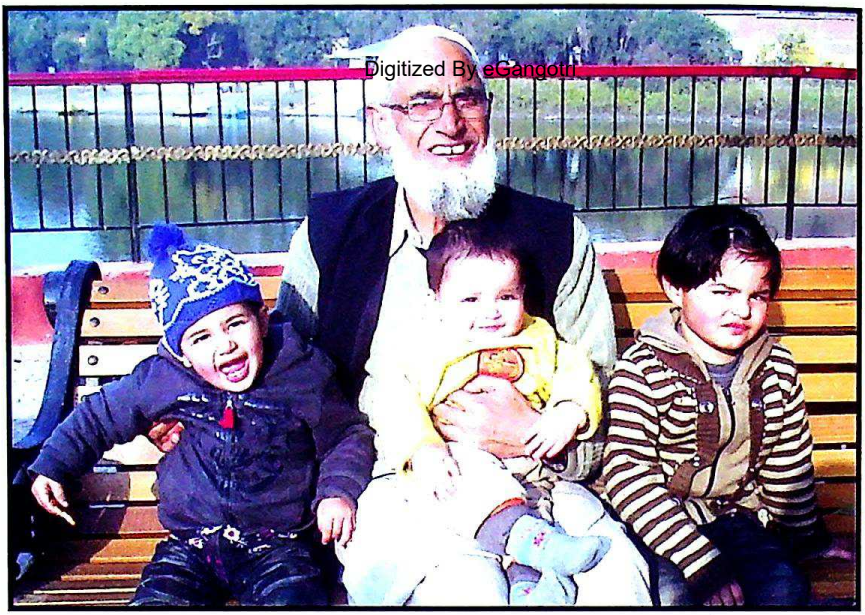

سحرؔ صاحب اپنی پوتی ہانیہ اور نواسیوں دانیہ و تہنیت کے ساتھ ۲۰۱۰ء

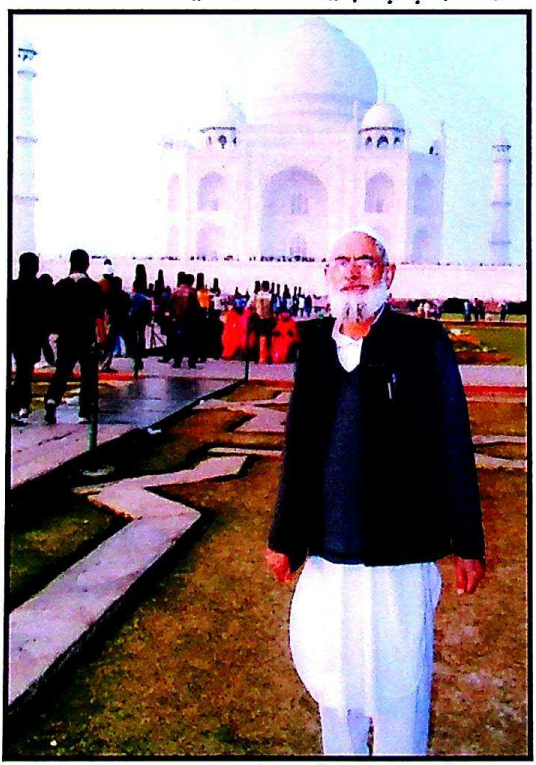

سحرؔ صاحب تاج محل (آگرہ) کے سامنے ۲۰۱۲ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

سحرؔ صاحب اپنے فرزند ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی کے ساتھ
ہوا محل جے پور میں ۲۰۱۲ء

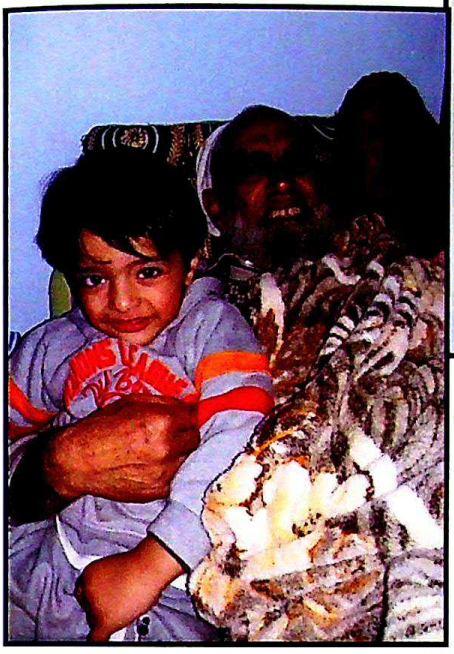

دوران علالت سحرؔ صاحب اپنے نواسے عفیف کے ساتھ دسمبر ۲۰۱۶ء

سحرؔ صاحب دورانِ علالت ڈاکٹر رفیق مسعودی کے ساتھ مارچ ۲۰۱۷ء

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.

Digitized By eGangotri

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی کا تعلق وادیٔ کشمیر کے قصبہ سوپور سے ہے۔ اس وقت وہ محکمہ اعلیٰ تعلیم میں اسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ مصنف نے ایم اے اردو کے علاوہ بی ایڈ، نیٹ اور پی ایچ ڈی کی اسناد حاصل کی ہوئی ہیں۔ آپ کے کئی تحقیقی وتنقیدی مضامین معیاری رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں معروف اقبال شناس پروفیسر رفیع الدین ہاشمی کی حیات اور ادبی خدمات پر تحقیقی وتنقیدی کتاب تصنیف کر کے ادبی حلقوں میں داد وتحسین پائی ہے۔ موصوف نے فاصلاتی نظامِ تعلیم کشمیر یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کا نصابی مواد تیار کرنے میں بھی اہم کردار نبھایا ہے۔

M. R. Publications
Printers, Publishers, Suppliers & Distributors of Literary Books
10 Metropole Market, 2724-25 First Floor
Kucha Chelan, Daryaganj, New Delhi-110002
Cell: 09810784549, 09873156910 E-mail: abdus26@hotmail.com
ISBN 93-86125-95-1

CC-0. Kashmir Treasures Collection at Srinagar.